اِنَّ للّٰہ کنوزاً تحت العرش و مفاتیحہا السنۃ الشعرآء

دیوان اوّل یاس

مسمّٰی بہ اسم تاریخی

نظم دردمند

۱۲۹۲ھ

از تصنیفات سخنورِ معنی شناس میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

باہتمام محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

در قومی پریس لکھنؤ بزیور طبع آراستہ شد

طبع اولی چھ سو جلد (جملہ حقوق محفوظ ہاین) قیمت فی جلد معمولی کاغذ ۔۔۔۔۔ عہ
عمدہ کاغذ ۔۔۔۔۔ عہ مع محصول

عرض مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم - بعد حمد پروردگار و نعت رسول مختار و منقبت حیدر کرار غیر فرار و آل اطہار و اصحاب اخیار صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیچمیرز و ہیچمدان اول کونین احقر الناس ذاکر حسین یاس خدمت ارباب سخن و ماہران فن میں عرض کرتا ہے کہ مجھکو بچپن ہی سے سخن سنجی و شعر گوئی کا شوق تھا بارہ تیرہ برس کے سن سے کچھ کچھ موزوں کرنے لگا اسکے ساتھ ہی شاید نام کا اثر ہے مرثیہ پڑھنے کا بھی ذوق ہوا دو تین برس کے بعد بعض بزرگوں کی فہمایش اور بعض احباب کی صلاح سے بلبل باغ رسالتمآب طوطی گلزار ابوتراب جناب میر نواب صاحب مونس مغفور لکھنوی اعلی اللہ مقامہ کا تلمذ اختیار کیا دونوں امر متذکرہ بالا کی نسبت مغفور و مرحوم کی شاگردی بہت ہی موزوں تھی دس برس کامل جناب مرحوم سے دونوں فنون کو حاصل کیا - مرثیہ خوانی میں جناب مرحوم کی تعلیم ایسی موثر ہوئی کہ بعد اونکے انتقال کے پھر مجھے دوسرے اوستاد کی ضرورت نہیں ہوئی یہاں تک کہ بعد میر صاحب مرحوم کے جو دو ایک مرثیے میں نے کہے اور پڑھے تو اکثر حضرات کو یہ گمان ہوا کہ جناب مرحوم یہ مرثیے اسکو کہہ کے دے گئے ہیں مگر جب میں نے متواتر مرثیے تصنیف کیے اور پڑھے تو بفضلہ تعالی وہ خیال لوگوں کا برطرف ہو گیا - ابتدا میں میرا تخلص ذاکر تھا پھر میں نے اپنی تجویز سے توقیر رکھا جب میر صاحب مغفور کا شاگرد ہوا تو میں نے خود جناب مرحوم سے عرض کیا کہ میرا تخلص بدل دیجیے اور ایسا تخلص تجویز فرمائیے کہ جسکے آخر میں س ہو جس سے آپکی شاگردی کا پتا لگے - جناب مرحوم نے فرمایا کہ اچھا تم چند لفظ تجویز کرکے لکھ لاؤ - میں ان میں سے پسند کر لوں گا - چنانچہ بعد غور کے میں کئی لفظ لکھ کر لے گیا اونمیں سے یاس پسند فرمایا سنہ ۱۲۹۱ھ میں دفعتہً در دصدرے میر صاحب مغفور کا انتقال ہوا - یہی سال اس بخت دیوان کی ترتیب کا ہے - اب میں نے اپنے کلام پر غور کیا کہ میں کسی کی شاگردی کروں یا نہ کروں اور اگر شاگرد ہوں تو کسکا ہوں اپنے نزدیک بعد بڑی فکر کے متصف اون صفات کا جو اس فن خاص کے لیے درکار ہیں تحقیق عروض دانی زباندانی وغیرہ جناب اوستاذی المعظم و ملاذی المکرم سرآمد اہل کمال حضرت حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی دام برکاتہ کو پایا - اسکے قبل بھی میرے حال پر یہ جناب ہمیشہ سے شفقت بزرگانہ رکھتے تھے انھیں کا شاگرد ہوا اور امید سے زیادہ حکیم صاحب قبلہ کی شاگردی مفید ہوئی خداوند کریم ہمیشہ اونکا سایہ ہمارے سر پر رکھے - ایک بہت بڑے فخر کی یہ بات ہے کہ میں خود لکھنوی ہوں اور میرے دونوں اوستاد بھی لکھنوی ہیں بفضل خدا مجھکو اور میرے اساتذہ کو کبھی کسی قصبہ یا دیہہ کی ہوا بھی نہیں لگی - کوئی ذرا بھی شبہ ہمارے اہل زبان ہونے میں نہیں کر سکتا - اسکے علاوہ میں نے عہد طفولیت سے اوس خاندان عالیشان میں نشو و نما پائی اور اون حضرات کی تربیت اوٹھائی کہ جنکی زبان بے شبہ اردوئے معلی سمجھی جاتی ہے اس خاندان شاہی میں چند ہی حضرات ایسے ہونگے جو شعر گوئی کا شوق نہیں رکھتے ورنہ سب صاحبوں کو اس فن خاص سے دلچسپی ہے - انہیں سے بیشتر حضرات ایسے ہیں جو مسلم الثبوت اوستاد مانے جاتے ہیں - یہ میرا دیوان اوس زمانے میں نکلتا ہے کہ زبان اردو میں انقلاب عظیم ہو گیا ہے محاورے بدل گئے - اصطلاحیں اور ہو گئیں - انگریزی الفاظ جا بجا ہر جگہہ زبردستی ٹھونس دیے گئے - ہمارے چند اساتذہ اور چند ہمعصروں سے پتا چلتا ہے کہ ہاں یہ اردو زبان ہے - ورنہ اردو کہاں - اس زمانے کی زبان تو اور ہی کچھ ہے - ہمکو خود یقین نہیں کہ اس طوفان بے تمیزی سے ہماری زبان محفوظ رہے مگر حتی الوسعہ حفاظت کرینگے - یہ بھی لکھ دینا ضرور ہے کہ یہ میرا پہلا دیوان ہے اسمیں وہ غزل بھی ہے جو پہلے پہل میں نے نظم کی تھی سنہ ۱۲۹۲ ہجری کے بعد جو جو غزلیں کہی گئیں وہ علیحدہ جمع ہیں اور وہ دوسرا دیوان ہے اوسکا حجم بھی اتنا ہی ہوگا یا اس سے زیادہ - کیا عجب ہے جو وہ دیوان اس سے بہتر ہو - انشاء اللہ تعالے اگر زمانے نے مہلت دی تو وہ دیوان بھی جلد چھپے گا - اسکے علاوہ ایک ذخیرہ تاریخوں کا ہے - اوسکے بھی الگ چھپوا لینے کا ارادہ ہے - اسی طرح قصائد ہیں اگر خدا نے فضل کیا تو وہ بھی علیحدہ طبع ہونگے - مرثیے سلام رباعیاں بھی بکثرت ہیں - مگر اونکے چھپوانے کا قصد نہیں - ناظرین با تمکین کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس ہیچمدان کے کلام کو عیب بینی کی نظر سے نہ ملاحظہ فرمائیں اور اگر کہیں کوئی خطا ہو تو دامن عفو سے چھپائیں کیونکہ جو انسان ہے اوسکا خمیر سہو و نسیان سے ہے فقط

راقم آثم - ذاکر حسین یاس لکھنوی

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

للّٰہ الحمد کہ درین آوان مسرت توامان دیوان فصاحت عنوان بلاغت اساس موسوم باسم تاریخی

نظم دلپسند

۱۲۹۲ھ

یعنی

دیوان وفا

۱۳۰۶ھ

بحسن صحت و اہتمام تام محمد نثار حسین نثار مالک و مہتمم قومی پریس و پیام یار

در مطبع قومی پریس واقع لکھنؤ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

سرِ دیوان لکھا مطلع جو مینے حیدر داور کا
سوا خالق کے کیا جانے کوئی رتبہ پیمبر کا
محافظ ہو اگر باغِ جہان مین عدل حیدر کا
تصور ہے مدام اوسکو جو ہے مست حیدر کا
مین دیوانہ ہون اے دل گیسوئے مشکین حیدر کا
خیال آجائے دلمین گر رخِ پرنور حیدر کا
شہا دونون ترے در کے گدا ہین مہر روشن ہی
کفِ پائے علی سے بدر بھی شرما کے گھٹتا ہی
ثنا کرتا ہون مین ہر دم لب شیرین حیدر کی
جسے سنکر گھلا کرے دمین شکر ابھی پھیکے
خدا کے شیر کا گر ہمسر شیرا سمن پامین

صریر کلک نے نعرہ کیا اللہ اکبر کا
ثنا اسما مرتضی ہے یا حبیب خاص داور کا
صبا کیا دخل ہے گر چھو سکے دامن گلِ تر کا
مرا دل جام ہے گویا شرابِ حوضِ کوثر کا
نہ جائیگا قیامت تک کبھی سودا مرے سر کا
نظر آئے نکھر صاف آئینہ سکندر کا
سلیمان حشم کا ہم کیا اوج کیا اس جا سکندر کا
حقیقت کیا بھلا رکھتا ہے آئینہ سکندر کا
زبان کو میری چسکا پڑ گیا قندِ مکرر کا
کہان یون سے گھسیگا تال قلعِ بابِ خیبر کا
جگر ہو آب آہن کا کہیجا شق ہو پتھر کا

کیا مرحب کو دو ٹکڑے پر جبریل بھی کاٹے — اوڑے شہرہ فلک تک کیوں نہ ضرب حیدر کا
پہونچ جائے جو اوڑ کر طائر دل تا وصف شہ پر — پر جبریل سے بڑھ جائے بازو اس کبوتر کا
او ٹھا تا کیوں نہ برگ کاہ کی صورت و خیبر — علی دست خدا ہے زور بازو ہے ہمیشہ کا
علی اعلی علی اتقی علی طیب علی طاہر — علی نور مجسم ہے علی ساقی ہے کوثر کا
علی افسر علی حیدر علی صفدر علی سرور — امیر المومنین ہے اور قاتل فوج اکفر کا
علی عالم علی عامل علی عادل علی باذل — علی مفتی علی قاضی ہے شہباز و کبوتر کا
علی اشجع علی ہنبع علی ارفع علی مرجع — علی کفار کا قاتل ہے مالک بحر کا بر کا
علی عابد علی ساجد علی زاہد علی حامد — علی کا دوست داور ہے علی عاشق ہے داور کا
علی مرشد علی ہادی علی مولے علی آقا — علی فرزند بو طالب علی بھائی پیمبر کا
علی قانع علی صانع علی سامع علی شارع — علی ہے جامع القرآن علی ہمنام داور کا
علی دنیا علی عقبا علی جنت علی طوبے — علی مشکلکشائی خلق ہے ساقی ہے کوثر کا
علی سلطان علی خاقان علی سامان علی احسان — علی حق کا ولی برحق علی نائب پیمبر کا

در جنت پہ رضوان مجکو روکے کیا مجال اسکی
غلام خاص ہے اے یاس تو مولائے قنبر کا

بدر ہے اے یاس روی پر ضیائے مرتضا
منزل قوسین او ادنی ہے جائے مرتضا
گر کبھی زور ید اللٰہی دکھائے مرتضا
خانۂ دل میں ہے میرے بسکہ جائے مرتضا
مر کے بھی نکلوں نہ اوس در سے تمنا ہے یہی
ابتدا سے بخشش و رحمت ہے انکے حال پر
آگے یہاں حائل کوئی محرم جائیے دخل کیا
چار پہلو میں ہیں پہ کچھ گل کا کر سکتے ہیں
کل خدائی کے یہی مختار ہیں بعد رسول
جسکہ الفقر فخری سو وہان شاہی ہے کیا
ابر کا ٹکڑا نظر آئے یہ خورشید فلک

لیلة المعراج ہے زلف رسائے مرتضا
سرمۂ چشم ملک ہے خاک پائے مرتضا
اس زمین تک آسمان کو کھینچ لائے مرتضا
سانس لیتا ہوں تو آتی ہے صدائے مرتضا
تا نجف پہنچا دے گر مجکو خدائے مرتضا
حق ہوا خود باعث مدح و ثنائے مرتضا
شیر ہو تا بھی نہیں دست ثنائے مرتضا
یہ نہ بھی ہے باغ عالم میں ہوائے مرتضا
ہل نہیں سکتا ہے ذرہ بے رضائے مرتضا
فرش تا عرش سے فزون ہے بوریائے مرتضا
گر ابھی کھلجائے رو کر پر قبائے مرتضا

حصن خیبر کی بنا اتبک ہی برباد و خراب
پھر بنائے کون وہ جسکو مٹائے مرتضیٰ

اسجگہ اسکندر و جمشید کا کیا ذکر ہی
بادشاہ ہفت کشور ہی گدائے مرتضیٰ

پھول جھڑتے ہین تکلم مین دہان پاک سی
کھلگئی گل کی کلی جب مسکرائے مرتضیٰ

جان اپنی موت پر دیتا ہون پر آتی نہین
کیا دل مضطر کو ہی شوق لقائے مرتضیٰ

یہ لطافت اور یہ خوشبو اسکو ہاتھ آئی کہان
جامۂ گل سی بھی رنگین ہی قبائے مرتضیٰ

کچھ مجھے دنیا و ما فیہا سے آگاہی نہین
بیخبر عالم سے رکھتی ہی ولائے مرتضیٰ

جو عدو انکا ہی وہ کافر ہی اسمین شک نہین
وہ ولی ہی جسکے دل مین ہی ولائے مرتضیٰ

حشر مین جام مئے کوثر کی مجکو کیا کمی
ہون ازل سی مست صہبائے ولائے مرتضیٰ

خاتمہ ہی اس سے بڑھکر کیا صفت کوئی کری
لافتیٰ الا علی جب ہو ثنائے مرتضیٰ

آستان پر سجدہ کرتے ہین ملائک صبح و شام
عرش سی کچھ کم نہین دولتسرائے مرتضیٰ

بارہا اسکی صفت مین ہمنے لکھی کہا
کیون وصی ہی کون احمد کا سوائے مرتضیٰ

جن و انسان و ملک ہین تابع فرمان شاہ
سر اوٹھائین کیا عمل جنپر بٹھائے مرتضیٰ

برق کی صورت گذر جائین صراط حشر سے
راہ اپنے خادمون کو گر بتائے مرتضیٰ

دوش احمد پر علی کو دیکھکر بولے ملک
لو سر عرش معلے پر ہے پائے مرتضیٰ

قول ہی میرا یہی ای یاس مشرک ہی وہ شخص
دوسرے کو جو کوئی سمجھے بجائے مرتضیٰ

گناہگار ہون روز شمار کیا ہوگا
یہ ڈر ہوا ہے مرے پروردگار کیا ہوگا

تری تو رحمت بیحد کا کچھ حساب نہین
کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا

زمین جانتی ہی بوتراب کا ہون غلام
بھلا مزار مین مجھپہ فشار کیا ہوگا

کھلی ہوئی ہی مری آنکھ بعد مردن بھی
اب اس سے بڑھکے بھلا انتظار کیا ہوگا

چمک ہی برق کی دندان یار مین بالکل
مقابل انکے دُر شاہوار کیا ہوگا

نہو سکیگا مقابل و چشم تر سے مری
برس پڑیگا جو ابر بہار کیا ہوگا

جنون کی جوش کا عالم وہی ابھی تک ہی
پھر آنیوالی ہی فصل بہار کیا ہوگا

پہونچ سکینگی بھلا میری نغمہ سنجی کو
چمن مین بلبلین چہکین ہزار کیا ہوگا

عدم مین چلکے پتا دہان یار کا پوچھ
یہ راز تجپہ یہان آشکار کیا ہوگا

بدون کے قرب سے نیکون کو کب فیض پہونچا / گلون سے گرد جو رہتے ہین خار کیا ہوگا
ہوا ہی آپ کو جو سیر لالہ زار کا شوق / بتائیے یہ دل داغدار کیا ہوگا
وہان بھی ساتھ دل بیقرار لیکے چلے / قرار پھر ہمین زیر مزار کیا ہوگا
کمر کا یار کی مضمون نہ ہمکو سوجھیگا / نہان جو ہو وہ بھلا آشکار کیا ہوگا
وہ بت تو آیا ہی اے دل نہ آئیگا ہرگز / ترے تڑپنے سے او بیقرار کیا ہوگا

سمیِ خالق یکتا ہی وہ امام ای یاس
علی سے بڑھ کے کوئی نامدار کیا ہوگا

سنگ کو تیز ہواؤن سے ضرر کیا ہوگا / اونکے دلمین مری آہونکا اثر کیا ہوگا
رحم عاشق پہ کرینگے تو ضرر کیا ہوگا / دیکھ لینگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
زاد رکھتے نہین جاتا ہی ہمین سوی عدم / ہی یہ تشویش کہ ہنگام سفر کیا ہوگا
مطمئن ہون ہین کہ شب بھر وہ نہین جانیکے / دیکھیون سی تری اے مرغ سحر کیا ہوگا
طفل اشک آنکھ سی نکلے نہ انھین رحم آیا / تو جو ساتھ آیا ہی اے لخت جگر کیا ہوگا
دل بھی ہم نذر کو لائی ہین جگر بھی جان بھی / دیکھئے یار کو منظور نظر کیا ہوگا
وصل کی رات بھی گذری نہ کبھی راحت سے / دل دھڑکتا ہے کہ ہنگام سحر کیا ہوگا
دل ہی پیکان کو وہ تیر نظر پھینکتے ہین / مثل بسمل جو تڑپتا ہے جگر کیا ہوگا
میرے سینے سے وہ سینے کو ملا کر بولے / اور اب نخل تمنا کا ثمر کیا ہوگا
تیغ ابرو سے نہ دھمکا مجھے تو اے قاتل / سر بکف جو ہو اوسے جان کا ڈر کیا ہوگا
وصل کی صبح نہ ہم ہونگے نہ پھر تو ہوگی / تیری دلسوزیون سے شمع سحر کیا ہوگا
وصل مین جب نہ کھلا بھید یہ راز پنہان / دستیاب اب ہمین مضمون کمر کیا ہوگا
ہم نظر رکھتے ہین اللہ پہ عشق بت مین / دل ہمارا ابھی جو ہو جائے ادھر کیا ہوگا
دیکھا وہ دل پر داغ مرا کہتے ہین / ایسا پھولا ہوا گلشن مین شجر کیا ہوگا
ہوتی تاثیر محبت مین تو وہ کیون جاتے / میرے نالون مین شب ہجر اثر کیا ہوگا

اوٹھکے جانے ہی سے آتا ہے کلیجا منھ کو
نہ ملینگی جو ہمین یاس خبر کیا ہوگا

ہر جگہ اوس کا گل پیچان کا افسانہ رہا / کوئی مجنون کوئی وحشی کوئی دیوانہ رہا

دور سے ہین ناظر گلگشت جانا نہ رہا
باغ عالم مین مثال سبزہ بیگانہ رہا

واہ ری تقدیر اورون سے کرین کیا پھر گلہ
دل جو اپنا تھا وہی الفت مین بیگانہ رہا

دل خیال گردن ساقی و چشم مست مین
گاہ شیشہ گاہ ساغر گاہ پیمانہ رہا

چور رہتے ہین مہجور ایسے دخت رز کے عشق مین
جسجگہ بیٹھے زبان پر ذکر میخانہ رہا

صد تجلی ہوتے ہین و خورشید تجبیر رات دن
کون تیرے جلوۂ رخ پر نہ دیوانہ رہا

باغمین جو شاہد گل سے بن بنکر دولہن
بلبلون مین کچھ دنون جشن عروسانہ رہا

جا ہوئی کن کن حسینونکی دل آگاہ مین
یہ وہ کعبہ ہے ہمیشہ جسمین بتخانہ رہا

جسنے کچھ نشو ونما کی چرخ نے پیسا اوسے
آسیا پھرتی رہی گر ایک بھی دانہ رہا

اب نہین تھمتی فراق روح و تن ہونیکو پھر
بس بہت اک عمر ان دونومین یارانہ رہا

خاک ہی اوڑتی رہی ایسی کدورت بھر گئی
مین رہا بستی مین لیکن دلمین ویرانہ رہا

وصل مین اونسے مجھے منہ پلائے اوسکو جام
سید ہی قسمت جب ہوئی گردشمین پیمانہ رہا

دل سے آ آکر ہماری آنکھ مین آنسو بھرے
شیشہ خالی ہوگیا لبریز پیمانہ رہا

وصل کی شب کیون نہ اوجھن مین بسر ہوتی بھی
شام سے تا صبح اوسکے ہاتھ مین شانہ رہا

تھا سٹری فرہاد ہی جو مر گیا سر پھوڑ کر
قیس نے تو ہوشیاری کی کہ دیوانہ رہا

یار نے میری فنا کا ذکر خود اکثر کیا
ایسی کی سینے کہ برسون جسکا افسانہ رہا

شعر گوئی سے کبھی ہو حق ہی یارون مین کبھی
یاس کے دم سے ہمیشہ جشن رندانہ رہا

کل شب کو جلوہ گر جو کوئی مہ جبین رہا
کوٹھا ہمارا غیرت چرخ برین رہا

الفت مین کوئی دوست ہمارا نہین رہا
ہر شخص در پئے حسد و بغض و کین رہا

مر کر بھی کوئی یار مین عاشق مکین رہا
وا اشتیاق مین در خلد برین رہا

پہونچا نہ کوئی منزل مقصود تک کبھی
مین عشق مین کہین دل شیدا کہین رہا

مضمون جیدہ خال صنم کے جو بند ہے
اپنی کتاب نظم کا مین نکتہ چین رہا

تیر نگاہ یار ادہر سے آئے جس قدر
دل مین کوئی رہا کوئی دل کے قرین رہا

ماتم کو حسرتین مری رونے کو بیکسی
اسکے سوا کوئی نہ دم واپسین رہا

ہم اوٹھہ بھی آئے ہو گئے خفا بزم یار سے
پر دلکو دیکھیے کہ وہ ظالم وہین رہا

الفت نے اونکی کھو دیا دونون جہان سے — مشرب کوئی رہا نہ مرا کوئی دین رہا

دل اعتدار الفت محبوب مین ملا — مین ساری عمر صاحب نقش نگین رہا

اسکو تمھاری آنے سے حاصل ہوئی خوشی — ورنہ ملال مین دل اندوہگین رہا

قرآن پڑھنے کا ہمین حاصل ہوا ثواب — پیش نظر اگر وہ خط عنبرین رہا

بغض و حسد سے دل نہین جاتا کسی کو علم — خرمن کوئی ہوا تو کوئی خوشہ چین رہا

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کہان ہین آج — عاشق رہی جہان مین نہ کوئی حسین رہا

تاب و توان بھی چھوڑ گئی ساتھ ہجر مین — اک چشم تر تو اک دل اندوہگین رہا

غصے مین اوسکو دیکھ کے بھاگے حواس و ہوش — ثابت قدم ہو دل کہ جہان تھا وہین رہا

اک دن جلین گا اوسکی لپک سے دل و جگر — افروختہ اگر وہ رخ آتشین رہا

کچھ اوسکی زندگی نہ جہان مین تھی ای فلک — ہر وقت اپنی مرگ کا جسکو یقین رہا

کوٹھی پر اوسکی غیر تھا مین فرش خاک پر — اک آسمان پر ایک بروئے زمین رہا

حاصل ہوا نہ مطلب دل کچھ شب وصال — محبوب مین ادھر وہ ادھر شرمگین رہا

دل کی طرح اگر حرکت کی مقام سے — ایسا ضعیف ہون کہ جہان تھا وہین رہا

پرزے کیے ہین ہاتھ مین اپنے لپیٹ کر — دامن مرا جنون مین مری آستین رہا

سب رفتہ رفتہ حسرت و ارمان نکل گئے — دل مین خیال یار فقط اک مکین رہا

دلمین کسی کے یاد کچھ ایسی سما گئی — حسرت غریب کا نہ ٹھکانا کہین رہا

دونون مین ایک ہجر مین پہونچا نہ یار تک — تاثیر رہ گئی کہین نالہ کہین رہا

ای یاس ہم کسی سے بھلا خاک دل لگائین
اب باوفا جہان مین نہ کوئی حسین رہا

دھیان تیرا جو مجھے اے مہ کامل آیا — ہجر مین منھ کو کئی بار مرا دل آیا

سر بکف مین بھی ہون اوسکے مقابل آیا — کھینچکر تیغ ادا جب مرا قاتل آیا

جان و دلسے رہی ہم تابع فرمان لیکن — بر سر لطف و عنایت نہ وہ قاتل آیا

ہوا کیا کیا نہ تری عشق مین حال مجنون — رحم پر تجکو نہ اے صاحب محمل آیا

جب سے مجنون نے یہ ویرانہ کیا ہے آباد — نجد مین پھر نہ کوئی صاحب محمل آیا

وہ شناور ہون کہ دو ہاتھ مین وس پار تھا مین — بحر غم کا جو کبھی سامنے ساحل آیا

آشنا محبت کا ہوا جو عاشق
ظلم جو چاہو وہ کرو شوق سے حاضر ہمین
نظر لطف سے دیکھا بھی نہ اوس دلبر نے
منہہ کی کھائیگا تو اپناہ کہے دیتا ہون
پھر لو دنیا مین کہ پھر قبر مین جانا ہوگا
اپنے وحشت مین گیا دشت بھی کہسار بھی پھر
صاف وہو کا ہوا ہے یہ دل بیتاب مرا

عمر بھر پھر نہ کبھی وہ لب ساحل آیا
اٹھو ایجان جہان تجپہ مرا دل آیا
سر در یار لیے ہاتھون مین دل آیا
چہرہ یار کے جب روز مقابل آیا
جو تھکا راہ مین وہ جانب منزل آیا
جا کے مجنون سے بھی فرہاد سے بھی مل آیا
جب نظر مجکو تڑپتا کوئی بسمل آیا

دیکھو ہو جاؤ گے دنیا مین ذلیل و رسوا
ان بتون پہ یون ہے امیر آپس اگر دل آیا

تمام رات جو اوس زلف کا خیال رہا
ہمیشہ اوس رخ دلبر کا یہان خیال رہا
کوئی گھڑی نہ گیا وصل سے لطف لب کنار
نہ ساز وار ہوا ہمکو عشق دنیا مین
وہ من کا اونکے معانہ خواب مین بھی کھلا
نہ اور وضع پہ اے آسمان تجھے دیکھا
تمھاری زلف دراز و جبین و رخ کا خیال
بلا تاغیر کے دھوکے سے اپنے گھر اونکو
ہمیشہ اس فلک کج روش کی گردش سے
ضرور پھر جوانی ہے ایک دن پھیری
تمھارے وصل مین جو جو کہ لطف اوٹھائے ہین
جنون گھٹا نہ کبھی کم ہوئی پریشانی
جو ایک دن بھی کہین ساتھ دوستون کے نبہا

بلا کی شب تھی کہ جینا مجھے وبال رہا
جو بدر سامنے سے ہٹ گیا ہلال رہا
تمام عمر ہمین وصل کا خیال رہا
ہمیشہ یار سے رنجش رہی ملال رہا
ہمیشہ ہمکو اسی بات کا خیال رہا
ہمیشہ تیری دورنگی کا ایک حال رہا
صباح و شام تو کیا بلکہ ماہ و سال رہا
ستم کی چوک ہے کی مین غضب کی چال رہا
مثال سبزہ صحرا مین پائمال رہا
زوال پھر کے جو برسون مجھے کمال رہا
اوٹھین مزہ ونکا مہینون مجھے خیال رہا
تمھارے عشق مین اس دل کا ایک حال رہا
وہ غم نصیب ہے ان برسون مجھے ملال رہا

لگی ہوئی ہے مجھے کربلا کی دھن ہی یاس
مین اگلے سال چلونگا جو اب کے سال رہا

مجکو اوس دشت مین لیکے جنون جا پہونچا
آدمی کیا نہ جہان وہم کسیکا پہونچا

تیرے ہاتھوں سے نہ صدمہ مجھے کیا کیا پہونچا — اتنا ہی جان جہان دل کو نہ ایذا پہونچا
دل فرشتوں کی بھی تھرا گئی اللہ ری اثر — میرا نالہ جو سوے عالم بالا پہونچا
اوسکی ہاتھوں سی ہوا پنجۂ مرجان بھی خجل — نازکی مین نہ کسی حور کا پہونچا پہونچا
جان مجنون کے تن زار مین آئی فوراً — وادی نجد مین جب ناقۂ لیلے پہونچا
جستجو مین تری یہ خاک اوڑائی مینے — کبھی کعبے تو کبھی سوے کلیسا پہونچا
دم لبون پر تھا مگر آکے جلایا اوسنے — نزع کے وقت مری پاس مسیحا پہونچا
جیتے جی تونے تو صورت نہ دکھائی ظالم — قبر تک چلکے تو عاشق کا جنازا پہونچا
دیکھیے ایسی ہی صورت تہی مری کیون حسب — مرگیا آپ کے ہاتھوں سے وہ صدما پہونچا

کیون نہ قایل ہون مین اعجاز محمد کا یاس
وہان گئے آپ نہ جبرئیل بھی جس جا پہونچا

اوسکی چھاتی گل سے ہٹا بیٹھا ہی شیون برپا ہے — جونک اوٹھیگا جسکا آجائیگا مدفن زیر پا
بیٹھکر گلزار قالین پر یہ کہتا ہی وہ شوخ — دیکھو ہم اس رنگ سی رکھتے ہین گلشن زیر پا
سر جھکی بنیا اوسی کی جسنی کی اسکی طلب — کیسی قارون کی دبائی اسنی گردن زیر پا
کچھ عجب اوس شوخ کی اٹکھیلیون کی چال ہی — گاہ اوٹھتا ہی کبھی آتا ہے دامن زیر پا
سبز کو دنیا کی گر سکتا ہی تو اے ہوشیار — دیکھکر رکھنا قدم لاکھون ہین دشمن زیر پا
جب ہوئی پابوس بھی یار خوش رفتار نے — عاشقون کی منہ سی یہ نکلا کہ دشمن زیر پا
آبلون مین جوش وحشت سی آتش بھر گئی — گھل کے بہ جائی اگر آجائے آہن زیر پا
تجکو سمجھاتی ہین یہ رفتار کچھ اچھی نہین — جانکر لایا نہ کر عاشق کا مدفن زیر پا
پڑگئی پائی حنائی مین جو دھبے نیلگون — لطف ہی پھولی ہین ہان گلہاے سوسن زیر پا
ایڑیو تک زلف پہونچی ہی اوٹھالو دوش پر — کاٹ کھاتی ہی جو دب جاتی ہی ناگن زیر پا

یار کے توسن کی شوخی دید کے قابل ہی پاس
روند ڈالا آگیا جب میرا مدفن زیر پا

وہی دل مین تری محفل کا سمان ہی کہ جو تھا — سیر گلشن سی وہی پھر خفقان ہی کہ جو تھا
یاد کرتے ہین اوسطرح مری سب احباب — قدردانون کو وہی لطف زبان ہی کہ جو تھا
پھر وہی جوش جنون پھر وہی وحشت ہی ہمین — پھر وہی دل کو ہماری خفقان ہی کہ جو تھا

پھر نشانہ مرا دل تیر نگہ کا ہوگا
عشق کو دل نہ لوںگا نہ لیا ہی مینے
حسن پیدا نہے نظر یار کو بھی اور نہ سہے
فاش پروانہ ہوا غیرت یوسف کا مرے
کیون دل تنگ آگے نہی یوہین ہی بھی تھی کیا قدر تری
پھر وہی رٹ ہی مجھے پھر وہی سودا ہی مجھے
رنج دیدے سے نہ باز آیا نہ باز آئے گا
کافر عشق اوسیطرح مجھی کہتے ہین سب
انتظار آنی کا اونکے مجھی اتبک ہی وہی
وہی ہونٹون کو مزا بوسہ کا یاد آتا ہی
آدھی رات آگئی وہ دل کی تڑپ بھی تو نہین

خم ابروی صنم شکل کمان ہی کہ جو تھا
مجکو سودا یہ اوسیطرح گران ہی کہ جو تھا
صورت آئینہ حیران وہ کہان ہی کہ جو تھا
حسن یوسف وہی رسوای جہان ہی کہ جو تھا
یار اوسیطرح ترا مرتبہ دان ہی کہ جو تھا
پھر وہی نام صنم ورد زبان ہی کہ جو تھا
یار اوسیطرح مرا دشمن جان ہی کہ جو تھا
کعبۂ دل کو وہی شوق بتان ہی کہ جو تھا
دل اوسیطرح سوی در نگران ہے کہ جو تھا
وصل کا تیرے اوسیطرح سمان ہی کہ جو تھا
اشتیاق آنیکا اونکے وہ کہان ہی کہ جو تھا

پہلے تو مرتے تھے مگر اب نام ہی لیتے نہین تم
پاس کیون عشق تمھارا وہ کہان ہی کہ جو تھا

عشق اوس پر دغا سے کیجیے کیا
دل کو صدمے ہزار دیجیے کیا
شب فرقت مین جان دیجیے کیا
جسکو پروا نہو ذرا اپنی
دل بے تاب کی کہانی کسکو
جو جیے دسے دیا نہ مانگا کبھی
جسکو معشوق اپنے منھ سے کہا
دل لتیں سیکڑون اوٹھائی ہین
ماہ کو تیرے رخسے کیا نسبت
نقد دل پہلے دیجیے اپنا
دھجیان اوڑ گئی ہین وحشت مین
جب نہو پاس ناموس اپنا

یاس دل بے وفا کو دیجیے کیا
آفت عشق سر پہ لیجیے کیا
سر پہ سودائے زلف لیجیے کیا
جان اوس شمع رو پہ دیجیے کیا
کس سے کہیے بیان کیجیے کیا
دے کے دل اوسنے پھیر لیجیے کیا
اسے دل اوس سے برائی کیجیے کیا
پھر محبت کا نام لیجیے کیا
اوس سے تشبیہ اسکو دیجیے کیا
مفت اک بوسہ اوسنے لیجیے کیا
دامن زخم دل کو سیجیے کیا
ساقیا پھر شراب دیجیے کیا

دل کا سودا نہ آپ سے ہوگا
جو گران شے ہو اوسکو لیجلے کیا

کچھ نہ پوچھو کہ کیا گذرتی ہے
حال دل کا بیان کیجیے کیا

زلف کے پیچ سے چھٹین کیونکر
پھنس گئے آہ تو یاس کیجیے کیا

ہماری دلکی تڑپ کا جو امتحان ہوگا
نہ پھر زمین ہی ہوگی نہ آسمان ہوگا

دقتین ہین دلکو چھپنا ئیگا سبزۂ خط یار
کوئی گڑو ہی گا خسپوش جب کنوان ہوگا

ہمارے دل کی نہ خواہش کرین حسین کیونکر
متاع نیک کا ہر شخص قدردان ہوگا

یقین ہے ضد سے اوسی باغبان اجاڑیگا
جو باغ مین کہین بلبل کا آشیان ہوگا

یہ ہمسے کہتی ہے عمر قلیل بڑھ بڑھ کر
تمھارا نام بھی اگر وزر بے نشان ہوگا

دل و جگر تو کیے ابرو و مژہ نے فگار
تمھین بتاؤ کہ اب کسکا امتحان ہوگا

چمن مین سنبل تر جسکو لوگ کہتے ہین
وہ آہ بلبل ناشاد کا دھوان ہوگا

اوڑائین قتل کرینگی جلائینگی ٹھوکر
قیامت آئیگی وہ شوخ جب جوان ہوگا

بتا دے یار کہ جلوہ کہان رہیگا ترا
مکان دل مرا ہوگا کہ لامکان ہوگا

ملیگا چین ہی سونا نہ بعد مردن بھی
مرا مزار اگر زیر آسمان ہوگا

ہمین ہی اوسسے محبت تو اونکو بھی ہوگی
اثر یقین ہے برابر یہان وہان ہوگا

عدم کو لوگ چلین ہین بھی چلنے والا ہون
یہ خاکسار پس کاروان ہوگا

وہ آئیگا مرے گھر بھی تو غیر کے ہمراہ
مجھے جلائیگا جب یار مہربان ہوگا

کرینگی قتل ہین اوسکی جو ادا ہوگی
جو کھنچلے تیغ تو جھک کر وہ بت کمان ہوگا

کلام یاس کا ہر عیب سے مبرا ہی
نہ اسکے شعر مین ایطانہ شائگان ہوگا

بام جب یار ترا طور تجلی ٹھہرا
پھر ترا طالب دیدار ابھی سے ٹھہرا

دیکھتا ہون مین اوسے آڑ مین ہی یار اگر
اوسکا پردا ابھی مری آنکھ کا پردا ٹھہرا

جذب الفت نے دکھایا یہ اثر وصل کی شب
سینہ سینے سے ملا جب تو کلیجا ٹھہرا

دیکھکر ہنستے ہین وہ تار مرے رونے کا
پتلیو نکا مری آنکھون مین تماشا ٹھہرا

تڑپے جاتا ہون جب تک نہ وہ بت آلیتا
خود بخود دل مرا ٹھہرا ابھی تو پھر کیا ٹھہرا

اشک موقوف ہوئے ملگئین پلکین جو مری
دیکھنا ان خس و خاشاک سے دریا ٹھہرا

اسقدر ضعف ہوا مجکو تپ فرقت سے
لب تک آتے ہوئے نالہ کبھی کئی جا ٹھہرا

غیر سے ملگئے پھر واہ ری انسانیت
ہم برے ہوگئے آخر وہی اچھا ٹھہرا

جسطرف دیکھیے کچھ جمع ہین دیوانۂ عشق
لکھنؤ کاہے کو ٹھہرا کوئی صحرا ٹھہرا

یار جبتک رہا پہلو مین یہ تڑپا ہی کیا
اوٹھگیا پاس سے جب وہ تو کلیجا ٹھہرا

کہین بالون کی کہین رخ کی کہین قد کی شبیہ
باغ کا ہمکو ہوا اونکا سراپا ٹھہرا

چین آیا کسی پہلو نہ مجھے فرقت مین
دل تڑپنے لگا جسوقت کلیجا ٹھہرا

یار کے آتے ہی رونا مرا موقوف ہوا
ہے یہ اعجاز کہ بہتا ہوا دریا ٹھہرا

آتی جاتی ہین حسینونکے خیالات ہمین
دل مرا کاہے کو ٹھہرا کوئی رستا ٹھہرا

جب مجھے دیکھتے ہین مانگتے ہین دل مجھسے
جان کا روگ یہ ناحق کا تقاضا ٹھہرا

خاک مجنون کو یہ حسرت ہے کہ دامن چھولے
ساربان آج ذرا ناقۂ لیلےٰ ٹھہرا

مرض ہجر سے فوراً مجھے صحت ہوگی
ایک دم گر مری بالین پہ مسیحا ٹھہرا

یار کو دیکھ لیا اسنے تصور مین تو کیا
مین تو تڑپا کیا گر دل مرا ٹھہرا ٹھہرا

دیکھتا ہون مین جسے اوسکی نظر پڑتی ہے
خال رخسار صنم آنکھونکا تارا ٹھہرا

تیرے جلوون نے مرے دلکو غضب تنگ کیا
کشمکش سے نہ تصور بھی کسیکا ٹھہرا

حال دل اب تو یہ ہے جیسے کہ آپ آئے ہین
اتنے عرصے مین کئی بار یہ تڑپا ٹھہرا

کشتۂ ناز وہ ہون جسکی نہین کوئی دوا
دیکھکر مجکو نہ بالین پہ مسیحا ٹھہرا

ضعف مین نبض کے مانند چلا جب گھر سے
درد کی طرح ترا عاشق شیدا ٹھہرا

کیون نہو دید کے قابل ہین طلسمات جہان
پاسؔ جو کوئی ہوا محو تماشا ٹھہرا

کھینچکر قاتل جو بہر قتل خنجر رہ گیا
مثل بسمل مین سر میدان تڑپکر رہ گیا

آکے شانون تک جو گیسوئے معنبر رہ گیا
دل نگلنے کو بڑھا تھا پر یہ اژدر رہ گیا

گردش چشم حسین کا دھیان آکر رہ گیا
آج ہم تک آتے آتے دور ساغر رہ گیا

بعد مرنے کے نہ باقی زیور و زر رہ گیا
دلمین حسرت رہ گئی سینے پہ پتھر رہ گیا

سامنے اسکے جو تصویر سکندر رہ گئی
آئینہ اس رنج مین ہوکر مکدر رہ گیا

سب ہی نالے گئے کس روز گوش یار تک
کوئی پہونچا بیٹھے اٹھکر کوئی تھک کر رہگیا

انقلاب عشق تو دیکھو کہ بزم یار مین
گر ہوا اسپند تھا مقدر دل اولٹ کر رہگیا

تھی ہوس مجکو تمنائے ہم آغوشی یار
قبر مین اپنی کفن ہی سے مین لپٹ کر رہگیا

آج تھا چھاگل پہنکر یار کا قصد خرام
خیر برپا ہوتے ہوتے شور محشر رہگیا

زندہ رکھتی ہے بشر کو صنعت اوسکی بعد مرگ
آئنہ روشنگر نام سکندر رہگیا

فاتحہ پڑھنے کو وہ آئے سمجھے لیکن پھر گئے
آکے بالین تک ہماری شور محشر رہگیا

لاش پر مجبور کی اپنے یہ کہتا ہے وہ شوخ
آپ اسنے جان دی الزام مجھپر رہگیا

عشق مین رخصت ہوئی پہلے مری تاب و توان
روح بھی پھر چل بسی اک جسم لاغر رہگیا

زیست کا باعث ہوا گیسوئے جانان کا خیال
رات کو تن مین ہمارا دم اولجھکر رہگیا

کچھ ہی نہین اوسکے سبب عاشق کنارہ کش ہوئے
اک در محبوب پر اپنا ہی بستر رہگیا

پیشوائی کو بڑہا تھا یار کی آیا نہ وہ
کچھ قدم ولسے نکلکر شوق باہر رہگیا

میرے پہلو مین تو بیٹھا پر نہ زلفین چھوڑ دین
دل تو لے لیتا مگر یہ چال دلبر رہگیا

حال کھلجاتا خرامان وہ جو ہوتا باغ مین
یہ شگوفہ کہلتے کہلتے اسے صنوبر رہگیا

کشتہ رفتار قاتل ہوگئے اللہ رے دل
اب ہمارا نام بھی تا روز محشر رہگیا

یہ نشانی ہے بتون کے عشق کی بعد فنا
لوح مرقد کے نہین چہاتی یہ پتھر رہگیا

کیون نہ پڑجاتی کشاکش مین بجان وقت قتل
دلمین کچھ قاتل کھچا کچھ رگ کی خنجر رہگیا

یاس اسی کا نام ہے جذب محبت خلق مین
قتل جب مین ہوچکا قاتل تڑپ کر رہگیا

جانان سے بیقراری باطن جتائین کیا
سینے مین دل تڑپتا ہے اسکو دکھائین کیا

زخمون پہ زخم نشتر مژگان کے کھائین کیا
دیکھتے ہوئے جگر کو ہم اپنے دل کھائین کیا

ہم کیا کہین وہ غیر کی جانب رجوع ہین
سنتے نہ ہون تو حال دل اونکو سنائین کیا

پھر دیکھیے رہے نہ رہے یہ نگاہ لطف
وہ پوچھتے ہین حال دل اونسے چھپائین کیا

گلشن مین کیون گلو نہ کے گریبان چاک ہین
دست جنون نے پھاڑی ہین انکی قبائین کیا

مستون کی ٹرسی حضرت واعظ خموش ہین
یہ خود سنا رہے ہین وہ انکو سنائین کیا

پہلے ہی اونسے کہدیا سب اپنے دل کا حال
جو بات تھی بگڑ گئی اوسکو بنائین کیا

ساقی کسی کے چلو مین ہمنے پی ہے مے
جام و قدح ترے یہ نظر مین سمائین کیا

ترا پایی دل تو اوسے ہوا ہی ضرور وصل
جس شی کا تجربہ ہوا اوسے آزمائین کیا

دل لیکے اپنے چاہنے والونسے بولے وہ
عاشق ہین جھوٹے سچ کو انہین آزمائین کیا

یار آہِ گرم کھینچ نہ رونے فراق مین
اورون کی طرح ہم بھی لگائین بجھائین کیا

آہین جو بھر رہا ہون تو بھکینگے داغ دل
دیکھو تو رنگ لائی ہین اب یہ ہوائین کیا

کیا خاکساریون نے دکھائی ہین رفعتین
یہ آسمان میری نظر مین سمائین کیا

تل بھر بھی اوسکے جلوے سے خالی نہین جگہ
آنکھون مین اپنی اور حسین پھر سمائین کیا

صدمے ہمیشہ پائے حسینونکے ہاتھ سے
ای یاس پھر کسی سے بھلا دل لگائین کیا

پھر مرے دلکو دکھانے لگا ابرو تیرا
دیکھ پھر نیش زنی کرتا ہے بچھو تیرا

بدر سے کم نہین ای رشکِ قمر رو تیرا
لیلۃ القدر مرے حق مین ہے گیسو تیرا

او صراحی کسی میخوار کا گھٹ جائے نہ دم
رنگ لائے نہ کہین بزم مین اچھو تیرا

مر گیا وہ جسے ابرو نے ترے چھیڑ دیا
زہر رکھتا ہی قیامت کا یہ بچھو تیرا

کیا بھلا گل سے غرض سیرِ چمن کو کیون جائین
ہے ہمین مدِ نظر عارضِ خوشبو تیرا

کوہکو خوب لیا تونے اوسنے سرگردان
ایکیون چلگیا جس شخص پہ قابو تیرا

اک شجر کے لیے یہ شور و فغان ای قمری
سر پھراتا ہے مرا نالۂ کو کو تیرا

دل مرا چھین لیا مجھکو کیا سودائی
اک بلا ہو گیا میرے لیے گیسو تیرا

چھان دینگے وہ تجھے تیرِ نظر سے ای دل
کوئی پہلو نہ بچے گا کبھی پہلو تیرا

چشمِ فتان سے نے تری مار لیا دلکو مرے
صید کرنے لگا اب شیر کو آہو تیرا

کسی پہلو نہ قرار آئیگا عاشق کو ترے
غیر بیٹھا ہے دبائے ہوئے پہلو تیرا

تونے ٹھنڈا نہ کیا جل ہی گئے پروانے
شمع بیکار ہے ہر ایک یہ آنسو تیرا

کیون شکایت نکرون اپنے مقدر کی مین
زیرِ سر غیر کے ہے تکیۂ زانو تیرا

صبر کر ای دلِ مضطر نہ تڑپ تو اتنا
آج بس جائے گا اوجڑا ہوا پہلو تیرا

آزمایش جو ہی منظور مری او قاتل
تیر بھی تولتا ہے ہوکے ترازو تیرا

رحمتِ حق ترا رونا ہے پئے عاشق زار
عطر کا قور ہے ہر ایک یہ آنسو تیرا

صبح کو اوٹھکے نہ دیکھون کبھی خورشید کا مُنھ
گر رہے پیش نظر آئینۂ رو تیرا

یا تو وہ آئین نہین ترک کر الفت اے دل
آج ہو جاے یہ قصہ نہین گیسو تیرا

تیری آنکھون کی محبت نے کیا دلمین اثر
چلگیا خانۂ اللہ مین جادو تیرا

ہے شروع اسکو جنون آئی ہے جو فصل بہار
سر دُھنا کرتا ہے پھر عاشق گیسو تیرا

قتل ابرو سے کیا لب سے جلایا اے دل
ہو گیا تجکو مسیحا وہ ہلاکو تیرا

اے یم حسن تڑپتا ہو تمین مچھلی کی طرح
یاد آجاتا ہے جسدم کوئی بازو تیرا

باغ مین سیر جو کی تمنے گل و سنبل کی
کہین عارض نظر آیا کہین گیسو تیرا

منفعل ہوکے گنہ ہو نہ یہ زار و تو سہی
نار دوزخ کو بجھاویگا یہ آنسو تیرا

اب تو آرام سے اے یاس بسر ہوتی ہے
ہم بغل رہتا ہے وہ یار پریرو تیرا

جب نظر سلسلۂ زلف سیہ فام آیا
مرغ دل میرا یہ سمجھا کہ تہِ دام آیا

لاکھ ہو تمپہ جفا صبر و تحمل کرنا
دل یہ لیکر ترے سرکار کے احکام آیا

دل وحشی مرا پھولا نہ سمایا بر مین
جام مے لیکے جو مین ساقی گلفام آیا

آمد و رفت عدم سے ہے جہان مین یکسان
صبح کو ایک گیا ایک سرِ شام آیا

جگر و قلب سے اسکندر و جمشید ہو تمہین
میرے حصے مین یہ آئینہ تو یہ جام آیا

ابتدا مین ہوئی خوش رنج و الم پھر دیکھے
یہ نظر عشق کے آغاز کا انجام آیا

وصل کی شب ہے وہ لپٹے ہوئے ہین سینہ سے
دل بیتاب سمجھے آج تو آرام آیا

عشق نے ہمکو جوانی مین مٹایا افسوس
عیش کی رات نہین موت کا پیغام آیا

آزمایا جگر و دل کو بہت فرقت مین
وقت بد مین نہ کوئی دوست مرے کام آیا

جانفشانی یہ کرے لاکھ مگر کچھ بھی نہین
آیا عاشق پہ تو معشوق کا الزام آیا

دن جوانی کا بھی گذرا شب پیری ہے قریب
چونک اے یاس کہ خورشید لب بام آیا

وہ قاتل آج گر تن سے مرے سر کو جدا کرتا
تو رنگین ہاتھ اوسکے خون مرا مثل حنا کرتا

اگر مین جان و دل سے عشق گیسوی رسا کرتا
پریشانی سوا ہوتی مین دیوانہ رہا کرتا

کشش ہوتی ہے اکثر آہ کی تاثیر سے پیدا
اگر نالے نہ کرتا مین شب فرقت تو کیا کرتا

قیامت چال ہے بوٹا سے قد پر اُس پری کی
ذرا قد اور بڑھ جاتا تو پیدا محشر بپا کرتا

بہار آئی ہے اے صیاد گل پھولے ہیں باغوں میں
چمن کو دیکھتے ہم بھی جو تو ہمکو رہا کرتا

بجھاتا گر نہ آب تیغ سے تو آتش دل کو
دھوان برسون ہماری قبر سے ہم اُٹھا کرتا

تبو سکا عشق گر ہوتا تو پھر ایمان کہتے ہم
ہماری حق میں آگے چاہتا جو تجھ خدا کرتا

عبیر و عود و عنبر بھی نہ پہنچے اوسکی خوشبو کو
اگر اوس زلف کو میں مشک کہتا کیا خطا کرتا

ہزارون فتنین دین چاہتی دنکی محبت مین
نہیں معلوم آگے یار میری حق میں کیا کرتا

محبت خوب چھوٹی پاس لیسے بے مروت سے
نہیں تم نالے کرتے سامنے وہ بت ہنسا کرتا

اسے پری کون تری زلف کا شیدا نہوا
کسکو وحشت نہوئی کسکو یہ سودا نہوا

قصر پر اوس بت بے مہر کا جلوا نہوا
یار کا بام کبھی طور پہ تجلے نہوا

کسکو دنیا مین تری زلف کا سودا نہوا
کوبکو کون ترے عشق میں رسوا نہوا

کونسا راز نہ اوس بت نے چھپایا مجھسے
کونسی بات تھی جس بات کا پردا نہوا

دیکھا محفل مین جو تیرا رخ عالم افروز
کبھی دلسوز نہ پھر شمع کا پروانہ ہوا

ہر طرف لیلی و مجنون کی طرح شہرا ہے
کس جگہ میرے ترے عشق کا چرچا نہوا

کسلیے ہین قد و قامت کو قیامت نہ کہون
کس جگہ حشر تری چال سے برپا نہوا

کب بہار آئی چمن مین کہ گریبان نہ پھٹے
کونسی فصل مین دو چار کو سودا نہوا

دیکھکر آنکھون سے جلوا ترا اے رشک پری
وہ بشر کون تھا جو محو تماشا نہوا

تب فرقت سے جلا دل بھی جگر بھی برسون
سوز غم پر مرے سینے سے ہویدا نہوا

رات دن لوگ ہین و پیش چلے جاتے ہین
بند صحرا ہے عدم کا کبھی رستا نہوا

صفت بوئے گل آغوش مین آیا نہ وہ گل
وا کبھی غنچۂ دل کا مرے عقدا نہوا

بات کچھ یار نے جب کی تو اشارون ہی مین کی
ہم سخن یون وہ ہوا مجھسے کہ گویا نہوا

بے طلب دیتا ہے ہر ایک کو تو ایسا ہی
بند دم بھر بھی ترے فیض کا دریا نہوا

تیرہ و تار ہے کیا روز فراق مہ رو
اسطرح رنگ کسی شب کا بھی کالا نہوا

ذلت و خواری و رنج و الم و رسوائی
ہوگا کیا کیا نہ ترے عشق مین کیا کیا نہوا

اے طبیبو ہوئین کیا کیا نہ دوائین میری
مرض عشق سے پر مجھکو افاقا نہوا

ابھی وحشت تو ہوئی مجکو مگر ضعف رہا
چاک ہاتھون سے مرے دامن صحرا نہوا

تو مسیحا تو ہے مشہور مگر فائدہ کیا
تیرا بیمار رہا جو کبھی اچھا نہوا

توڑے گلچین نے ترے سامنے گلہائے چمن
درد دلمین ترے ای بلبل شیدا نہوا

کارگر اور طبیبون کی دوا کیا ہوتی
تیرا بیمار مسیحا سے بھی اچھا نہوا

دلمین لیلی کے نہ کی اپنی جگہ ای مجنون
ارے وحشی تجھے اس بات کا سودا نہوا

خاک چھانا کیے ہم بادیہ پیمائی مین
دامن جامۂ وحشت کبھی میلا نہوا

یاس دل دیدیا کیون وس بت ہرجائی کو
وہ تمھارا ابھی ہوگا جو کسی کا نہوا

وحشی کیا کبھی کبھی حیران بنا دیا
دیوانہ تمنے مجکو مری جان بنا دیا

اوس لف وخط کو سنبل و ریحان بنادیا
چہرے کو اوسکے حق نے گلستان بنادیا

افشان لگا کے یار نے ماتھے پہ دیکھنا
کس حسن سے قمر کو زرافشان بنا دیا

بکھرا کے زلف چاند سے چہرے پہ یار نے
بیٹھے بٹھائے مجکو پریشان بنا دیا

تیار جب ہوا مرے یوسف کا پیرہن
گردون نے ماہ نو کو گریبان بنا دیا

یوسف کیطرح تم ہوئے مشہور جابجا
عشاق نے تمھین مہ کنعان بنا دیا

رو کر فراق یار مین دریا بہائے ہین
دامن کو اپنے ابر کا دامان بنا دیا

فرقت مین یاد گوہر دندان یار نے
عاشق کی چشم تر کو دُرافشان بنا دیا

فصل بہار مین مرے اشکون کی فیض نے
دشت جنون کو رشک گلستان بنا دیا

دکھلا کے اپنے روی مصفا کو یار نے
لو دل کے آئنے کو بھی حیران بنا دیا

زخمی دل اوسکا ہو گیا جسپر نگاہ کی
نوک مژہ کو یار نے پیکان بنا دیا

فرقت مین یاد مصحف رخسار یار نے
عاشق کے دل کو حافظ قرآن بنا دیا

اندھیر ہو گیا کہ جدا ہو کے یار نے
روز وصال کو شب ہجران بنا دیا

وہ نغمہ سنج ہون کہ مرے چہچہون نے یاس
گلشن مین بلبلون کو غزلخوان بنا دیا

جب کوئی جنس ہنر کا قدردان ہو جائیگا
اعتبار ارزانی ہے پھر سوداگران ہو جائیگا

برق کا جب بیقراری پر گمان ہو جائیگا
ابر میری آہ سوزان کا دھوان ہو جائیگا

آمد اوس مہ کی ہوئی گھر آسمان ہو جائیگا
دل جو تڑپے گا مرا برہم جہان ہو جائیگا
میری قسمت مین کسی صورت نہ راحت ہی نہین
ہو ابھی کمسن مگر خونخوار یان آفت کی ہین
فصل گل آنے تو دو وحشت تو ہونے دو مجھے
کیا خبر تھی کہ یہ پھر جائیگا غیرون مین وہ دوست
عقدہ کھلجائیگا یا تو نہین وہان تنگ کا
شکل مجنون ہو نگی اپنے عشق کی بھی شہر مین
وصل اوس گل کا رقم ہوتا ہی لو امین سے
جستجو اوس رشک یوسف کی رہیگی بعد مرگ
گر یونہین خندہ رہے گی قوت دست جنون
عشق مین تیری اوٹھائی ہین جو صدمے پوچھ لے
نالۂ سوزان جو سر کھینچے گا مجھ غمناک کا
نقد جان جب نکلے دیوانی تمھاری عشق مین
بزم مین یان لگین گے وہ جو اہل درد ہین
قمریون کی جان پر بنجائیگی اوسکے بغیر
ضعف ایسا ہی رہا چندے تو سر کا بوجھ کیا
سر ابھی کاٹو وفاداری ہماری دیکھ لو
صورت بلبل غزلخوان کون ہوگا اسطرح

راستا میرے مکان کا کہکشان ہو جائیگا
یہ زمین اوپر تو نیچے آسمان ہو جائیگا
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا
قتل ہونگے سیکڑون جب وہ جوان ہو جائیگا
دیکھنا سب کاروان غم کا روان ہو جائیگا
وصل بھی اوسکا نصیب دشمنان ہو جائیگا
راز پنہان اونکا عاشق پر عیان ہو جائیگا
رفتہ رفتہ یہ بھی قصہ داستان ہو جائیگا
ہر ورق اسکا گلستان بوستان ہو جائیگا
خاک ہو کر جسم گرد کاروان ہو جائیگا
یہ گریبان تا بدامن دھجیان ہو جائیگا
یہان گواہی کو زمانہ یکزبان ہو جائیگا
آسمان کے پار آہون کا دھوان ہو جائیگا
پھر بہت اس زلف کا سودا گران ہو جائیگا
ذکر میری نامرادی کا جہان ہو جائیگا
باغ سے وہ سرو قد جسدم روان ہو جائیگا
جامۂ ہستی بھی اس تن پر گران ہو جائیگا
کیا یہ کہتے ہو کہ اکدن امتحان ہو جائیگا
یاس گلزار جوانی جب خزان ہو جائیگا

حشر کے دن پرسش اعمال ہوگی یاس جب
ہر سر مو جسم پر اپنے زبان ہو جائیگا

مہربان مجھ پر جو وہ رشک قمر ہو جائیگا
طول ہجر یار کیونکر مختصر ہو جائیگا
آتش الفت کا گر ظاہر اثر ہو جائیگا
سوز دل کا میری آہون مین اثر ہو جائیگا

میرے گھر مین ہی کسی شب جلوہ گر ہو جائیگا
ایکدن گذرا تو مجکو سال بھر ہو جائیگا
اشک جو آنکھون سے ٹپکے گا شرر ہو جائیگا
لوتے آتے تا لب نالہ شرر ہو جائیگا

جوشش گریہ دکھائیگی ہمین یاران کا لطف
روتے روتے دیدۂ تر ابتر ہو جائیگا

تیز ہوتی جائیگی آتش فراق یار کی
بڑھتے بڑھتے داغ دل میں اشتر ہو جائیگا

باغبان آئی خزان فصل بہاری چل بسی
بوئے گل کے قافلے کا اب سفر ہو جائیگا

کم نہو جائیگی لو سو بسی یہ دولت حسن کی
بہ لیے کیا آپکا آئینہ ضرر ہو جائیگا

میرے غم مین خاک اڑائیگی صبا صبح و شام
نخل ماتم باغ مین ہر اک شجر ہو جائیگا

خاک ہو جائیگی خوشبوئے عبیر و عود و مشک
ذکر اوس زلف معنبر کا اگر ہو جائیگا

کیون نہو افتادگی پیریمین انسان کے لیے
گر پڑیگا جب گھڑی پختہ ثمر ہو جائیگا

وصف دندان مین در مضمون ہے گر دستیاب
مصرع موزون ہر اک سلک گہر ہو جائیگا

ہچکیان آئین جو فرقت مین تو مرجائینگے ہم
کوس رحلت بجتے ہی اپنا سفر ہو جائیگا

فکر مضمون میان یار مین جائیگی جان
جادۂ ملک عدم موئے کمر ہو جائیگا

بعد مرنیکے بھی جائیگی نہ گردش بخت کی
کاسۂ سر کاسۂ دریوزہ گر ہو جائیگا

وصل ہوگا ایک دن گھبرا رہا ہے یاس کیون
یہ زمانا ہجر جانان کا بسر ہو جائیگا

محبت کا مرض آخر برا انجام ہونا تھا
تمھین مشہور ہونا تھا مجھے بدنام ہونا تھا

پھنسا ہے دل مرا اوس گیسوے پیچان کے پھندے مین
مری تقدیر مین آخر اسیر دام ہونا تھا

مری دلکو مجازی ہے حقیقت ہو گئی حاصل
یہی اس عشق کے آغاز کا انجام ہونا تھا

رہین محروم ہمسے مست اک جام صبوحی کو
یہی دوری مین تیری ساقی گلفام ہونا تھا

چلے آئے جو روز وصل تھا یہ امر تقدیری
تمھارا نام ہونا تھا ہمارا کام ہونا تھا

ہوئے دو چار ہی اس بروِ خمدار کے کشتے
تری تلوار سے سفاک قتل عام ہونا تھا

ادھر تونے صدا دی وصل کی شب مین ادھر بل
تجھے پر خون مرا اے مرغ بے ہنگام ہونا تھا

رہینگے تا قیامت قبر مین ہم یہ نہ سمجھے تھے
اسی منزل پہ دنیا کا سفر اتمام ہونا تھا

بھلایا بالقلم جا تی ہی تمنے اپنے عاشق کو
ہمارے اور تمھارے نامہ و پیغام ہونا تھا

پہونچایا تا بہ گیسو جان آخر کھوئی اس دل نے
چراغ زندگانی گل قریب شام ہونا تھا

عدم سے آکے دنیا مین اوٹھائی رنج و غم کیا کیا
مسافر کو اسی منزل پہ بے آرام ہونا تھا

نہ یہ سمجھا تھا مین فرقت مین میری جان جائیگی
تمھارا وصل مجکو موت کا پیغام ہونا تھا

خیال رخ میں گر تڑپوں تو الجھوں یاد گیسو میں
یہی ہر صبح ہوتا تھا یہی ہر شام ہوتا تھا
محبت کے ثواب صدمی ہیں اور ابتدا یہ ابتدا ہی
وہ دل ۔۔ چکا قسمت میں جو آرام ہوتا تھا

لی جان حزین جو یاس کی تیری محبت میں
ابھی ہیں کام اسکا ای بت خود کام ہوتا تھا

تجھے ہو دل جو مجبوری آتشناک ہوتا تھا
تو جل جلا کر محبت میں کسی کی خاک ہوتا تھا
تجھے ہی شہسوار حسن اگر سفاک ہوتا تھا
تو میری سر کو پہلے بستۂ فتراک ہوتا تھا
پڑا رہتا ہی کیوں اس تنگنائے دہر میں ہر سو
تجھے ای توسن عمر رواں چالاک ہوتا تھا
اگر تقدیر میں جلنا بدا تھا عشق جاناں میں
تن کاہیدہ کو اپنی خس و خاشاک ہوتا تھا
جلاتی بھی ہیں کشتہ جو کرتی خال لب اوسکے
کبھی تریاق بھی بنتی اگر تریاک ہوتا تھا
محبت قیس کی لیلی کے دلمیں یوں اثر کرتی
پھٹا تھا یاں گریباں یاں جگر کو چاک ہوتا تھا
بگولے کی طرح صحرا بصحرا کیوں پھرا مجنون
ابھی لیلی ہی کے کوچے میں مٹکر خاک ہوتا تھا
محبت میں ہوئی شہرت کا باعث اپنی گمنامی
ہمارا نام مٹ مٹ کر تہہ افلاک ہوتا تھا
جو فصل گل میں وہ آراستہ کرتے ہیں زلفوں کو
گریبان کو مری یہان جیب و بخود چاک ہوتا تھا
خدا کا گھر ہی تو یاد بتاں کو کیوں جگہ دی ہے
تجھے تو ای دل ان جھگڑوں سے بالکل پاک ہوتا تھا
نہیں تھی دل ربا جب تم تو پھر شرم و حیا کیسی
نگاہ ناز کو ای شوخ کچھ بیباک ہوتا تھا
اسی کہتے ہیں مستی می پرستی کے یہ معنے ہیں
مٹے پر بھی سبو و خم کی متکو خاک ہوتا تھا
طبیعت میں ہو جسکے بخل دنیا اوسکی ہوتی ہے
مقرر اہل زر کو صاحب امساک ہوتا تھا
محبت کی کبھی ہیں اور ہی کچھ جان کر تجھسے
مری قسمت سے او ظالم تجھے سفاک ہوتا تھا

تری ہستی کا باعث یاس انہیں کی ذات اقدس ہے
زباں پہ ہر گھڑی وصف شہ لولاک ہوتا تھا

جناب عشق میں ایسا میں باریاب ہوا
زبان خلق سے عاشق مرا خطاب ہوا
وہ گلعذار چمن میں جو بے نقاب ہوا
ہر ایک گل کو خجالت ہوئی حجاب ہوا
ادا و ناز میں ہر ایک لاجواب ہوا
بتوں کا حسن زمانے میں انتخاب ہوا
فراق یار میں کھینچی جو آہ آتشبار
فلک پہ دود جگر پھیلکر سحاب ہوا
فقیر کا نہ کیا رد سوال ای شہ حسن
ہمیں جو دید یا بوسہ تمہیں ثواب ہوا

عبث سوال ہی تیرا نہ پایگا بوسہ
یہ ہمکو یار کی سرکار سے جواب ہوا

دہن کے وصف مین کیا گیا نہ نکتہ چینی کی
غزل مین شعر ہوا جو وہ انتخاب ہوا

نکیون چلا ہو حسینون سی چال ڈھال تری
انوکھا حسن نرالا ترا شباب ہوا

مدام جام یہ ہم جام مے کے پیتے ہین
فلک کا دور ہمین دور آفتاب ہوا

مسافران عدم کی یہ پہلی منزل ہے
لحد مین جا رہے جب ہمنشین تراب ہوا

مثال چشم ہوا سب سے دور ساغر سے
شراب خانے مین کیسا یہ انقلاب ہوا

لکھی جو فصل کوئی ہمنے وصف گیسو مین
یہ طول ہو گیا آخر کہ ایک باب ہوا

فراق مین ہی عادت ہی کچھہ تڑپنے کی
ہٹے وہ پاس سے اور دلکو اضطراب ہوا

اٹھے قدم سے ملک عدم فراق مین یاس
وصال یار کا مضمون نہ دستیاب ہوا

کیا اثر ہی اس تن نازک بدن تصویر کا
خود بخود اے گل معطر ہی چمن تصویر کا

ہی عیان اتبک شبیہ قیس سی جوش جنون
پرزے پرزے ہو رہا ہی پیرہن تصویر کا

میری دلمین سیکڑون ہی گلرخون کا ہی خیال
ایک آئینے مین کھنچا ہی چمن تصویر کا

جب گئی شیرین مین کھنچ کھنچکر ترے رخ کی شبیہ
مر گیا وہ دیکھتے ہی کوہکن تصویر کا

دیکھ لے شوخی اگر چشم سیاہ یار کی
سر جھکا لے شرم کی مارے ہرن تصویر کا

کلک مانی سی ترے گیسو کی شکنین کھنچ گئین
مول ہو اب حاصل ملک ختن تصویر کا

نقش یون لوح دل عاشق پہ ہی تیری شبیہ
صفحۂ قرطاس ہی جیسے وطن تصویر کا

مین وہ دیوانہ ہون گر تصویر ہی میری کھنچی
دھجیان اوڑ اوڑ گیا ہے پیرہن تصویر کا

نقش حیرت ہی بشر جو بنگیا وہ مٹ گیا
ایک عالم ہے تہ چرخ کہن تصویر کا

حال مجنون یاد آجاتا ہی رو دیتا ہون مین
دیکھتا ہون جب کبھی دیوانہ پن تصویر کا

ہر غزل مین کھینچکر معشوق و عاشق کی شبیہ
رنگ دکھلاتی ہین ارباب سخن تصویر کا

بوسۂ لب کا بس انکار رہتا ہے اوسے
دیدۂ عاشق سی پنہان ہی دہن تصویر کا

جب کیا دلمین تصور سامنے دیکھا تجھے
کھینچنا مشکل نہین اے گلبدن تصویر کا

کھنچگئی ہی ساتھ جو میری اور اوس گل کی شبیہ
تنگ ہی بالیدگی سے پیرہن تصویر کا

کسقدر چہرہ ترا رنگین ہوا ای گازۂ حسن
ہو گیا ہی آئینہ رشک چمن تصویر کا

دور کیا گر پاس سے عاشق کی او اوسکی شبیہ
چوم لے تصویر چھپکے سے وہین تصویر کا

پاس یہ رنگین بیانی سنکے سب حیران ہین
بنگیا ہے مجمع محفل چمن تصویر کا

اگر دل محوِ چشم و گیسوئے جانانہ ہو جاتا
کبھی مستانہ ہو جاتا کبھی دیوانہ ہو جاتا

اگر دلکو خیال نرگس مستانہ ہو جاتا
ابھی لبریز میری عمر کا پیمانہ ہو جاتا

نہ بنتین یار کی زلفین مین دیوانہ ہو جاتا
شل ہی مشاطہ بہتر تھا جو تیرا شانہ ہو جاتا

نہین انسانیہ کچھ موقوف پریونکو جنون ہوتا
تمھاری زلف کو جو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا

محبت سے بری شئے دل جگر سے پھر شکایت کیا
سمجھتے ہم جسے اپنا وہی بیگانہ ہو جاتا

سے صحرا نکلجاتی اگر ہم جوش وحشت مین
یقین ہے قیس سے ہمسے بڑا یارانہ ہو جاتا

مئے الفت ہے دلمین چشم کے ساغر چھلکتے ہین
جہان ہین رند مشرب بیٹھتا میخانہ ہو جاتا

جہان ہوتا اوڑاتا خاک مجنون عشق لیلیٰ مین
اگر یہ شہر مین رہتا وہین ویرانہ ہو جاتا

چھپا رکھتا نہ مین دلمین اگر راز محبت کو
مرا قصہ بھی اورون کی طرح افسانہ ہو جاتا

لٹک کر پاؤن تک زلف رسا محشر بپا کرتی
دل صد چاک سے میرے جو انکا شانہ ہو جاتا

اگر تاثیر کرتی الفت اونکی چشم میگون کی
تامل ہمین کیا مشرب مرا رندانہ ہو جاتا

نہ رکھا خالی اپنے دلکو اوس بت کے تصور سے
مکان برباد تھا رخصت جو صاحبخانہ ہو جاتا

غزل لکھتے جو ہم اوصاف ساقی مین عجب کیا تھا
قلم ہی صفحۂ قرطاس پر مستانہ ہو جاتا

زمین کو تخت کر دیتی فلک کو تاج اگر الفت
فقیر و تنگ ترے سامان ابھی شاہانہ ہو جاتا

ہوس رہتی نہ مئیکی جب ہمین غنچے نظر آتے
بہار آتے ہی کل صحن چمن میخانہ ہو جاتا

نہ کچھ پیتا نہ کچھ کھاتا سوا رونے کے فرقت مین
ہر اک آنسو کا قطرہ مجکو آب و دانہ ہو جاتا

جو اپنا شعلۂ رخ آپ دکھلاتے نہ محفل مین
تو ہر پروانہ شمع رخ کا بے پروانہ ہو جاتا

لگا ہاتھ گر تیری قبا کو غیر محفل مین
ابھی تو جامے سے باہر ترا دیوانہ ہو جاتا

نشانہ دل نہوتا یار تیرے تیرِ مژگان کا
جو ابرو مین شکن پڑتی کمان مین چلہ نہ ہو جاتا

اگر پڑتی کیفیت عیان یوسف زلیخا کی
جو مجھسے والہ و شیدا مرا جانانہ ہو جاتا

سرِ مجلس اگر کہتے نہ رندون کو اگر واعظ
ہمارے اور اوسکے پھر تو اک یارانہ ہو جاتا

محبت ان بتون کی گر اثر اپنا دکھا دیتی
یقین ہے پھر مزاج اپنا بھی معشوقانہ ہو جاتا

سمجھتا مین مجھی حاصل ہوی معراج دنیا مین
جو دم بھر جلوہ گاہ اونکی مرا کاشانہ ہوجاتا

جو اونکو ہمسے ملتی سامنے غیرونکی شرم آتی
دل محزون ہمارا اونکا خلوتخانہ ہوجاتا

جو کرتے جمع معشوق حقیقی و مجازی کو
تو دل کعبہ کبھی بنتا کبھی بتخانہ ہوجاتا

سمجھتے اورون کی الفت کا نہوتا نشہ گر ہلا
در ساقی کو شربھر تنہا میخانہ ہوجاتا

رقیب آیا ہوی سب بزم عشرت درہم و برہم
جہان یہ بوم جاتا اوس جگہ ویرانہ ہوجاتا

ہماری اور تمہاری عاشقی کا ذکر اگر چلتا
حدیث غم کہین ہوتا کہین افسانہ ہوجاتا

جب اپنا دل ہی ہمکو چھوڑ بیٹھا اوسکی الفت مین
شکایت کچھ نہ تھی گر یار بھی بیگانہ ہوجاتا

دل و چشم اپنے کام آئی ہوائے بادہ نوشی مین
صراحی کوئی بنجاتا کوئی پیمانہ ہوجاتا

نباتی چرخ کو چشم سیاہ یار سودائی
کچھ ایسی گردشین دیتی کہ یہ دیوانہ ہوجاتا

پریشان حالی اپنی دل کی مین کچھ بھی اگر لکھتا
مری دیوان کو جو دیکھتا دیوانہ ہوجاتا

اگر کچھ دن یونہین ہی پاس مشق شعر رہ جاتی
یقین ہے پھر سخن تیرا بھی اوستادانہ ہوجاتا

امتحان گاہ مین ہم ہین کے جو بسمل تڑپا
لوٹنے پر مری دل تھام کے قاتل تڑپا

وہ گئے اوٹھکے جو پہلو سے مرا دل تڑپا
چھٹ گیا صاحب محمل سے تو محمل تڑپا

ہے اسی حسرت دیدار دکھادے صورت
اپنے مجنون کو نہ ای صاحب محمل تڑپا

ہجر جانان مین ہوا دل بھی جدا جب اوس سے
اپنے ہمدم کے لیے کیا ترا بیدل تڑپا

کھینچ ای کوچۂ محبوب مجھے اپنی طرف
اب مسافر کو نہ ای دوری منزل تڑپا

الفت ابروی قاتل کی عجب ہے تاثیر
دل جو تڑپا ہی مرا صورت بسمل تڑپا

عاشقون نے جو ترا جلوۂ رخ دیکھہ لیا
مثل پروانے کے ہر اک سر محفل تڑپا

ہجر جانان مین جگر پہلے تو بیتاب رہا
یہ تڑپنے سے جو چھٹا تو مرا دل تڑپا

پاس تھا کہ کہین خون کی چھینٹین نہ پڑین
مین ادب سے نہ تہ خنجر قاتل تڑپا

جذب الفت نے دکھایا یہ اثر مقتل مین
سر میدان کہین قاتل کہین بسمل تڑپا

ڈھونڈھتا پھرتا ہو مین جوش تمنا مین تجھے
اب نہ مشتاق کو اسے کوچۂ قاتل تڑپا

ہو نہین بیتاب سیاہی شب فرقت سے
اس اندھیری مین نہ تو ای مہ کامل تڑپا

جسکو الفت ہو کسی سے اوسے پھر تاب کہان
پہلوی غیر مین بیٹھے وہ مرا دل تڑپا

خوب ہی ساتھ دیا اسنے مرا الفت مین
جب مین تڑپا کبھی ای پاس مرا دل تڑپا

دل جب سے محو زلف گرہ گیر ہو گیا
دیوانہ تھا کہ بستۂ زنجیر ہو گیا

اسطرح ضعف پاؤن کی زنجیر ہو گیا
کوچے مین یار کے مین زمین گیر ہو گیا

یہ محو دید زلف گرہ گیر ہو گیا
آنکھون کا حلقہ حلقۂ زنجیر ہو گیا

مکتوب یار کا خط تقدیر ہو گیا+
سمجھے اسے او دہر سے جو تحریر ہو گیا

برسون سے عشق ہے خم ابرو و زلف کا
یہ طوق ہو گیا تو وہ زنجیر ہو گیا

مجکو دیئے فلک نے جوانی مین ایسے رنج
پیری نہ آنے پائی کہ مین پیر ہو گیا

ترچھی نظر نے مار اتار اتری اسے
بوجہ خون عاشق دلگیر ہو گیا

خاموش مجکو دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
تھا آدمی پر اب تو یہ تصویر ہو گیا

اوس ترک چشم کا کوئی دیکھے تو بانکپن
سرمے کا خط کھنچا تو وہ شمشیر ہو گیا

جوہر دکھائے ایسے جو پیری نے ضعف نے
جھک جھک کے قد مرا خم شمشیر ہو گیا

ایسا ملایا مجکو مقدر نے خاک مین
آخر کو خود مٹی ہوئی تقدیر ہو گیا

باغ جہان سے ایسی گئی کچھ شگفتگی
پہلو مین دل بھی غنچۂ تصویر ہو گیا

قاتل نے میری لاش پھرائی گلی گلی
مرنے پہ بھی مین شہر مین تشہیر ہو گیا

نیرنگ یہ دکھائے مقدر کے پھیر نے
پامال گردش فلک پیر ہو گیا

مین جسکو دیکھتا ہون وہ عاشق ہے یار کا
عالم فریب حسن جہانگیر ہو گیا

ایسا بٹھا دیا اسے اشکون کے جوش نے
پہلو مین دل گری ہوئی تعمیر ہو گیا

نازک وہ تھا تو مجکو کیا غم نے ناتوان
آخر کو خود مین یار کی تصویر ہو گیا

ایسا جنون نے مجکو کیا زار و ناتوان
مجنون کی اک مٹی ہوئی تصویر ہو گیا

وحشی کی اپنے آپ نحافت تو دیکھیے
اک تار زلف پاؤن کی زنجیر ہو گیا

دیکھا تھا شب کو وصل سحر کو وہ آملے
خود میرا خواب ہی مجھے تعبیر ہو گیا

مرنے کے بعد ہو گئی مٹی مری عزیز
رہنا کسی کے کوچے مین اکسیر ہو گیا

سیدھی کسی طرح نہین ہوتی نگاہ یار+
برگشتہ ہو کے وہ مری تقدیر ہو گیا

میرے دل ضعیف مین جو آبلہ پڑا
تجھسے بلند اسے فلک پیر ہو گیا

رتبہ ملا شہید کا بسمل بھی ہم ہوئے
ہونا تھا جو وہ بس دم تکبیر ہوگیا

حسن اور رخ کا بڑھ گیا سبزی کی وجہ سے
خط مصحف جمال کی تفسیر ہوگیا

تو نے جو اپنے پاس بٹھایا رقیب کو
برہم مزاج عاشق دلگیر ہوگیا

قوس قزح کو توڑ گیا میرا تیر آہ
گردون کے پار نالۂ شبگیر ہوگیا

حاسد تمام جل گئے پروانے بزم مین
روشن جو میرا شعلۂ تقریر ہوگیا

اسدر جب سرد مہری محبوب ٹرگئی
یہ شہر لکھنؤ سے مجھے کشمیر ہوگیا

گھبرا نہ جلد اب تجھے ہو جائے گی شفا
اے یاس فضل حضرت شبیر ہوگیا

اک رو کے عشق نے یہ مجھے ناتوان کیا
جو قد کہ مثل تیر تھا اوسکو کمان کیا

اشکون کو دل کی یاد مین ہمنے روان کیا
یوسف کی جستجو کو روان کاروان کیا

عشق بیان یار نے یہ ناتوان کیا
آخر کو رفتہ رفتہ مجھے نیم جان کیا

ای چرخ پیر تجھسے ہے عشاق کو گلہ
اکدن نہ انکے بخت کو تو نے جوان کیا

اکثر ہمارے دل مین رہی ہین محبتین
پنہان کیا کسیکو کسی کو عیان کیا

دیوانگی مین صدمہ پہ صدمہ دیا مجھے
الفت نے کس بلا مین مرا امتحان کیا

ظلم و ستم کی اونکے شکایت کرون نہین کیا
پیدا مری خدا نے مجھے بے زبان کیا

لکھ لکھ کے مدح یار کے بام بلند کی
ہمنے زمین پست کو بھی آسمان کیا

ای چرخ کجروش تری عادت تو یہ نہ تھی
اونکو ہمارے حال پہ کیون مہربان کیا

کیا استحالہ دل کیے سوز عشق نے
مٹی سے آگ آگ سے اوسکو دہوان کیا

گلشن مین گنگ ہوگئی ساری گلونکی کان
بلبل نے یہ بہار مین شور فغان کیا

کہتی ہے روح جسم مین دو چار دن ہون مین
خالق نے اس سرا مین مجھے میہمان کیا

موباف اپنی چوٹی کا کھولا جو یار نے
گردون نے سر پہ رکھ کے اوسے کہکشان کیا

دل ہی ہمارے سینے مین دل مین خیال یار
الفت نے دیکھیے کہ مکین کو مکان کیا

یہان کے بتونکے خال نہ کیونکر ہون دلفریب
خالق نے اس زمین کو ہندوستان کیا

سونے دیا نہ یار کو تا صبح وصل مین
فرقت کا حال طول سے ہمنے بیان کیا

اک ماہرو کے عشق کا سودا جو ہوگیا
سو ٹکڑے پیرہن کو مثال کتان کیا

کھانے کو غم تو پینے کو خون جگر دیا
صدمے سی ٹکڑی ٹکڑی گلون کے جگر ہوئے
بچپن مین سیکڑون کو وہ کرتا تہا روز قتل
رہتا جو اوسکے پاس تو کام آتا ایکدن
ہر جا پہ میری خون کت پاسی گل کہلے
یہ ہم زیادہ گوئی قاصد سی وہ ہوئے

ای عشق یار خوب مجھے مہمان کیا
بلبل نے حالِ دل جو ہمارا بیان کیا
پیر فلک کی ابتدا وسے نوجوان کیا
عاشق کے دلکو تمنے عبث امتحان کیا
فیض جنون کی دشت کو بھی بوستان کیا
قصے کو طول دیکے مری داستان کیا

خالق نے لکھنؤ مین کیا ہمکو خلق یاس
ہندی زبانون مین ہمین اہل زبان کیا

ہر دم خیال ہے جو کسی گلعذار کا
دہوکا ہر ایک گل پہ ہے رخسارِ یار کا
اللہ رے ارتفاع ترے خاکسار کا
سودا ہی مدح گیسوی مشکین یار کا
اللہ رے اضطراب دل بے قرار کا
چال اپنی بھولجائی ابھی چرخ کجروش
گردون پہ کیون نہ ہووی سرکشی کا ہو گمان
دشت تو تار تار گریبان کا لیگئی
رہجائے منہ بچہلا کے عروس بہار بھی
ہر گل کے رخ سے رنگ ٹپکتا ہے باغ مین
ایسا سیاہ بخت جہان سی اوٹھا ہون مین
پہر فوق کیا لحد پہ چڑہائی جو تار ہی پہول
اصلح چند روز کا مہمان ہے شباب
دار و مدارِ الفتِ قمری اسی پہ ہے
ایسا فلک نے نامورون کو مٹا دیا
مثلِ قصیر زیر زمین وہ بھی دفن ہین
بعدِ فنا یہ سوزِ درون کا اثر رہا

گلشن مری نگاہ مین عالم ہی خار کا
کانٹے پہ ہی گمان مرے جسم زار کا
ہے لامکان مکان مری وحشتِ غبار کا
ہین خاص کوچہ گرد ہون ملکِ تتار کا
تختہ اولٹ پلٹ ہی ہمارے مزار کا
انداز دیکھ لے جو یہ رفتارِ یار کا
تارون پہ جبکہ شبہ ہو دندانِ مار کا
دامن جو رہ گیا ہے وہ حصہ ہی خار کا
گر دیکھ لے جمال مرے گلعذار کا
دیکھے تو کولی حسن عروس بہار کا
ہے شامِ زلف نام مرے سوگوار کا
مین تو ہون خواستگار تری پابہی تار کا
رہتا ہے جیسے باغ مین موسم بہار کا
ہمکو تو سرو باغ پہ دہوکا ہے دار کا
چھوڑا نشان بھی نہ کسی کے مزار کا
قبہ بہت بلند ہے جنکے مزار کا
مرجھا گیا ہے سبزہ ہمارے مزار کا

یہ خاکساریوں نے دکھائی ہین رفعتین
گنبد ہے آسمان ہمارے مزار کا

کسنے یہ ٹھنڈی سانسین بھرین آ کے قبر پر
جو بجھ گیا چراغ ہمارے مزار کا

سب اپنے راز کہتا ہے مجھسے وہ شاہ حسن
پایا بڑھا ہوا ہے مرے اعتبار کا

روتا ہون اپنی جامہ دری پر جنون مین
دامن مین ہے رفو مری اشکون کے تار کا

آتی ہے جب یہ زلف تو سر کاٹتی ہین حسین
کم رتبہ جانب مین ہے مشک تتار کا

مارا مژہ سے مردمک چشم یار نے
ہون تیر خوردہ زنگی ابلق سوار کا

کس سمت کو یہ توسن عمر روان گیا
ملتا نہین پتا جو ہمارے غبار کا

رکھدو تم اپنا ہاتھ تو اسکو سکون ہو
ہے یہ علاج مرے دل بیقرار کا

یارب بتنگ ہون مین دل بیقرار سے
وہ دل ملے کہ ہو جو مرے اختیار کا

جس سمت چاہتا ہے یہ لیجاتا ہے مجھے
کیا اختیار ہے دل بے اختیار کا

دل تو ہماری پاس نہین ہے فراق مین
پھر کیون یہ اشتیاق ہے بوس و کنار کا

اتنی بڑھی کہ صبح قیامت سے مل گئی
دیکھے تو کوئی طول شب انتظار کا

آنکھین سفید ہو گئین میری فراق مین
یارب ہو روسیاہ شب انتظار کا

ابر آسمان پہ آئے تو زاہد پیے شراب
ہے انتظار رحمت پروردگار کا

مارا ہے مجکو گردش چشم کحیل نے
روندا ہوا ہون ابلق لیل و نہار کا

یاس آج مہربان ہے تو بیزار ہوگا کل
کیا اعتبار یار کے اس چاہ پیار کا

تیری دیوانون مین جب سے ای پری شامل ہوا
نام مثل قیس و وامق مجکو بھی حاصل ہوا

آج میرے قتل پر آمادہ وہ قاتل ہوا
شکر خالق کا کہ مین بھی یاس اس قابل ہوا

بزم مین خشبان وہان تو ابروِ قاتل ہوا
دل یہان پہلو مین میری طائر بسمل ہوا

بیٹھے بٹھلائی مجھے عاشق کیا اوس ترک پر
دل ہی میرا آہ میری جان کا قاتل ہوا

عشق کے آزار نے ایسا کیا زار و نحیف
آہ کیسی سانس لینا بھی مجھے مشکل ہوا

ضعف مین جب مین در محبوب کی جانب چلا
فاصلہ اک گام کا بھی مجکو اک منزل ہوا

مارڈالا عاقبت دیوانہ پن نے میری آہ
مجکو عشق افعی گیسو سم قاتل ہوا

آہ سوزان زردی رخسار ہین میری گواہ
پہلے ناقص تھا مگر اب عشق مین کامل ہوا

مشق تیغ ناز ہی پہلے پہل اوس ترک کی
ہو مبارک اوسکو بسم اللہ مین بسمل ہوا

عشق کی تاثیر سے دلمین ہو لیلی کا گذر
واہ ری قسمت کہ مجنون کا ہیا حسب محمل ہوا

یہ ہوا ثابت کہ شیشے پہ پہاڑ آکر گرا
جب مقابل یار کے دلسی ہمارا دل ہوا

یار سے کی دوستی پیدا ہوا دشمن مرا
دلکو جو دعوی وفاداریکا تہا باطل ہوا

کیا کہون کیسا ہوا اجر شہادت خوبرن
تیغ کے پانی مین میرا خون جب شامل ہوا

نقد جان تک کا ہوا نقصان تیر عشق مین
ہان فقط اک سکۂ داغ جنون حاصل ہوا

جب طلب کرتا ہون مین بوسہ تو کہتا ہی وہ شوخ
لو خدا کی شان تیرا منہ بہی اس قابل ہوا

لاغری تو قد مرا خم ہو گیا مثل ہلال
سچ تو یہ ہی عشق ابرو اب مجہی کامل ہوا

قتل ہو کر یاس مین طوفان غم سے چہٹ گیا
گہاٹ خنجر کا سمندر کا مجہے ساحل ہوا

وحشت دل تیرا چرچا نہوا تہا سو ہوا
مجکو اوس زلف کا سودا نہوا تہا سو ہوا

فصل گل مین مجہے سودا نہوا تہا سو ہوا
اک جہان محو تماشا نہوا تہا سو ہوا

چہپنے کیون یار سے عشق اپنا چہپایا افسوس
راز دلکا کبہی افشا نہوا تہا سو ہوا

اپنے رخسار سجاتا ہی وہ گل بوسون سے
دولت حسن کا صرفا نہوا تہا سو ہوا

شہرون شہرون گئے دیوانی اوڑاتی ہوئی خاک
یار کے حسن کا شہرا نہوا تہا سو ہوا

رخ روشن پہ نہ بکہری تہی کوئی زلف سیاہ
رنگ دنکا کبہی کالا نہوا تہا سو ہوا

پہلے عاشق تہا حسینونکا سو اب ہی ہوا دل
شمعرو یونہی یہ پروانہ ہوا تہا سو ہوا

جوش سودا کا گہبراتی ہی اب روح مری
موت کا مجہہ تقاضا نہوا تہا سو ہوا

خط بہی آغاز ہوا اور ترے گیسو بہی بڑہے
اس قمر پر کبہی ہالا نہوا تہا سو ہوا

ہجر جانان مین یہ آنکہون نے اٹہایا طوفان
جاری ان چشمون سے دریا نہوا تہا سو ہوا

میرے نالون نے کیا شور قیامت برپا
ایک عالم تہ و بالا نہوا تہا سو ہوا

اوسکے نالونسے یہ سب باغ مین چرچی ہین
گل و بلبل مین یہ جہگڑا نہوا تہا سو ہوا

ہم پریشانون کو جو پیچ مین تو لائی ہے
یہ تو اے زلف چلیپا نہوا تہا سو ہوا

رہ گیا دیکہکے وہ نور کی صورت اے یاس
مثل موتی مجہے سکتا نہوا تہا سو ہوا

ہجر جانان مین دل جو بھر آیا
نہ مجھے چین رات بھر آیا

دھیان تیرا جو اسے قمر آیا
داغ دلمین مرے ابھر آیا

آج وہ ماہ بام پر آیا
چاند یا چرخ سے اوتر آیا

یار کوٹھے سے جب اوتر آیا
بام گردون پہ تب قمر آیا

مصحف رخ کی کچھ نہی ہی شان
اور رقعہ آن تو اوتر آیا

رہگیا آنکھ سے نکلکر اشک
نخل مژگان مین بھی ثمر آیا

لوجوان ہوگئے وہ نام خدا
نخل امید مین ثمر آیا

قبر تک آئے چار کے کاندھے
تھک گئے جب قریب گھر آیا

چشم جانان پہ ہوگیا مائل
دل وحشی مرا کدھر آیا

لاکھ روکو اسے نہین رکتا
دل جدھر آیا بس ادھر آیا

تو بھی اے چشم تر برس اسوقت
دیکھ وہ ابر جھوم کر آیا

اوسکے دشمن بھی ہوگئے پیدا
جب کسی کو کوئی ہنر آیا

دل جگر دونون ہوگئے گھائل
جب وہ ابرو مجھے نظر آیا

ہم فقیرون کو کام کیا اس سے
صاحب تخت و تاج اگر آیا

مشک و عود و عبیر ہوگئے خاک
بوکر اوس زلف کا اگر آیا

عاشق اوس بت کا ہو کے سنبھلا ہین
چاہ مین ڈوبکر ابھر آیا

جمع کرتا ہین زاد راہ عدم
چونکہ غافل قرین سفر آیا

یار سے مین سپاک کر آیا
لو رقیبون کو خاک کر آیا

تیرا ابرو جدھر جھکا قاتل
عاشقون کو ہلاک کر آیا

ترک کی رسم دوستی اوسنے
آج جھگڑا مین پاک کر آیا

ہوگیا دل ہدف ہمارا ہی
تیر مژگان بھی تاک کر آیا

سیف ترا ان کلام ہے میرا
دل حاسد جو چاک کر آیا

واہ ری زرق برق نالے کی
جسپہ پہونچا یہ خاک کر آیا

ابکی سودا ہوا غضب کا مجھے
دامن دشت چاک کر آیا

میری نالے کا ذکر سن لینا — اک نہ اک کو یہ خاک کر آیا
آیا اس میکدے مین جو کوئی رند — دختر رز کو تاک کر آیا
جنکے سر مین غرور تھا اونکو — پیسکر چرخ خاک کر آیا
شب غم جیب صبح کو جا کر — دست وحشت نہ چاک کر آیا

غم فرقت جو اوسکا تھا دشمن
یاس کو لو ہلاک کر آیا

کھینچا کوئی شبیہ روئے پر تنویر کیا — مانی و بہزاد سے کھینچتی تری تصویر کیا
زلف کی سودائیونکو چاہیے تعمیر کیا — انکی آسائش کو کم ہے خانۂ زنجیر کیا
پھر گیا ہے یار بھی اسکی کرون تدبیر کیا — آجکل برگشتہ ہے مجھسے مری تقدیر کیا
دلمین حاسد کی کھٹکتی ہے مری تقریر کیا — ہین مری تیغ زبان مین جوہر شمشیر کیا
درد و غم رنج و الم مجھ زار کی تقدیر مین — کر دیا ہے کاتب قسمت نے یہ تحریر کیا
یار نے صورت دکھانے کی بھی کھائی ہے قسم — یا الٰہی اب کرون مین وصل کی تدبیر کیا
یہ مثل سچ ہے کہ ہو جاتا ہے صحبت کا اثر — غل مچاتی ہے ہر اک دیوانہ کی زنجیر کیا
ساتھ سفلے کا تمہارے ہمکو نسخہ ملگیا — کیا ہوس کی حقیقت صاحب اکسیر کیا
طوطیا ہے چشم خوبان گر کہون تو ہے بجا — خاک پا ہے یار کے آگے بھلا اکسیر کیا
عشق مین کس کس کی دیکھا ٹھوکرین کھاتا نہین — دیکھیے مجکو دکھاتی ہے مری تقدیر کیا
شام سے مین نالہ کرتا ہون وہ سنتے بھی نہین — آج میری آہ کی جاتی رہی تاثیر کیا
نور کے سانچے مین ہے ہر عضو تن ڈھالا ہوا — صانع قدرت نے کھینچی ہے تری تصویر کیا
ہمنے دیکھا جسکو عاشق یار کا پایا اوسکو — لوٹ لیگا خلق کو وہ حسن عالمگیر کیا
دل اوجھکر زلف سے تیری نکلتے ہی نہین — قیدیون کو چین سے رکھتی ہے یہ زنجیر کیا
اسنے عاشق ہوگئے زلف دراز یار کے — پھنس گیا دل اسکی چھٹنے کی کرین تدبیر کیا
دلکی بیتابی مین ہے قاصد لکھا ہے مینے خط — یہ نہین معلوم مجکو اسمین ہے تحریر کیا
تیری یکتائی پہ کیون لڑتے ہین شیخ و برہمن — جو حقیقت مین ہو سچ اوسمین بھلا تقریر کیا
وہ چلے آئے تڑپتے بے بلائے میرے گھر — آج میری آہ نے دکھلائی ہے تاثیر کیا
لوگ کہتے ہین یہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر — صفحۂ ہستی پہ مجنون کی کھینچی تصویر کیا

خونِ عاشق سے بنایا ساری میدان کو چمن / رنگ دکھلاتی ہے او قاتل تری شمشیر کیا

دم نہ مارا چلگیا تیغ زباں کا جسپہ وار / صاحب جوہر کے آگے جوہرِ شمشیر کیا

دلبہ عاشق کے اشارے میں پہنچ جاتا ہے یہ / خنجرِ ابرو کے آگے تیزیِ شمشیر کیا

منفعل یہ ظلم سے ملنے جو بعد قتل ہے / کہدیا بسمل نے قاتل سے تہِ شمشیر کیا

زلف کے سر آگے شبِ دیجور کی کیا اصل ہے / نورِ رخ کے سامنے خورشید کی تنویر کیا

صدمۂ فرقت جو دیکھا وصل وہ پھر ہوگیا / مانگتی ہے مجکو بھی اس خواب کی تعبیر کیا

میں تڑپتا ہوں پڑا اسکو خبر مطلق نہیں / موت کے آگے بھلا طفل و جوان و پیر کیا

رحم آجاتا ہے قاتل کو کہ ہوتا ہوں میں قتل / دیکھیے یہاں آج ہوتا ہے دمِ تکبیر کیا

تیغ کھینچے ہاتھ میں کیا سوچتا ہے ہمدمو / آج میرے قتل میں قاتل کو ہے تاخیر کیا

کوئی بنتا ہے کوئی ہنستا ہے یہاں صبح و شام / عالمِ ایجاد وہی ہے عالمِ تصویر کیا

قدردانی یہ فقط احباب کی ای یاسؔ ہے / کیا سخن مجھ کج زبان کا اور مری تقریر کیا

یاسؔ کو رونے پڑا ہے جلد بلوا لیجیے
دیر ہے اسکے لیے یا حضرتِ شمشیر کیا

قتیلِ عشق ہوے کوئی حوصلہ نہ رہا / چلو جی خوب ہوا دل کا ولولہ نہ رہا

بہار میں بھی وہ سودے کا ولولہ نہ رہا / تمہاری زلف سے دلکو جو سلسلہ نہ رہا

ہمیں کو قتل کیا سب سے پہلے میداں میں / خدا گواہ ہے قاتل سے کچھ گلہ نہ رہا

ہماری دلسے لیا قرب یہ ترا حاصل / کہ اک کمان کا بھی وہاں سے فاصلہ نہ رہا

ہماری جیتے ہی جی بانکپن تھا قاتل کا / ستمگری کا اوسے پھر وہ حوصلہ نہ رہا

تمام دلکی امنگیں گئیں شباب کے ساتھ / وہ دن گذر گئے وہ دل کا ولولہ نہ رہا

تلاشِ یار میں پیہم ٹپکتے ہیں آنسو / کسی مقام پہ تھک کر یہ قافلہ نہ رہا

بتوں کے عشق میں وہ رنج و غم اٹھائے ہیں / کہ دل لگانے کا اب ہمکو حوصلہ نہ رہا

ہمیں جو ابروِ قاتل سے لے کر دیا بسمل
شہید ہونے کا پھر یاسؔ حوصلہ نہ رہا

بتاؤ یاسؔ کہ عہدِ بہار کیسا تھا / گلوں کے عشق میں دل اندر کیسا تھا

وہ روزِ وصل بتِ گلعذار کیسا تھا / دلِ حزیں میں سراپا داغِ بہار کیسا تھا

یہ کیون ہوا اٹھا کے رہا را آشنہ رو — بلند آج حلب مین غبار کیسا تھا
بہم تھی باغ مین ہم جس سی صورتِ بلبل — تباہے دل وہ بتِ گلعذار کیسا تھا
شبِ وصال جو راحت نہ تھی مجکو پہلو — قرار سے یہ دل بیقرار کیسا تھا
کیا تھا آنے کا وعدہ جو ای صنم تو نے — خدا گواہ ہمین انتظار کیسا تھا
ہماری بعد ہی ہوگی ہماری قدر تمھین — جبھی کہو گے کہ وہ جان نثار کیسا تھا
ہر ایک سی وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہین — تمھین بتاو مرا جان نثار کیسا تھا
کہین جو بزم مین جاگے نہین تھی رات کو تم — سحر کو آنکھو مین صاحب خمار کیسا تھا
لکھی تھی ہمنے جو توصیفِ گیسوِ جانان — غزل مین شعر ہر اک پیچدار کیسا تھا
فراقِ یار مین تڑپا کیا جو مین شب بھر — عذاب مجھپہ یہ اے کردگار کیسا تھا
خوشی مین وصل کی صدمہ فراق کی بھولے — ہمین خبر نہین کچھ انتظار کیسا تھا
جلی کے دوست یہ محشر مین سب سی پوچھینگے — عذاب کہتے ہین کسکو فشار کیسا تھا

سحر کو وصل کی دلبر سے پاس نے یہ کہا
کہ شب کو لطف سے خوشگوار کیسا تھا

اشکِ خونین سے رشکِ گل دامن ہوا — میرا جامہ سر بسر گلشن ہوا
شکر ہے اللہ کا مرنے کے بعد — کوچۂ محبوب مین مدفن ہوا
بھر گئی آتشِ فراقِ یار کی — میرا سینہ بہر دل گلخن ہوا
ہو وفا داریکی پھر کس سے امید — دوست دل سا جب مرا دشمن ہوا
کیا تلون ہے مزاجِ یار مین — دوست تھا کبھی پھر مرا دشمن ہوا
وادیِ وحشت مین جب رکھا قدم — میرا سایہ خود مرا دشمن ہوا
دل ہی نے پہلو سی پیدا کی خلش — دوست ہم سمجھے جسے دشمن ہوا
جلوہ فرما جب ہوا کوئی ادھر — دشت اپنا وادیِ ایمن ہوا
لے چلا کعبے سے مجکو سوئے دیر — خضرِ دل سا لو مرا رہزن ہوا
خاک یہ چہائی جنون کے جوش مین — دامنِ صحرا مرا دامن ہوا
سیکڑون بسمل تڑپتے ہین پڑے — کوچۂ قاتل غالم رن ہوا
آہین کرتا ہون مین اوٹھتے بیٹھتے — وِرد میرا نالۂ و شیون ہوا

شب کو دونا ہوگیا حُسنِ قمر — اور چہرہ زلف سے روشن ہوا
چشم سے یہ اشک برسے ہجر مین — پاٹ دریا کا مرا دامن ہوا
دلمین جاے حسرت و اندوہ ہے — رخصتِ مایوسی ہمارا تن ہوا

ابر دریا بار ہے آنکھین نہین
رو گئے جب ای پاسؔ ہم ساون ہوا

ذو بحرین

خواب مین بھی ہجر مین رویا کیا — چشم سے طوفان یہ اُٹھا کیا
کوچہ و بازار مین رسوا کیا — آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
دوست ہی دشمن مرے سب ہوگئے — غیر تھا بس وہ جسے اپنا کیا
زلف کا تھا گہہ کبھی رخ کا خیال — دل مرا اس شغل مین بہلا کیا
یار کے آگے سہے جور و ستم — دل کبھی ہمنے نہین میلا کیا
الفتِ مژگان کی تھی یہ سب خلش — دل مین جو اک خار سا کھٹکا کیا
یار سے سب کہدیا احوالِ عشق — دل ہی نے اس راز کو افشا کیا
ہجر مین اک دم مجھے آئی نہ نیند — بخت میرے سو گئے مین جاگا کیا
کر دیا مجھہ زار کو بیمارِ عشق — حضرتِ دل آپ نے اچھا کیا
حال کوئی ہمسے کب اوسنے کہا — یار نے ہر بات کا پردا کیا
رعب تھا یہ حسن کا بولا نہ کچھ — یار کو تا صبح مین دیکھا کیا
وصل مین آئینے تھے دونو کے دل — وہ مجھے اور مین اوسے دیکھا کیا
دل نے سب افشا کیا احوالِ عشق — دوست تھے میرے مجھے رسوا کیا

بزم مین بیٹھا رہا جب تک وہ شوخ
دور سے ای پاسؔ مین دیکھا کیا

عشقِ زلفِ یار مین دلکی شدت دیکھنا — فصلِ گل آنے تو دو پھر میری وحشت دیکھنا
آنکھہ سے ٹپکینگے پیہم اشکِ حسرت دیکھنا — حشر مین میری گناہون پر ندامت دیکھنا
جس سے کی ہمصحبت رہا کرتے تھے ہم آٹھون پہر — ہائے مشکل ہوگیا اب اوسکی صورت دیکھنا

میری گھر آکر وہ دلکو لیگئے پھر کھو دیا
ملنے کی عزت اونہون نے کی عداوت دیکھنا

اونکی باتونسے اوٹھا کیون نقش خط عاشق کا دل
ہی نمک شیرینی لب مین حلاوت دیکھنا

انہو سینے مس کر پینگی قبر سی عاشق تمام
بعد مردن دوستو میری کرامت دیکھنا

جاتی ہین عیب ہم ترک ملاقات ای پری
کچھ دنون میں جائیگی صاحب سلامت دیکھنا

شام سی مجکو خیال زلف مین ڈستی ہین سانپ
مار ڈالیگی شب تار یاد فرقت دیکھنا

اتنو منہ پھیری ہوی جاتی ہو بالین سی مری
آکی مجھ حسرت بہری عاشق کی تربت دیکھنا

مین گنہ اسواسطی کرتا ہون اے پروردگار
ہی مجھے منظور اکدن تیری رحمت دیکھنا

میرا خوش قامت خرامان ہوگا جسدم حشر مین
ہوگی برپا اک قیامت مین قیامت دیکھنا

ہی الف بنی تو گیسو لام میم اوسکا دہن
شان ہی قرآن کی اوس بت کی صورت دیکھنا

سامنی آتی ہی اونکی اسکو سکتا ہوگیا
آہ دل شفاف آئینہ کی حیرت دیکھنا

آگئی ہین وصف دہن مین جو خیالات کمر
کھپ گئی اک اور ہی وقت مین وقت دیکھنا

روز وصل یار کہتا تہا یہ مجسے دل مرا
صبح راحت دیکھ لے پھر شام غربت دیکھنا

اتنو چندی صبر کرلے ان بتون کے ظلم پہ
پھر اسی عشق مجازی کی حقیقت دیکھنا

حلق سی اوترگی پانی کی طرح خنجر کی دہار
کسطرح پیتے ہین ہم جام شہادت دیکھنا

ظلم جو چاہو کرو منہ سے نہ کچھ بولینگے ہم
عمر بہر بیتاب تہ آنے کی شکایت دیکھنا

خاکساری خوب ہی یا سرکشی کیون منصفو
خلق مین کیونکر ہوئی آدم کی خلقت دیکھنا

ہوگا عاشق آپکا ہی گر نام کو ہون دس ہزار
پھر نکل آئیگی اس کثرت مین وحدت دیکھنا

اشک خون روئینگے جب احباب کو آئیگا یاد
ظلم اوسکا سیر قاتل کو بحسرت دیکھنا

جب غزل پڑھتا ہی یاس اوٹھتا ہی محفل سے یہ غل
اسکے شعرون سے ٹپکتی ہی فصاحت دیکھنا

ازل سے عشق ہی دلمین ہی گیسوی جانانکا
مجھے ہر بار سودا ہو نہ کیونکر کوی جانانکا

تصور مجکو رہتا ہی ہمیشہ روئے جانانکا
مرا دل برج ہی گویا مہ ابروی جانانکا

غضب کا کاٹ ہی اس مغربی تلوار مین اوسکی
کہون کیا دلمین گہر اگہا دی ابروی جانانکا

یقین کہ مجکو ہوگیا زلفون کے سودے مین
یہ جھٹکا زہر تہمین افعی گیسوئے جانانکا

سپاہی جو ہین وہ تلوار ہی سی کام رکھتے ہین
ٹھہرسکی آبرو گر عشق ہو ابروی جانانکا

بگڑ جاتی ہین تو راک ذرا سی بات مین اسکے
اثر کچھ آگیا میری ہی دلمین خوئی جانا نکلا

بدی کیسی خیال بد کبہی آتا نہین آہین
فقط دلمین تصور ہی رخ نیکوئی جانا نکلا

نہ دیکہو غور سی اسے ہمدم سوز زخم جگر مرا
تعجب کیا یہ گہرا گہاؤ ہی ابروئی جانا نکلا

ہوئی رسوا جہان مین دل بھی اپنا مفت کہو بیٹھے
پڑا یہ پیچ ہمپر الفت گیسوئے جانا نکلا

یہ قسمت اپنی اپنی ہین پاؤن نقش پا کی بہی
بہنے تعویذ جاکر دل مرا بازوئی جانا نکلا

کہلا آخر کو مجبر یہ بہی ادنی شاخ ہی اوسکی
مجھے طوبی یہ دہوکا تہا قد دلجوئی جانا نکلا

عبث آیا و پلہکر نور جمال پاک ہوسے کو
بہلا ہم خاک نظارہ کرینگے روئی جانا نکلا

شمیم عطر و گل یہ خاک سی بدتر سمجھتے ہین
دماغ عاشقان ہی خاص مبدع بوئی جانا نکلا

سپہر حسن کا یہ اک ہلال نو کشیدہ ہے
کوئی کیا جانتا ہی مرتبہ ابروئی جانا نکلا

ذرا چوکی نظر بس مار اوتارا چشم فتان نے
جہپکتے ہی پلک کشتہ تہا مین جادوئی جانا نکلا

مجھے رہتا ہی بالائی بلا کا سامنا ہر دم
ہوا ہی عشق جب سے قامت و گیسوئی جانا نکلا

نمایان کب ہوا یہ خال پیشانی روشن پر
ستارہ اوج پر ہی عاشق ابروئی جانا نکلا

خداوندا اسے وہ چاند سی تصویر کہلا دی
بہت مشتاق ہی عاشق جمال روئی جانا نکلا

تجمل ہی چاند جس سی آب گوہر پانی پانی ہی
خدا کی شان ہی عالم صفائی روئی جانا نکلا

کہین عاشق مسکتے ہین کہین بسمل پڑے کٹتے ہین
تباہ یاد رکہنا نامہ بر تو کوئے جانا نکلا

یقین ہی پاس مجکو پہر نہ اوٹھون مین قیامت تک
مرے سر کے تلے تکیہ ہو گر زانوئے جانا نکلا

نہوتا فرق پہر گر عشق مین مجکو غلو ہوتا
جو تو ہوتا وہ مین ہوتا جو مین ہوتا وہ تو ہوتا

کلی کوئی صبا کی ہاتھ سے گر چاک ہو جاتی
قبائی گل مین تار اشک بلبل سے رفو ہوتا

محبت پہر نہ کرتے حضرت یعقوب بہی اوسسے
شرف ہوتا نہ یوسف کو اگر کنعان مین تو ہوتا

نہ بس ہوتی کا مجکو جوش تہا فصل بہار مین
گریبان چاک ہو جاتا جو دامن مین رفو ہوتا

یقین ہی پہر ادا ہوتی مراسم می پرستی کے
شراب ناب سی زاہد اگر تیرا وضو ہوتا

نہوتی معرفت حاصل دلونکو عندلیبون کی
گلون مین گر ترا جلوہ نہ مثل رنگ و بو ہوتا

نہوتا باعث ایجاد عالم گر کوئی پیدا
بشر ہوتی نہ جن ہوتی فقط اک تو ہی تو ہوتا

سمجھکر فرض سجدہ کرتے یہ محراب ابرو مین
جو تیری عاشقونکو آب خنجر سے وضو ہوتا

کبھی پہچان لیتی حشر مین اس نشانی سے
گریبان گیر او قاتل اگر میرا لہو ہوتا

پے گلگشت آتا باغ مین گر وہ شہ خوبی
چٹکتا کوئی غنچہ بھی تو شور طرفہ ہوتا

تری دوری مین پیتا جو کوئی گھونٹ پانی کا
بھڑکتی آگ سینے مین مرے دردِ گلو ہوتا

یقین ہے دل کی بیتابی سے سب ٹانکے ادھڑ جاتے
مری زخم جگر مین یار کیسا ہی رفو ہوتا

شہید ذمین ہین خمنازہ ہوئی تتاب ہمین اپنی
ہمارے خون سے گر قاتل کا خنجر سرخرو ہوتا

پسیجا دل نہ ہرگز اوس بتِ بیرحم کا ورنہ
مری نالون سے پتھر کا کلیجا بھی لہو ہوتا

بھلا مینوش ہمسے ایک وساغر کو کیا ہمین
بہت سے شیشے ہوئی کوئی خم ہوتا سبو ہوتا

اثر ملتا جو میری گفتگو مین تیری جانب سے
وہ خود مداح ہو جاتا جو کوئی عیب جو ہوتا

جو ہوتا عشق صادق حضرت یوسف سے بھی تجکو
تری چاہت کا شہرا ہی زلیخا کو بکو ہوتا

تقرب ہے جو اوس محبوب سے مانند شہرگ کے
ہمارا دل نہ پھر کیونکہ مقامِ آرزو ہوتا

گہر کیطرح تو اسکو چھپاتا سات پردون مین
تجھے غافل اگر کچھ بھی خیالِ آبرو ہوتا

محبت اوسکی ہو جاتی اگر اربع عناصر مین
مری بھی عشق کا پیدا یقین ہے چارسو ہوتا

مجھے دشوار ہوتی زیست اکدم کے زمانے مین
نہ میری حال پر گر مہربان وہ تندخو ہوتا

بتونکی عشق مین ہی دل رقیبونکی شکایت کیا
تعجب کیا جو اسجاد دوست بھی اپنا عدو ہوتا

ترانے سنکے تیری بلبلین بھی بند ہو جاتین
اگر اے یاس تو گلشن مین صرف گفتگو ہوتا

ناصح جو عشق گیسوئے جانانہ ہو گیا
سن لیجیو کہ یاس بھی دیوانہ ہو گیا

اوس شمع رخ کو دیکھکے پروانہ ہو گیا
بو سونگھتے ہی زلف کی دیوانہ ہو گیا

بچتا ہے دام زلف کے پھندے سے دل مرا
ہشیار اے پری ترا دیوانہ ہو گیا

الفت مین چشم یار کی بچنا محال ہے
لبریز میری عمر کا پیمانہ ہو گیا

افسوس ہے کہ دل نے بھی ہمسے دغا کی
اپنا جسے کیا وہی بیگانہ ہو گیا

مملو ہے قلب دیدۂ مستون کے عشق سے
یہ جام اسی شراب کا پیمانہ ہو گیا

اللہ رے میرے دل کی تلون مزاجیان
اپنا کبھی ہوا کبھی بیگانہ ہو گیا

لیلی کہان کی قیس کہان تھا واقعی جنون
ہمکو کسی کی زلف کا سودانہ ہو گیا

سودا ہوا ہے الفتِ گیسوئے یار مین
صد چاک ہو کے قلب مرا شانہ ہو گیا

کیفیت شراب تھی وصل بہار تک
بس ختم دور ساغر و پیمانہ ہو گیا

ہم نقد جان پہ بیچکے الفت کو آپکی
دل پہلے دیدیا ہے یہ بیعانہ ہو گیا

سر آستانہ پہ رکھدیا دیکھا جو یار کو
کیسا ادا یہ سجدۂ شکرانہ ہو گیا

دل یار لے گیا مرا پہلو اوجڑ گیا
آباد جو مقام تھا ویرانہ ہو گیا

ساقی کی آنکھ پھرتے ہی ہم تھی غم سے
کیا انقلاب گردش پیمانہ ہو گیا

کیفیتین تمام یہ ساقی کے دم کی ہین
جلسہ جہان جما وہین میخانہ ہو گیا

آیا ہی یار نکلے ولیکن سپرد نکلنے تھے
عاشق کا عرس جشن عروسانہ ہو گیا

یاد خدا سے دل تو ہٹا تیرے خیال سے
کعبہ کبھی بنا کبھی بتخانہ ہو گیا

ہمنے جو سر کو صرف عشق مین دیا
گردون نثار ہمت مردانہ ہو گیا

دیوانگان عشق کی شاہی ملی مجھے
صحرائے نجد میرا جلوخانہ ہو گیا

صحبت ہی گرم شام سے تا صبح ہجر مین
دل سے خیال یار سے یارانہ ہو گیا

آئی بہار دشت مین بستر ہوا مرا
سبزے کی طرح خلق سے بیگانہ ہو گیا

ہم سنہ پہ تیغ ابروے قاتل سے چڑہ گئے
یہ کام آج ہمسے دلیرانہ ہو گیا

پہلو سے دل تڑپ کے ہمارا نکل پڑا
جامے سے باہر آپ کا دیوانہ ہو گیا

ای پاس عشق کا گل تسکین یار سے
روشن ہے دل ہمارا آئینہ خانہ ہو گیا

مری گھر اپنے کو ٹھوکر سے جو وہ رشک قمر آیا
ہوا ثابت کہ گویا چرخ سے اک چاند اوتر آیا

عدم ہی سے ہوئی نہین پھر جہان مین نوحہ گر آیا
حباب آسا ہوئی رنج و غم سے چشم تر آیا

عدم سے دہر مین سمجھا جو کوئی بے ہنر آیا
کسی نے بھی پوچھا تو کہان آیا کدھر آیا

کبھی بیتابی دل سے جو اونکے در پہ جاتا ہون
تو فرماتی ہین ہنسکر یہ تو بتلا تو کدھر آیا

یقین ہے مین بھی گم ہو جاؤن خط کی طرح تا جاکر
گیا جو رہ گیا پھر کر نہ کوئی نامہ بر آیا

مری نالے کو سنکر وہ جو آئے مضطرب ہو کر
کہا ہنسکے کہ اب تو میری آہون مین اثر آیا

عداوت کاملون سے چرخ دون پرور کو ہوتی ہے
جہان مین بے نشان اوسکو کیا جو نامور آیا

خدا دی دولت دنیا تو اوسکو صرف کر ڈالی
کسی کو کیا جو غنچے کی طرح مٹھی مین زر آیا

ہلا کر قبر مین شانہ یہی احباب کہتے ہین
ذرا ہشیار ہو آنکھین تو کھولو دیکھو گھر آیا

سوائے رنج کچھ اونکی محبت میں نہ پائیگا
سنبھل اب بھی خدارا او دلِ ناداں کہ پھر آیا

گئے وہ اپنے گھر میں خواب سی یہاں جی تنگ کر دیا
مکان خالی جو پایا یار سے دل اور بھر آیا

ہوا یہ انقلاب اوس شوخ کی اک آن میں مجھ پر
جگر کی سمت دل تھم آیا تو سوئے دل جگر آیا

سپیدی آئی بالوں میں نمودِ صبحِ پیری ہے
اٹھو ای یاس اب اوٹھو کہ ہنگامِ سفر آیا

تا بہ شانہ جو ترا گیسوئے خمدار آیا
آج اک ہمکو نظر دل کا خریدار آیا

سر ہتھیلی پہ دھرے روبرو یار آیا
ولیسے میں جنبشِ شہادت کا خریدار آیا

دل تمھیں جسنے دیا تھا وہ گنہگار آیا
لو سزا دو کہ سزا اونکا سزاوار آیا +

اور اوس شوخ ستمگر نے دکھائیں آنکھیں
جب نظر اوسکو تڑپتا کوئی بیمار آیا

آج پھر کوندتی ہے برقِ تجلی موسے
طور پہ کیا کوئی پھر طالبِ دیدار آیا

آشنا بحرِ محبت کا ہوا ہیں دم میں
ایک دو ہاتھ میں اوس پار سے اس پار آیا

وصل میں شام سے تا صبح رہا خواب میں میں
تیرے گھر لیکے عبث طالعِ بیدار آیا

چوری جاتی کا مری دلکو ہوا اصاف یقین
جب نظر یار ترا طرۂ طرار آیا

صبح کو دلکو تڑپتے ہوئے پایا ہمنے
خواب میں شب جو نظر ابروئے خمدار آیا

ہم سمجھتے ہیں قرآن تمہارے رخ کو
کیا نہیں ہے ہمیں اس بات کا اقرار آیا

ای پری پڑ گئی وحشت تری دیوانی کی
اسکے سر پہ جو کبھی سایۂ دیوار آیا

ہو گیا دلپہ ہماری بھی ہجومِ غم و یاس
اوسکے در پہ جو نظر مجمعِ اغیار آیا

لبِ جان بخش سے قم کہہ تو ابھی جی اٹھے
زندہ ہونے کو ترا کشتۂ رفتار آیا

ڈھونڈھتا گیا ملک الموت نی بستر پہ اسے
نظر اونکو بھی نہ عاشق کا تنِ زار آیا

تیغِ نیرنگیِ گردوں سے ہوا تھا کشتہ
نہ مرے کام کبھی مرہمِ زنگار آیا

خوش رہا وہ میں تیری کوئی دو دن کبھی
کیا سلیقہ تجھے ای چرخِ ستمگار آیا

دل بہلجائیگا اب اوسکے تصور سے مرا
ہجر میں ایک مرے پاس یہ غمخوار آیا

لطف جب تھا کہ اونہیں لیکے یہ آتا ہمراہ
دل مرے پاس جو آیا بھی تو بیکار آیا

وصل میں بھی رہی ابرو پہ شکن قاتل کے
صلح کے وقت بھی باندھے ہوئے تلوار آیا

ہنسکے بولی کہ یہ موتی ترے سب جھوٹے ہیں
جب نظر اونکو مرے آنسوؤنکا تار آیا

دمِ آخر مجھے الفت نے دکھائی تاثیر
آج روتا ہوا بالین پہ مری یار آیا

یاسؔ اس وجہ سے پیری مین جھکا ہی یارب
سامنے تیرے گناہون کا لیے بار آیا +

ہی خوف ہجر وصل کسیکا ہوا تو کیا
سامان عیش کا جو مہیا ہوا تو کیا

دنیا مین ہی نہ عشق کا چرچا ہوا تو کیا
اپنے ہی شہر مین کوئی رسوا ہوا تو کیا

مشتاق ذبح رہ گئے عشاق ای حسین
ابرو کی تیغ پر ترا قبضا ہوا تو کیا

دشمن کو اور دوست کو یکسان سمجھتے ہو
کوئی تمھارا چاہنے والا ہوا تو کیا

کیسی امید بوسۂ روئے ملیح کی
انسان کو نمک کا سہارا ہوا تو کیا

جس بت کی جستجو ہے کسی گھر مین وہ نہین
کعبہ ہوا تو کیا جو کلیسا ہوا تو کیا

کرتا ہے زندہ دل کو ہمارے نہ ہمکو قتل
قاتل ہوا تو کیا وہ مسیحا ہوا تو کیا

جو خاک مین ہی بے اثری سے ملا ہوا
اونچا جو آسمان سے وہ نالا ہوا تو کیا

سینے سے سوزِ عشق نہ نکلے گا عمر بھر
یون دیکھنے کو جسم جو ٹھنڈا ہوا تو کیا

دونون اسیر دامِ بلا عشق مین ہوئے
انسان ہوا تو کیا جو فرشتا ہوا تو کیا

تسکین اس سے کب دلِ بیتاب کو ہوئی
پوچھا جو یار نے کہ تجھے کیا ہوا تو کیا

ہمنے بھی وقت فکرِ سخن ڈھونڈھ ہی لیا
مضمون دہان یار کا عنقا ہوا تو کیا

بلبل وہ ہون کہ جاتا ہون مانند بوئے گل
صیاد کا چمن پہ اجارا ہوا تو کیا

دونون کو آپ ایک نظر دیکھ لیجیے
ناحق دل و جگر مین بکھیڑا ہوا تو کیا

ہنگامہ یہ نہین مری نالون سے کچھ فزون
بالین پہ شورِ حشر جو برپا ہوا تو کیا

ای دل دکھا دے انکو بھی جو چھپین ہی نہان
آنکھون سے حسرتون کا جو پردا ہوا تو کیا

جب ہجر کام کر چکا کیا فائدہ ہے وصل
اب کچھ مریضِ عشق کا چارا ہوا تو کیا

آئے سوم مین شکل نہ دکھلائی عمر بھر
مرنے کے بعد اگر یہ نتیجا ہوا تو کیا

حاصل کسیطرح کا نہین شاعری مین یاسؔ
اس فنِ خاص مین جو سلیقا ہوا تو کیا

گھٹا چھائی ہی ہر سو باغ پر عالم ہی جوبن کا
مئے گلگون پلا دے ساقیا موسم ہی ساون کا

نزاکت مین نہین ثانی کوئی اوس رشکِ گلشن کا
جو دو گل رکھ چھوڑی مین دکھایا بوجھ سو من کا

ہوا تھا شوق مجکو آجکل جو سیر گلشن کا
رہا کرتا ہی اوسکی بزم مین مجکو نہ کیون کھٹکا
قباے یار کی ہر ہر کلی گل سی مہکتی ہے
رہی ہمراہ تربت مین فقط اعمال ہی اپنے
اودہر پھیری نظر اپنی ادہر دم پر بنی اپنے
بلا سی مین چھٹا جب لیا دل زلف جانان نے
ضعیفی مین گری جب بانت میری رو دیا ہنکر
ہماری سر سی سودا تیری کاکل کا نجائیگا
لگا تلوار قاتل تشنۂ جام شہادت ہون
نہین معلوم سودے مین گریبان کیا ہوا میرا
کیا اوس گل نے غصے کی نظر سے زرد نرگس کو
نزاکت کی کمر بند ہوا رہتا ہی شک نہین ہمین
وہ عاشق ہی جو اپنے وصل پر راضی نہین ہوتے
کم و بیش ایک مدت سی تعشق دلکو رہتا ہی
جو ایسی ہی ہیگی قوت دست جنون چندی
بگڑ جانا زرا سی بات پر تیوری چڑہا لینا
بہار آئی پڑی یاد نہین بڑی عشق کاکل کی
جنون مین دیکھتے ہین ہم وہ جو موسی نے دیکھا
فلک معشوق کے کوچہ سی جو مجکو اوٹھاتا ہے
مری پہلو مین دل ہی کہ جو اک برچھی سی گڑتی ہی
قریب کاکل مشکین ستارا سا چمکتا ہے
طریقہ اپنی مذہب کا زمانے سے نرالا ہی
ہر اک شی دیکھتا ہی نیر اونکے خط کا دیوانہ
کسی نے ایک تنکا بہی اتارا ہے اگر سر سے
گنہ کی شست و شو کی زندگی بہر بیٹھے رو رو کر

کیا کرتا ہون نظارہ کبھی روے روشن کا
رقیب پر وسیہ ای دوستو کا نشا ہی گلشن کا
وہ گوشہ ہی کسی گلشن کا جو گوشہ ہی دامن کا
گریبان کہا گیا سب حال ہم پر دست دشمن کا
چڑہائی یار نے تیوری ہمارا دل ہلا گیا سنکا
سبکدوشی ہوئی احسان ہی گردن پہ نہرن کا
نکیون صدمہ ہو دلکو ساتھ چہوٹا آہ بچپن کا
اوترتا پھر نہین جب زہر چڑہ جاتا ہی ناگن کا
اوتر جائیگی گلے سے گہونٹ جلدی ہی آہن کا
پتا ملتا ہی خارستان مین کچھ میری دامن کا
چبا کے ہونٹ گلشن مین اوڑایا رنگ سوسن کا
کمر سے اونکی اژدر کر لپٹنا اونکے دامن کا
قصور اونکا نہین کچھ یہ تقاضا ہی لڑکپن کا
کسیکے حسن کامل کا کبھی لے اوٹھتی جوبن کا
ملیگا دامن محشر کو ٹرہکا چاک دامن کا
ہوا آشفتہ مین ای قاتل تری بیساختہ پن کا
گریبان بنگیا جوش جنون مین طوق گردن کا
نظر آتا ہی جلوہ نجد مین وادی ایمن کا
کہان اب اسنے ٹھرایا ٹھکانا میری مدفن کا
ہوا زخمی دل مضطر کسیکے اوٹھتی جوبن کا
گمان ہی گوشوارہ پر تمہارے سانپ کے من کا
نہ بندہ شیخ کو مانے نہ قائل ہو برہمن کا
ہرا ہی سوجھتا ہی اوسکو جو اندہا ہی ساون کا
ہوا ہی بوجھہ گردن پر ہماری سیکڑون من کا
فرشتے پوچھتے ہین حال کیا مجہہ پاکدامن کا

زمین اوس شہسوار حسن کی رشک فلک کر دی
ہلال ایک ایک چمکا پاس نقش نعل توسن کا

بیٹھے بیٹھے عشق زلف فتنہ گر پیدا ہوا / پاس یہ تمکو کہان کا درد سر پیدا ہوا
پھر گرہ پھیر مین وو درد جگر پیدا ہوا / اشک بہی چشم سے یہ ابر تر پیدا ہوا
عشق گیسوئے صنم سے عشق ابرو ہوگیا / درد سر جاتا رہا درد جگر پیدا ہوا
بلبل سودہ کی ترقی واہ رے فیض جنون / جستجو نکلے پاؤن مین گنج گہر پیدا ہوا
آگی کعبہ مین خلیل اللہ حج کے واسطے / تیرے دلمین میری الفت کا اثر پیدا ہوا
حور کو نسبت نہین اللہ ری تیرا جمال / کب بھلا اس حسن کا کوئی بشر پیدا ہوا
عشق قد یار سے اے دل نہوگا کچھ حصول / یہ تو بتلا سرو مین کسدن ثمر پیدا ہوا
الفت چشم سیاہ ورو ہی رنگین کہین داغ / واسطے عاشق کو لالہ کا جگر پیدا ہوا
ہمدم ثابت ہوئی باریک بینی سے ہمین / موشگافی سے یہ مضمون کمر پیدا ہوا
ڈاب مین بھی عاشق و معشوق ہوتی ہین ہم / عشق جب کامل ہوا فوراً اثر پیدا ہوا
جب کوئی صدمہ اٹھایا دل مرا جلنے لگا / چوٹ جب اس سنگ پر آئی شرر پیدا ہوا

یاس گھبراتا تھا دم میرا جو ہجر یار مین
دل وہی کے واسطے داغ جگر پیدا ہوا

یار کے آنے کا دیکھا کیا رستا کیسا / صبح تک دل مرا تڑپا کیا کیسا کیسا
ہر جگہ دیکھتے ہین ہم ترا جلوا کیسا / عرش کہتے ہین کسے طور تجلے کیسا
مردم چشم مری ہین نگران تیری طرف / پتلیان دیکھ یہ کرتی ہین تماشا کیسا
حال دل مین جو بیان کرتا ہون کہتا ہے وہ شوخ / تونے ناحق کا نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا
ایک بوسہ جو دیا ہے تو ملین اور بھی یار / صرف پر آگئے جسوقت تو صرفا کیسا
حشر مین بھی ہمین صورت نہ دکھائی تمنے / اپنے عشاق سے اے یار یہ پردا کیسا
کوئی کہتا ہے امام اپنا کوئی اپنا خدا / آپ کی ذات تو ہے ایک یہ جھگڑا کیسا
لن ترانی ہوئی صادق ہوئے غش ایموسی / تمنے دعوی ارنی کا یہ کیا تھا کیسا
سامنا کیا کسی آفت کا ہوا پھر اسکو / میرے سینے مین جگر ہے تہ وبالا کیسا
سب کو بھر بھر کے دی جام شراب گلرنگ / ساقیا ہم رہے محروم یہ دورا کیسا

قتل کرکے مجھے شرمندہ ہوا ہی قاتل
عرق شرم ہے یہ رخ پہ پسینا کیسا

اپنے دلکو جو طلب کرتا ہون مین دلبر سے
کس ڈھٹائی سے وہ کہتا ہی کہ کیسا کیسا

ڈھونڈھتا ہون کہین پہلو مین نہین ملتا دل
تو نے دزدیدہ نظر سے مجھے دیکھا کیسا

وائے آلودۂ عصیان ہی کفن کا دامن
کپڑے بدلے تھے ابھی ہین یہ دھبا کیسا

کیا گذرتی ہی ذرا حضرت دل کیجیے تو کچھ
آہ کے ساتھ نکلتا ہے یہ نالا کیسا

نہ محبت نہ مروت نہین معلوم اسے یاس
لوگ یہ کیسے ہین اور ہے یہ زمانا کیسا +

مجنون تن خاکی مین کبھی دل نہین ملتا
اس گرد مین بھی یار کا محمل نہین ملتا

اسطرح تو تو نے یہ مرا دل نہین ملتا
جسطرح کہ رنگ حق و باطل نہین ملتا

ابرو کا ترے عاشق کامل نہین ملتا
بے تیغ جو کشتہ ہو وہ بسمل نہین ملتا

غربت مین عجب دوست چھٹا وائے مقدر
ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہین دل نہین ملتا

معلوم نہین یار کہ کیا بات ہے مجھ مین
دلبر تو بہت ملتے ہین پر دل نہین ملتا

یہ کہکے مری روح گئی ملک عدم کو
یہان کوئی مکان رہنے کے قابل نہین ملتا

کوئی نہین ایسا کہ جو یہ بار اوتارے
ہم سر کو لیے پھرتے ہین قاتل نہین ملتا

لیلی ہی کدہر نجد مین ہر سمت یہ غل ہے
دیوانے پڑے پھرتے ہین محمل نہین ملتا

جادہ ہے نہ رہبر کہین ملتا ہی عدم تک
کچھ ہمکو نشان رہ منزل نہین ملتا

یہ لفظ وہ ہی مثل طمع جو کہ تہی ہے
زردار ہوا ایسا کوئی کامل نہین ملتا

الفت مین حسینو نکا یہ عشاق سے ہے حال
ظاہر مین تو ملتے ہین مگر دل نہین ملتا

دل ایسا ہٹا میرا حسینان جہان سے
سمجھاتا ہون مین لاکھ کہ جا مل نہین ملتا

اوس ذات کی توصیف مین ہون غرق تحیر
گرداب کی گردش مین ہون ساحل نہین ملتا

دل لگیا پر یار کو ہم ڈھونڈھ رہے ہین
محمل تو ملا صاحب محمل نہین ملتا

پچھتائیگا الفت جو حسینون سے کریگا
دل دیدیا جب ہاتھ سے پھر دل نہین ملتا

گردش مین ہے مانند فلک یاس ہمیشہ
کچھ تیرا پتا اسے مہ کامل نہین ملتا

یہ تپان صورت بسمل کبھی ایسا تو نہ تھا
جیسا بیتاب ہے اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا

روز آزار و بیا کرتا ہے دلکو میرے
ہائے بے درد وہ قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا

ابتدا ہی مین ہوا عشق مجھے آفت کا
شورِ دریا لبِ ساحل کبھی ایسا تو نہ تھا

بیگنہ مجکو کیا قتل نہ کچھ رحم آیا
او ستمگار ترا دل کبھی ایسا تو نہ تھا

کیا ہوا یار جو صورت نہین اب دکھلاتا
میری جانب سے وہ غافل کبھی ایسا تو نہ تھا

دیکھکر ضعف مرا نبض کے وہ مہرو بولا
عشقِ ابرو مین یہ کامل کبھی ایسا تو نہ تھا

میری بیڑی کا سنا غل تو کہا لیلی نے
نجد مین شورِ سلاسل کبھی ایسا تو نہ تھا

نہین سنتا مری جو چاہتا ہے کرتا ہے
جیسا وارفتہ ہوا اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا

دیکھتے ہی مجھے تیوری وہ چڑھا لیتا ہے
دشمن جان مرا قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا

ابکی کس رنگ سے آئی ہے بہار اے گلچین
باغ مین شورِ عنادل کبھی ایسا تو نہ تھا

ایسا ابرو کے اشارے مین ہوئے سیکڑون قتل
باڑھ پہ خنجرِ قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا

کب کھنچی تیغ تری اور مین حاضر نہوا
جھوٹ یہ بات ہے قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا

مانع عشق مجھے ہوتا ہے سمجھا سمجھا
مہربان مجھپہ مرا دل کبھی ایسا تو نہ تھا

وصل مین ہاتھ مرے سینے پہ رکھکر بولے
چین سے پاس ترا دل کبھی ایسا تو نہ تھا

قتل کرکے مجکو بخشش کی دعا دینے لگا
خون بہا کر میرا قاتل خونبہا دینے لگا

ابتدا ہی مین یہ مجھسے بیرخی کیون اے صنم
تو ابھی سے اپنے عاشق کو دغا دینے لگا

ہونٹ اپنے چاٹتا ہون مین حلاوت کے سبب
بوسۂ عناب لب ایسا مزا دینے لگا

تو نے ہنس ہنسکر جو اے قاتل کیا زخمی مجھے
مین دہانِ زخم سے تجکو دعا دینے لگا

بوسۂ عناب لب بھی شربت دیدار بھی
یار بیمارِ محبت کو دوا دینے لگا

اہل دنیا سے لگی جھک جھک کی ملنے اہل دین
بوریائے فقر بھی بوئے ریا دینے لگا

بعد میرے قتل کے آیا جو قاتل کو عرق
دامن زخمِ جگر سے مین ہوا دینے لگا

ان بتون کے ظلم پہ کرتا ہے نالے بار بار
ٹوٹکر دل میرے پہلو مین صدا دینے لگا

لاکھ ڈھونڈا پر ملا ہمکو نہ کچھ دلکا سراغ
داغ آخر کو چمک کر خود پتا دینے لگا

منزلِ الفت مین دل نے بیرخی کی اختیار
میرا ساتھی راہ مین مجکو دغا دینے لگا

خط دیا قاصد کو جبتک کچھ مرض مجکو نہ تھا
آ گئی لکنت زبان مین جب پتا دینے لگا

ٹھنڈی سانسیں عشق ابرو میں بہم مژگاں نے لیں
پھر یہ زخم جگر جس دم ہوا دینے لگا

وصل میں سینے پہ میرے رکھکے منہ بولا وہ شوخ
اب پسینا یاس کا بوسے وفا دینے لگا

یار پردے میں اودھر جلوہ دکھا کر رہگیا
صورت موسیٰ ادھر مجکو غش آ کر رہگیا

عاشقوں کی بات کو معشوق سنتے ہی نہیں
گوش گل میں نالۂ بلبل سما کر رہگیا

طائر دل ایک ہی آیا نہ پھندے میں کبھی
دام گیسو وہ بلائے جان بچھا کر رہگیا

خفتگان قبر جو سنتے ہیں جو تڑپا ہجر میں
میرا نالہ فتنۂ محشر اوٹھا کر رہگیا

خواب میں آیا جو مجکو وصل جاناں کا خیال
یک بیک دست تمنا میں بڑھا کر رہگیا

یہ نہیں معلوم اس وحشی کو کیا راحت ملی
دل ہمارا کوچۂ دشمن میں جا کر رہگیا

کوئی گریاں ہی کوئی خنداں ہی باغ دہر میں
نالۂ بلبل پہ غنچہ مسکرا کر رہگیا

اوٹھ گیا جب یار صبح وصل میرے پاس سے
کچھ نہ بس میرا چلا میں تلملا کر رہگیا

دیکھتے ہی اونکی صورت ہو گیا سکتا مجھے
نقش حیرت بنگیا پردہ اوٹھا کر رہگیا

آگیا جب اوس لب شیریں کے بوسے کا خیال
ہونٹ اپنے میں حلاوت سے چبا کر رہگیا

یار کی شوخی یہ تھی گستاخ کرنے کے لیے
وصل کی شب وہ جو مجکو گدگدا کر رہگیا

یار تنہا ملگیا تھا یاس کچھ بولا نہ میں
ہاتھ ملتا ہوں کہ ایسا وقت پا کر رہگیا

جسکو ہم رہبر سمجھتے تھے وہ رہزن ہو گیا
دوست دل سا الفت جاناں میں دشمن ہو گیا

مست ہو بیکر جو وہ طفل برہمن ہو گیا
حسن عارض اسقدر دمکا کہ کندن ہو گیا

واہ ری رفعت رہی اوج فروغ حسن یار
روکش خورشید اوسکا روے روشن ہو گیا

دیکھکر صورت تری عشاق کو آیا عرق
آفتاب روز محشر روے روشن ہو گیا

عشق میں لیلیٰ کے مجنوں کو ہوا ایسا جنون
چاک اوسکے ہاتھ سے صحرا کا دامن ہو گیا

کیا کہوں اپنی مقدر کی برائی دیکھیے
وصل کی شب باتوں باتوں میں وہ بدظن ہو گیا

ہاتھ میں مہندی لگاؤ زلف میں شانہ کرو
اب ذرا سنبھلو جوانی ہے لڑکپن ہو گیا

خواب میں ہوا کہیں گذرا جو بوسے کا خیال
نیلگوں لب اوسکا مثل برگ سوسن ہو گیا

دیکھنا تاثیر جذب عشق کہتے ہیں اسے
وصل شیریں کوہکن کو بعد مردن ہو گیا

عشق زلف و رخ میں میسر جان اک جلا تنگی
سر کٹا میرا تو جائے خون اوٹھی گرد نسے لو
عقدۂ پروین کی طرح چھپکا جو ہر بالائے سر
انتہائے عشق کہتے ہیں اسے چھوڑا نہ ساتھ
یہ دکھایا ہمکو اس گل کی محبت نے اثر

تیرگی بخت سے یہ حال روشن ہو گیا
سوز دل سے جسم مثل شمع روشن ہو گیا
اے سپہر حسن وہ نازک جبہ جوبن ہو گیا
بعد مردن کوچۂ جانان میں مدفن ہو گیا
داغ کی کثرت سے سینہ رشک گلشن ہو گیا

حال یہ پہونچا یا ہے یہ سوز درون نے یاس کا
خانۂ دل تم آتش فرقت سے گلخن ہو گیا

اونکا جوبن عاشقونکے حق میں قاتل ہو گیا
سانس لینا عشق کی گرمی سے مشکل ہو گیا
اسقدر میں ناتوان اے ماہ کامل ہو گیا
آپ جو کہتے ہیں مجھسے باز آ الفت سے تو
مو جزن رہتا ہے آب اشک آنکھوں میں ہر گھڑی
رہگیا دل تھام کر کوئی تڑپا گیا
نشۂ مے کا مزا ملتا ہے الفت میں ہمیں
التجا کرتا ہوں یہ ولسے کہ باز آ عشق سے
بجلیاں چمکیں تو سینہ پر مرے بجلی گری
داغ یہ دل پر نہیں مہرین سند پر ہیں مری
رنگ حسرت تو مٹا لے اپنے دل سے آہ نہ
زندگی میں کچھ خیال آیا نہ خواب مرگ کا
کچھ حاصل ہوا ہر گز نہ قیل و قال سے
حال مجنونکی جو دلکی ہو گئی او ہمیں شریک
وہ چھلکتا ہے تو کرتا ہے یہ نالے بار بار
چٹکیاں لینے سے اونکے دل تو تھا بیٹھا مرا
اونگلیاں قاتل کی بھی مجکو جھریں کہ نہیں

مر گیا کوئی کوئی مرنے کے قابل ہو گیا
آبلہ غم کی حرارت سے مرا دل ہو گیا
تا مژہ آنا نگہ کو ایک منزل ہو گیا
کیا مرا دل بھی مری جان آپکا دل ہو گیا
آنکھ سےکا گوشہ مری دریا کا ساحل ہو گیا
تیری جانے سے دگرگون رنگ محفل ہو گیا
جب ہوئی سودے کی شدت عقل زائل ہو گیا
اندنون میں اپنے وسکا آپ سائل ہو گیا
سبزہ کا نونکا تمھارے زہر قاتل ہو گیا
خوب سیکھا میں نے فن عشق کامل ہو گیا
منہ چھپا کر یا ترے رخسے مقابل ہو گیا
جاگتے ہی جاگتے ایسا میں غافل ہو گیا
آپکی نازک دہانی کا میں قائل ہو گیا
ہر بگولہ نجد میں لیلی کا محمل ہو گیا
چشم تر ساغر بنا شیشہ مرا دل ہو گیا
آسمان بھی زہر کھا کر بیستا بل ہو گیا
گدگدایا وصل میں اوسنے میں بسمل ہو گیا

ہمبغل رہتا تھا معشوق لے میں دیا نشان

اے کنارِ گور اب مین تیرے قابل ہو گیا

خون گھٹ گیا تمام بدن زرد ہو گیا — مین ہجرِ یار مین ہمہ تن درد ہو گیا
مٹنے پہ بھی ہوا یہ مری خاک کو عروج — اوجِ آسمان کا بھی جہان گرد ہو گیا
دلمین غبار آیا تو کیا لطفِ دوستی — بیکار ہے جو آئینہ پر گرد ہو گیا
پھرتا ہون مثلِ بادِ صبا کوہ و دشت مین — مجنون کا بھی غبار یہان گرد ہو گیا
تاثیر ہے وہ خاکِ درِ بوتراب مین — اکسیر کا اثر بھی جہان گرد ہو گیا
غیر و نسیم بزم مین جو ہنسا وہ تو رشک سے — مین کشتِ زعفران کی طرح زرد ہو گیا
لکھی جو اک یگانہ آفاق کی ثنا — میری غزل کا شعر ہر اک فرد ہو گیا
سرگرم تھا یہ وجہ مین قاتل نہ روکا ہاتھ — جبتک کہ زیرِ تیغ نہ مین سرد ہو گیا
دنیا سے جسنے لوٹ کیا منفعل ہوا — اس زن کو چھو کے مرد بھی نامرد ہو گیا
کرتا تھا کمسنی مین کوئی عاشقو نپہ رحم — لیکن جوان ہوتے ہی بیدرد ہو گیا
قاتل تری نگاہ مین بجلی کا ہے اثر — گرماکے جسکو دیکھہ لیا سرد ہو گیا

اشعار یاس سنکے یہ کہتے ہین قدردان
دو چار شاعرون مین یہ اب فرد ہو گیا

بیقراری مین جگر تجسے بھی پہلے بدل پڑ گیا — سوچ تو یہ کیا ہوا اللہ مقابل پڑ گیا
پیچلی سوئے مکانِ یار الفت کی کشش — پاؤن میرا خود بخود کچھہ سوئے منزل پڑ گیا
خوب کی تونے وفا شاباش ای عاشق مرے — آپ سکے اتنے ہی کہنے سے مرا دل پڑ گیا
سامنے افشان کے تارے جھلملا کر رہ گئے — جلوۂ رخ سے چراغِ ماہِ کامل پڑ گیا
توجو بیٹھا صدر مین مسند کی زینت ہو گئی — تیری جلوے سے مریجان حسنِ محفل پڑ گیا
جیسے پیری آئی ہے ہر دم اوسی کی یاد ہے — عمر تو کچھہ گھٹ گئی پر عشقِ کامل پڑ گیا
اوٹھ گیا سینے سے اوس رشکِ مسیحا کا جو ہاتھ — اب مرادرِ جگر کچھہ اور ای دل پڑ گیا
آیا آنکھو نسے جگر مین دل مین پھر جاکر رہا — عشق تیرا ای پری منزل بہ منزل پڑ گیا
تھی اوپی تلوار بھی قاتل بھی تہا بیداد گر — سخت جانی سے ہماری وقتِ مشکل پڑ گیا
داستانِ عشق اب کبتک کہی جائے گا تو — طولِ مطلب ہو گیا قصہ یہ بیدل پڑ گیا
سامنے جو ناز سے لپٹی گلے دو چار کے — حوصلہ میرا بھی اب لے تیغِ قاتل پڑ گیا

ای حسین تیری تصور نے یہ بالیدہ کیا
پھر نہ پہلو مین سمایا اسقدر دل بڑھ گیا

سیر دریا کو اگر آیا کبھی وہ مجسمِ حُسن
شوق پا بوسی مین تھوڑی دور ساحل بڑھ گیا

خاک پا میں فتنگا نکی ساتھ ہین ار شیفتہ
صورتِ نقش قدم منزل بمنزل بڑھ گیا

باڑھ پر بھی خون مرا جیسے ہوا آہین شمر کا
دیکھ پانی تیغ کا اب اور قاتل بڑھ گیا

تھا یقین مجکو نہ فرقتمین جیونگا ایک پل
دم تڑپنے سے مگر کچھ اور ایدل بڑھ گیا

رفتہ رفتہ اسقدر لیلی نے پیدا کی جگہ
کچھہ دنون مین قیس کا دل مثل محمل بڑھ گیا

جسطرف دیکھو وہ ہر کشتی تڑپتے ہین پڑے
شاید اوس قاتل کو شوقِ رقصِ بسمل بڑھ گیا

عشقِ سنبل پر بکے سودا ہو گیا شاید انہین
وحشیونکے غل سے بھی شورِ عنادل بڑھ گیا

حشر ہو جائی نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا کبھی
اتنو میرا ہاتھہ تا دامانِ قاتل بڑھ گیا

اینکا ندہو پر مجھے احباب لائے قبر تک
کاروان لیکر مجھے خود سوئی منزل بڑھ گیا

یاس میری سامنے حاسد کو ہوگا کیا فروغ
یہ سنا بھی ہی کبھی عالم سے جاہل بڑھ گیا

پھندی مین گیسو نکی پھنسایا یہ کیا کیا
ایدل یہ کس بلا مین مجھے مبتلا کیا

مین نزع مین بھی یار ترا دم بھرا کیا
رسم وفا کو وقتِ قضا بھی ادا کیا

مرنے پہ بھی یہ سوزشِ دل کا اثر رہا
برسون دھوان ہماری لحد سے اوٹھا کیا

یوسف کسی نے گر تری دامن کو چھو لیا
یہان دستِ غم سے ہمنے گریبان قبا کیا

برسونکا تھا جو دوست وہ دم مین بچھڑ گیا
الفت نے تیری دلکو بھی ہمسے جدا کیا

اسکا جگر نکل گیا دل اوسکا تل گیا
ہر گام تیری چال نے محشر بپا کیا

اونکی زبان کھلی مرے لب بند ہو گئے
معشوق جو کہا کیا عاشق سنا کیا

عاشق کا رنج بھی ہے حسینونکی دل لگی
رویا کیا مین سامنے وہ گل ہنسا کیا

دیکھینگے کیا چمن کو خزانمین سوائے خار
صیاد کس بہار مین ہمکو رہا کیا

اوٹلے مزاج کرتے ہین وہ عذر کی عوض
بگڑے بہت ذرا بھی جو ہمنے گلا کیا

کہتے ہین اسکو ضبط کہ اف بھی کبھی نہ کی
سینے مین قلب سوزِ درون سے جلا کیا

الفت جتانے پہ نہ بگڑیے اب اسقدر
بس جانے دیجیے کہ ہمین نے برا کیا

اب کیا ملیگا یاس تجھے حسرت و ملال

دل بے وفا کو دیدیا افسوس کیا کیا

پاس محبوب عشق گیسوئے رسا کسدن تھا
مین پریشان ہون در رنج و بلا کسدن تھا

کیا سنا کر غیر کو دشنام دیتے ہو بھلا
جیسے عاشق ہون تمہارا مین برا کسدن تھا

جیسے ہوش آیا ہی دلدادہ ہون اک سفاک پر
عشق کا میری طبیعت مین مزا کسدن تھا

الفت دلبر مین دلکو ڈھونڈھتا ہون عبث
یہ ستمگر میرے پہلو سے جدا کسدن تھا

پڑ گئی جسکی نظر وہ دل پکڑ کر رہگیا
تجھپہ جوبن اے حسین نام خدا کسدن تھا

چاہنے والونسے تمنے بیوفائی کب نہ کی
عاشقون مین اے ستم رنگ وفا کسدن تھا

پہلے تو دل لیا پھر بیرخی کرنے لگے
اے حسینو مجکو تمسے یہ گلا کسدن تھا

کب نہ آیا مین گلون کے دیکھنے کو صبحدم
مین ہوا خواہ گلستان اے صبا کسدن تھا

سینہ کوبی ساتھیونکی واسطے کس شب نہ کی
مین جہان مین نالہ کش مثل درا کسدن تھا

کب نہ تھا آنکھون مین میری جلوہ حسن نبی
ہر گھڑی ورد زبان صل علی کسدن تھا

عاشقون کی پاس معشوقون کو کب زینت نہ دی
خون ہمارا دست قاتل مین حنا کسدن تھا

تیرے قد سے ہمسری شمشاد کو کیا ہوگیا
دیکھنا اس بندۂ آزاد کو کیا ہوگیا

قتل تو کرتا ہی یہ رکتا ہے گردن پر مری
دیکھ قاتل خنجر فولاد کو کیا ہوگیا

دیکھکر لاشہ مرا رو کے وہ کہنے لگے
ہائے میرے عاشق ناشاد کو کیا ہوگیا

کھولنے سے فصد کی سودا نجائے گا مرا
چھیڑتا ہے کیون مجھے فصاد کو کیا ہوگیا

کیا مین اڑ جاؤنگا فولادی قفس کو توڑ کر
پوچھتا ہے پر مرے صیاد کو کیا ہوگیا

ذبح کرنے مین یہ سینہ چھیڑ دیوے ہے کسلیے
بیرخی کرتا ہے کیون جلاد کو کیا ہوگیا

لکھنؤ مین پہلے چرچے عاشقی کے تھے بہت
ہے غضب اس ملک عشق آباد کو کیا ہوگیا

ساتھ مجھ دیوانے کے کھینچی ہے اوس گل کی شبیہ
سبکو حیرت ہے یہی بہزاد کو کیا ہوگیا

اسکو بھی مٹنا ہے اکدن کیون مٹاتا ہے ہمین
یا خدا اس چرخ بے بنیاد کو کیا ہوگیا

دیکھکر دیوانگی میری یہ مجنون نے کہا
تنکے چنتے پھرتے ہین استاد کو کیا ہوگیا

ہجر مین نالے کرو نہین سوئین وہ آرام سے
بے اثر کیون ہے مری فریاد کو کیا ہوگیا

مر گیا سر پھوڑ کر کیون یہ تو سودائی نہ تھا
جان شیرین مفت دی فرہاد کو کیا ہوگیا

بہی بہتا ہی کیون مجکو رگونکا مین بہلا
مین تو سودائی تہا پر حداد کو کیا ہوگیا

جان پر بن گئی تہی پاس آنکی ہاتھہ سے
پہر تڑپتا ہے دل ناشاد کو کیا ہوگیا

غرق ہو جاتی ابھی کلبۂ احزان میرا
جوش پر آئے اگر دیدۂ گریان میرا

میرے گھر آئے اگر وہ گل خندان میرا
بزم شادی ہو ابہی کلبۂ احزان میرا

الفت ابروِ قاتل ہے گلے کو خنجر
آجکل دست اجل مین ہی گریبان میرا

آگئی فصل بہار المدد ای دست جنون
تنگ کرتا ہی بہت مجکو گریبان میرا

اپنی زلفون کے بنانیمین ہین مصروف ایسے
دیکھتے ہی نہین وہ حال پریشان میرا

پہول کہلجاتی ہین گلشن مین برستا ہی جو منہ
کیون نہ رونے پہ ہنسے وہ گل خندان میرا

دیکھہ ای گل دل پرداغ کے پہولون کی بہار
آجکل سیر کے قابل ہے گلستان میرا

اسقدر چاک ہوا دست جنون سے ہر صبح
ملگیا دامن محشر سے گریبان میرا

حشر تو نکلا ہوا خون ہاتھہ سی تیرے دلبین
دیکھہ سفاک ذرا گنج شہیدان میرا

مین تڑپتا ہون تب ہجر مین اور ونکو ہی وصل
واہ کیا خوب کیا آپ نے درمان میرا

حسرت وصل ہی شعرونمین ہر اک جا مرقوم
خط توام مین لکہا جائے گا دیوان میرا

کیسا دیوانہ ہو پہیان کی تو عاقل ہوجائے
بہلگئے سودا ابہی گر دیکھہ لی زندان میرا

خط جدول نظر آنے لگے موئے گیسو
جب رقم ہونے لگا حال پریشان میرا

الفت زلف نے دم بند کیا پہلے تو
پہر گلا گہونٹنے آئی شب ہجران میرا

الفت ابروِ خمدار مین بنکر خنجر
ذبح کرنے لگا خود مجکو گریبان میرا

اف جو کرتا ہون دہوان منہ سی نکلجاتا ہی
پہونکے دیتا ہی مرا تن دل سوزان میرا

وصف گیسوی مسلسل کے جو لکہی بیٹہے
شبستان نظر آنے لگا دیوان میرا

مین ہی اک صورت زیبا کا تماشائی ہون
آئنہ دیکہتا ہے کیا رخ حیران میرا

یاد محبوب مین فریاد کیا کرتا ہے
چین دم بہر نہین لیتا دل نالان میرا

دلمین آتا نہین کیون صبح سے دلبر کا خیال
آج کچہہ مجسے خفا ہوگیا مہمان میرا

شرم سے باغمین شمشاد و صنوبر گڑجائین
سیر کو آئے جو وہ سرو خرامان میرا

جسطرح ہوگا ترے گہر مین آج آونگا
کیا بنا لیتا ہے دیکہون ترا دربان میرا

لہلہائینگے مرے سینے مین گل داغو نکے
جوش پر آئیگا جب روز گلستان میرا

الفت لب نہی گیسو ونکے سودی مین
ہوا ظلمت مین نہان چشمۂ حیوان میرا

عشق لیلی کی جو وحشت ہی ہرن ہوجائے
دیکھ لے قیس اگر آکے بیابان میرا

سرمہ آنکھون مین جو ہی دیکھکے مرجاؤنگا
خون بہائیگی تری تیغ صفاہان میرا

ناتوانی مجھے وحشت مین جھکا دیگی اگر
بیڑی بنجائیگا پاؤن کی گریبان میرا

کفر و اسلام سے مطلب نہین دنیا مین مجھے
الفت خال و رخ یار ہے ایمان میرا

حسرتین رنگین سب دل ہی کی دلمین ای یاس
آہ نکلا نہ کوئی دہر مین ارمان میرا

ذوقافیتین

تاکنا کب دیدہ روزن سے اوسکا جائیگا
عاشقون کو دیکھنا چلمن سے جہانکا جائیگا

سامنے عاشق کے چہرے سے نہین اوٹھتی نقاب
دیکھین کیا اونکے رخ روشن سے پردا جائیگا

دیکھیان اسکی اوڑین دست جنون سے تو سہی
بیخودی ہو لے تو دامن سے سمجھا جائیگا

نقص ہے اوسمین کلف کا اور یہ دہی کمال
بدر بہی اونکے رخ روشن سے شرما جائیگا

وصل گل مین بلبلین آپسمین کرتی ہین بیان
دیکھین کب صیاد کا گلشن سے کھٹکا جائیگا

آنکھ اونکے گیسو طرار سے لے لیگی دل
مال میرا بیشک اس رہزن سے چھینا جائیگا

چارہ گر کا نہی جب آیا ہون یہان مین ناتوان
خاک مجھسے حشر مین مدفن سے اوٹھا جائیگا

رخ نے اوس رشک چمن کے جو کریگا ہمسری
توڑکر وہ گل الگ گلشن سے پھینکا جائیگا

لن ترانی سنکے کیون دعوی کیا تھا دید کا
لیکے کیا منہ وادی ایمن سے موسی جائیگا

جسطرح ہوگا او نہین عشاق گھورینگے ضرور
دیکھنے دینگے نہ جب روزن سے دیکھا جائیگا

گر دکھایا ہجر کی شب بیقراری نے اثر
یار میرے نالہ و شیون سے گھبرا جائیگا

سبزہ رنگون کی محبت مین سراپا زہر ہون
دل مرا اوس زلف کی ناگن سے مارا جائیگا

آئیگا گور غریبان پر اگر وہ شہسوار
میرا مدفن کیا سم توسن سے روندا جائیگا

ہون وہ سودائی کہ مرنے پر بھی ہوگا سکو خوف
میرا مدفن تختۂ آہن سے ڈہانکا جائیگا

روز اکڑیگا اگر وہ تیرے قد کے سامنے
کاٹکر سرو سہی گلشن سے پھینکا جائیگا

مستی ملکر تو اگر جائیگا سیر باغ کو
شرم کے مارے بھلا سوسن سی بولا جائیگا

دہن جو سودے کی ہوئی سودائے زلف یار مین
سر ہمارا کوہ کے دامن سے ٹکرا جائیگا

گہیرتی ہی یہ مگر ہمکو ہے دنیا سے گریز
ساتہہ مردونکی بہلا عورت سے دوڑا جائیگا

عالم طفلی مین بھی منت کے ناڑونکے عوض
رشتۂ الفت مری گردن سی باندہا جائیگا

دیکھہ لینا ہے اگر تاثیر الفت مین مری
اشک حسرت یار کے دامن سے پونچہا جائیگا

زہر الفت یاس پہلے ہی سے اسکو ملگیا
عاشق خط زلف کی ناگن سے مارا جائیگا

زیست مین اپنی مرنے پہ عیش غمناک تہا
کیون نہ آخر خاک ہوتا ابتدا سے خاک تہا

وصل مین فرقت کا ڈر تہا ہجر مین غمناک تہا
چین سی عاشق ترا کسدن تہ افلاک تہا

عشق مین جو تہا وہ دیوانہ تہا یا وحشی مزاج
کوئی عاقل تہا نہ کوئی صاحب ادراک تہا

لوگ گلشن مین گل صد برگ سمجھے تہے جسے
اصل مین وہ گل نہ تہا میرا دل صد چاک تہا

کاکلین شانو پہ لہراتی تہین کالون کی طرح
یار تہا میرا کہ اپنے وقت کا ضحاک تہا

دیکھکر قاتل کو یہ حالت دلون کی ہوگئی
کوئی بسمل تہا کوئی بستۂ فتراک تہا

روز دیکہتا تہا جا جا کر کسی محبوب کو
ہجر مین مین سست تہا پر دل مرا چالاک تہا

وحشیونکے پانوکے چہالے تہے خوشون کی جگہ
جادہ جو صحرا مین تہا انگور کی اک تاک تہا

چہوڑ کر مجھہ ناتوان کو پاس غیرونکے گیا
کیون جلایا یار نے کیا مین خس و خاشاک تہا

اسلئے باعث وصل مین کین یار سے گستاخیان
مین تو تہا محجوب لیکن دل مرا بیباک تہا

یار کو دیتا تہا پیہم بیقراری کی خبر
ہجر کی شب دوستو نالہ ہمارا ڈاک تہا

زیست مین تہا تاج و تخت اب قبر مین کچھہ بہی نہین
تہا جو وہ تیر اجل بہی تو پہر کیا خاک تہا

وجہ یہ ہی نظم تہی بینی جانان کی صفت
شعر جو تہا حسن مطلع وہ غزل کی ناک تہا

تنگ رہتے تہے کسی خال سیہ کی یاد مین
کچھہ دنون سی ہمکو ذوق نشۂ تریاک تہا

اے ستمگر کیون نہ کرتا صبر تیرے ظلم پر
دل مرا کیون تنگ ہوتا کیا تری پوشاک تہا

تہا نہ دل یا سیکڑون تہے اوسکے رہنے کے لیے
اک زمانہ مین وہ بت بہی صاحب املاک تہا

عشق مین سودا ہوا عاشق بہی معشوق بہی
دیکھیان اسکا گریبان اوسکا دامن چاک تہا

کیون نہ دیوانے مین ہر لوگ کہتے تہے عجب
جب ہوا عاشق تو سودائی کا کسکو باک تہا

اکیلے مردون پاس مین نیا تجمل کی طالب ہو کیون
کوئی عورت ڈھونڈھتی اسکو اگر امساک تھا

منفعل ہو ہوکے عصیان پر جو رویا عمر بھر
تھا مین تر دامن مگر محشر مین دامن پاک تھا

تھا نہ پابند شریعت ہی نہ پیرو کفر کا
عشق کا بندہ تھا ان جھگڑون سے بالکل پاک تھا

ہے تعجب قتل کرتے کرتے کیون قاتل رُکا
مین مہیائے قضا تھا اور وہ سفاک تھا

کھیل مین چلتی تھے ہر سو ابروونکے تیغے
بچ لینے ہی سے مرا قاتل غضب چالاک تھا

پاس آدم تھی نہ جن و حور و غلمان و ملک
جبکہ طینت مین مری عشق شہ لولاک تھا

نشان گور یون غیرونکو بتلاتے تو بہتر تھا
ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا

جو راہ عشق مین گر کر سنبھلجاتے تو بہتر تھا
کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا

جو کچھ تھی ذہن مین میرے اوسے تنہائی مین لیتا
اکیلے راہ مین مجھکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا

مرا دم حسرت دیدار سے انکھونمین اٹکا ہی
جو دم بھر کیلیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا

خطا کی جو دوبارا یار سے ہمنے محبت کی
کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا

نہایت تنگ ہون مین اسی قبائے یار کی صورت
مری پہلو سے یہ حضرت نکلجاتے تو بہتر تھا

تبسم کی سحر مہری نے تو ہونکا تن بدن اپنا
ہماری سوز دلکو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا

نہ لو راہ عدم للہ ہم بھی چلنے والے ہین
ذرا اے دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا

عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کسواسطے پھولے
تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا

گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین
کہین ہم تنگ ہو کر نکلجاتے تو بہتر تھا

تڑپتا نزع مین مین اور نہ دیکھا جائیگا تمسے
مری بالین سے تم اسوقت ہٹجاتے تو بہتر تھا

خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی انکو
زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا

نہ جاتے پاس انکے آپ غیرت کی یہ معنی تھی
کسی کو بھیجکر وہ ہمکو بلواتے تو بہتر تھا

پلاکر مے جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل
اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا

اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے
ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا

مزاج اونکا یہ ہی جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین
مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا

جو تم آتے تو ہو جاتی شگفتہ غنچۂ خاطر
تمہاری عاشقونکے یون دل کھلجاتے تو بہتر تھا

جو یہ ہوتا تو افشا غیر پر کیون راز دل ہوتا
مرے نامے ہی میرا حال کہہ لیتے تو بہتر تھا

سحر تک شام سے کہین وصل کی شب تھین اونکی
ہم انکو دلکو بھی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا

ندامت پر اگر اونکو پاس بخشش تھی گناہونکی
مری اعضا بھی آنسو ہوکی بہجاتے تو بہتر تھا

یہ جاکے تیرے پاس جو ایجانِ جان رہا
عاشق پھر اپنے دلسے بھی کچھ بدگمان رہا

تا صبح ہجر مین جو مرا دل تپان رہا
بتلا تو یار آج کی شب تو کہان رہا

مین عمر بھر جو سود جور بتان رہا
اللہ کو پسند مرا امتحان رہا

جوش جنون مین تیز روی میری دیکھنا
پہونچا کہان مین ٹہر کہ کہان آسمان رہا

دلسے نہ مرتے مرتے گیا ابرو نکا عشق
خنجر تمام عمر گلے پہ روان رہا

اس درجہ محو تھا جب اوٹھا بزم یار سے
مجکو خبر نہین کہ مرا دل کہان رہا

تھا مجکو خوف وصل مین کچھ اوسکو کچھ خیال
آرام سے نہ مین نہ وہ آرام جان رہا

سرگشتگان عشق کو راحت ہو کیا نصیب
اک جا قرار سے نہ کبھی آسمان رہا

ثابت ہے زخم سینہ سے دل کی شکستگی
ٹوٹے ہوئے مکان مین یہ مہمان رہا

بھولی تمام چہچہے کنج قفس مین پر
بلبل کو بوستان کا سبق بر زبان رہا

کیا تیرے خاکسار کی آہین بلند ہین
پہونچین وہ چرخ پر یہ تہِ آسمان رہا

ایسا مٹایا چرخ نے فرہاد و قیس کو
اوسکا پتا رہا نہ اسی کا نشان رہا

جاتے ہی فصل گل کے ہوے دونون بیوطن
بلبل کا آشیان نہ ہمارا مکان رہا

کھینچے جو مینے ہجر مین کچھ نالے نرم گرم
کوئی وہان پہونچگیا کوئی یہان رہا

کیا ہی نہی جو ہو گئے ہمدرد ایک جا
بلبل سے ہمسے باغ مین شغل فغان رہا

کوٹھا تھا میرا وصل مین ہمسایہ فلک
کوئی حسین یہان کوئی مہرو وہان رہا

گرکر زمین پہ بہگئے دریا کی طرح اشک
منزل پہ بھی پہونچکے نہ یہ کاروان رہا

اوسنے لگائین نیم نگاہونسے برچھیان
آدھا شہید ہو کے پھر اک نیمجان رہا

خط لیکے نامہ بر تِسے مرا شوق اوڑ گیا
نامہ وہان پہونچگیا قاصد یہان رہا

خود تھا عدو کی بزم مین کہتا تھا وہ مگر
بتلا تو پاس آج کی شب تو کہان رہا

بس یہی کام تھا اے رشک قمر دیکھ لیا
خوش رہو لے تمہین ایک نظر دیکھ لیا

تیر اشکو نسے بھی کچھ اسکی لگی کم نہ ہوئی
دل لگے زخموں میں اوسیوقت ورا کی بجلی
جان ہی ہمنے جدا ہوگی ہی تمسے کہ نہ دی
نرگسین چشم نہین تیغ صفاہانی ہے
بزم مین غیر سے رہتی ہین مخاطب ولے
خود تڑپنے لگے اغیار کو تب جیرہ آئی
ایک پل بھی نہین اوس شوخکی آنکھونکو قرار
سامنے آکے ترے تیر نظر کہاتا ہون
زلف کے کہلتے ہی بل پڑگئے کتنے ایمن
اونسے جاکر نہ کسی نے بھی مرا حال کہا
دلکو نخچیر بنا کر یہ کہا قاتل نے
یار کی بزم مین نالون سے کہا یہ مینے
قبر مین رکہتے ہی منھہ پھیر لیا یارون نے
موہنی آنکہ مین دلبر کی قیامت کی ہے
آگئے ہو یار جو فرقت مین تسلی دینے
ہاتھہ رکہکر مرے سینے پہ مری جان تمنے
دسترس ہو ہی گیا یار کے سینے پہ مرا

حال دلکا مرے اسنے دیدۂ تر دیکھ لیا
میرے قاتل نے حجاب کر جو ادہر دیکھ لیا
خیر جو کچھ تہا تمہین ہمنے نظر دیکھ لیا
دل تہی تسمل مرا قاتل نے جدہر دیکھ لیا
جب ہوئی اونکی ادہر ایک نظر دیکھ لیا
کیون جی تمنے مرے نالونکا اثر دیکھ لیا
کہ ادہر دیکھ لیا گاہ ادہر دیکھ لیا
دل مرا دیکھ لیا اور جگر دیکھ لیا
آج اے یار ترا موئے کمر دیکھ لیا
میرے نالون ہی نے پہونچائی خبر دیکھ لیا
کیون مرے ناوک مژگان کا گذر دیکھ لیا
اسنے تمنے مرے محبوب کا گہر دیکھ لیا
ہمنے ہر شخص کو ہنگام سفر دیکھ لیا
پھر وہ اوسکا تہا جسے ایک نظر دیکھ لیا
تمنے کیا حال مرا لوعدہ گر دیکھ لیا
چین جو کہتا تہا تڑپتا ہے جگر دیکھ لیا
آخر کار محبت کا ثمر دیکھ لیا

یاس کچھ اور ہی اب تم ہو رہی فیض جلال
قدر کرنے لگے سب اہل ہنر دیکھ لیا

کوئی جوان جو مجھ زار و ناتوان سے ملا
شب وصال کے بوسونکا حظ بیان سے ملا
ہر اک کی سنتے ہین پر اپنی کچھ نہین کہتے
ہے ذکر عیش بہ از عیش یہ مثل سچ ہے
خیال ہے جو تجھے اپنی نغمہ سنجی پر
ہزار مرتبہ ہمنے سوال وصل کیا

کمان سے تیر جدا ہو کے پھر کمان سے ملا
مزا کسی کے لبونکا ہمین زبان سے ملا
عجیب لطف یہ خاموشی بتان سے ملا
ملا ہے وصل مین وہ لطف جو بیان سے ملا
زبان اپنی تو بلبل مری زبان سے ملا
جواب بھی نہ مگر یار کی زبان سے ملا

فلک کو پست یہان کی زمین سے پایا
تپا سکان کا تیرے اسی نشان سے ملا

چلا جو گہر سے مین دیوانہ کوئی جانان کو
یہان سی ساتھہ تہا کوئی کوئی وہان سی ملا

جو قتل کرتا ہی مجکو تو آنکھہ اوٹھا کر دیکھہ
شکار کہیل مگر تیر تو کمان سے ملا

تمام عمر نہ جانا خوشی ہی کسکا نام
کبہی ملا بہی تو اک رنج آسمان سے ملا

ترے خیال نے فرقت مین دل کو بہلایا
ہوا کچہ آہ سے حاصل نہ کچہ فغان سی ملا

پہونچ گیا کسی دل تک ہمارا نالہ پست
نہ تہا بلند مگر جاکے لامکان سے ملا

یہ اتحاد تہا کیسا ہمین نہین معلوم
دل اپنا تڑپکے ترے تیر جانستان سے ملا

ہمیشہ اپنا رخ زرد دیکھکر ہنسنا
یہ ایک رنگ ہمین کشت زعفران سے ملا

اوٹھا اوٹھا کے ستم ولولہ بڑہا دل کا
ہمین کچہ اور مزا اوسکے امتحان سی ملا

جب اونکے چہرے کو دیکھا مژہ نے مارا تیر
سوائے خار نہ کچہ سیر بوستان سے ملا

عدم کی راہ لی اوس سی بچہڑکے عاشق نے
یہ چھٹکے یار سی یاران رفتگان سے ملا

ہمین نشان دیے اسنے مثل قبلہ نما
پتا کسی کی گلی کا دل تپان سے ملا

دل اپنا دیکھکے پاس اونکے یہ کہا مینے
گیا تہا گم جسے ہمنے تمہین کہان سے ملا

گلے سے کوئی تو لپٹا وہ ہو کے تیغ ستم
مزا وصال کا قاتل کے امتحان سے ملا

ہمارے دلمین جو اک جذب عشق آیا ہے
گیا ہی جو اودہر اوس نالہ نہان سی مل آ

پڑا جو تیر کسی کا شگاف تہا پہلو
مین آج کہو کے دل اپنے مہمان سے ملا

جہلے وہ دیکھ رہے تہے کہ آہ کی ہمنے
ہمارے تیر کو دیکھو عجب کمان سے ملا

جب آدہی رہ گئے صدمونسے ہم تو وہ آیا
ملا بہی یار تو کیا آکے نیمجان سے ملا

بخیل کہتا ہی کون اسکو رنج ہجر سہی
کبہی ملا بہی ہمین کچہ تو آسمان سے ملا

اوٹھا جو درد مرے دلمین ہو گیا مین خم
کمان جہک کے مین آج اپنے مہمان سی ملا

جو بیقراری و شوخی ہے یار کی ہمیشہ
تو اے فلک اوسی میرے دل تپان سے ملا

گلون کے عشق مین ایسا ہوا مین کاہید
صبا نے ڈہونڈہا تو بلبل کے آشیان سی ملا

کمال عشق مین کیا کیا نہ کچہ ہوئی تعظیم
کہ اوٹھکے درد جگر تیرے ناتوان سی ملا

کچہ ہمین فیض ہے مونس کا کچہ ہی فیض جلال
وگرنہ یاس کمال آپکو کہان سے ملا

رونے سے غبار اسکا نکلجائے تو اچھا
یونہین دل بیمار بہلجائے تو اچھا

میرے دل داغی سے یہ ہوتا ہے مقابل
بجھکر کسی محفل سے کنول جائے تو اچھا

کیون ملگیا اوس شوخ کی انگیا کا مسالا
ہان اسکے عوض دل مرا ملجائے تو اچھا

کیا طفل سرشک نگہ مین ہے آنکہ سے گرکر
اوس شوخ کی دامن مین مچلجائے تو اچھا

وہ غیر کے پہلو مین ہون مین بھی تڑپ لون
اس سے جو مری جان نکلجائے تو اچھا

مین بوسہ طلب کرتا ہون پھر چاہے نہ دینا
اچھا جو ترے منہ سے نکلجائے تو اچھا

کیا بخل ہے عاشق کو ہو وصل میسر
سار اترا جو بن یونہین ڈھلجائے تو اچھا

روٹھی ہوئی عاشق کو مناتے جو نہین تم
لینے کو اوسے پیک اجل جائے تو اچھا

سلگاتے ہین ہر روز مرے دلکو وہ ناحق
ای کاش یہ اکدن کہین جلجائے تو اچھا

بولے شب وعدہ جو پڑی چاندنی ادہر
میلی ہے یہ پوشاک بدلجائے تو اچھا

بوسہ لیا ابرو کا تو حاضر ہے گلا بھی
بل آپ کی تیوری کا نکلجائے تو اچھا

مین آہ کرون تیغ نگہ کا وہ ادہر وار
اکدن یونہین لیمین جو چلجائے تو اچھا

جادو کیطرح ہے مری آہون کا ہر اک تیر
رہجائے تو پر عکس ہے چلجائے تو اچھا

کچہ ایسے اشارے ہون کہ دیگا لیان وہ شوخ
حسرت یونہین کچہ دلکی نکلجائے تو اچھا

بس پاس نہ کر ضبط دکہا آہ کی تاثیر
کچہ رنگ زمانے کا بدلجائے تو اچھا

زرا نہین بھی پتا اسے سحاب دیتا جا
یہ گریہ کسلیے ہے جواب دیتا جا

پکارتا ہے تجھے دل جواب دیتا جا
اسی کو ساتھہ لیے یا صبر و تاب دیتا جا

جنون تو دیکھیے کہتا ہون پڑی مین خط شوق
نہین سے نامے کا قاصد جواب دیتا جا

چلا ہے منہ کو چھپا کر جو چھیڑنے سے مرے
تو کوئی گالی ہی او بے حجاب دیتا جا

اسی سے جانینگے زندہ تری فراق مین لوگ
نہ لیتا جا دل پر اضطراب دیتا جا

چلا ہے پاس سے اوٹھکر تو بیقرار سہی
تو اپنے منہ سے مجھے کچہ خطاب دیتا جا

دل ایک دیکے کئی بوسے مین جو لیکے چلا
تو سکر کے وہ بولے حساب دیتا جا

یہ مجھسے کہتا ہے گردون نمود کچہ کر
نشان اپنا مثال حباب دیتا جا

پھری ہے مجھسے نگہ یار کی تو مدت سے
فلک زمانے کو کچہ انقلاب دیتا جا

تری بچھڑنے سے پژمردہ ہوگیا مرا دل
ذرا تسلی اسے اے شباب دیتا جا

ہر ایک اشک سے کہتا ہون یاد خونین یہ
کہنچا ہے دلسے تو بوئے گلاب دیتا جا

پلایا خونِ جگر میرے بدلے جو اسے غم
گزک کو طائر دل کی کباب دیتا جا

گلے لگا لے چلا ہے جو چھوڑ کر بیتاب
یہی خوشی ہے تو اور اضطراب دیتا جا

بہک سکے کہتا ہون زاہد سے جوشِ مستی مین
کہان چلا ہے ساقی شراب دیتا جا

پکارتی ہین تجھے شوقِ قتل مین عاشق
زبان تیغ سے قاتل جواب دیتا جا

تری فراق مین شاید اسی سے جی بہلے
لیے تسلی دل اضطراب دیتا جا

جو ہمسری کا ہے مجسے خیال اے حاسد
تو کچھ سخن کا بھی میری جواب دیتا جا

لحد مین یاس نکیرین نے کہا ہے تجھے
ہمین جواب تو اسے ناصواب دیتا جا

نالے اثر جذب نہ دکھلائینگے پھر کیا
منہ چیرہ کی مرہو دلسے اوتر جائینگے پھر کیا

اوس مہر کی طرح نہ اب آئینگے پھر کیا
وہ ہجر مین انکے مجھے تڑپائینگے پھر کیا

غم دلمین ہمارے نہ رہے گا تو ستم ہے
اپنی تو غذا ہی یہی ہم کھائینگے پھر کیا

اکبار تو سنکر مرا احوال نہ بولے
اکی جو کہونگا تو وہ فرمائینگے پھر کیا

تیرے رخ رنگین سے تو شرمندہ ہوئی آج
گل وقتِ سحر باغ مین اترائینگے پھر کیا

اوس بار اوان زاہدون نے شام ہی سے دی
ہے وصل کی شب آج یہ جلائینگے پھر کیا

پہلے جو نہ سمجھے وہ تھا سن کا تقاضا
دل لیکے وہ عاشق سے مکر جائینگے پھر کیا

ہم جان کے عاشق ہوئے کیون دی ہین ناصح
سمجھا ہو جو خود یہ اوسے سمجھائینگے پھر کیا

دلمین تو کسی کے کبھی پڑتی نہین تاثیر
افلاک مری آہ سے تھرائینگے پھر کیا

بیباک ہین دل لینے مین جو حد سے زیادہ
عشاق سے وہ وصل مین شرمائینگے پھر کیا

دل کھو کے تو برسون سے ترے ڈھونڈھ رہے ہین
گر ہوش ہی جاتے رہے تو پائینگے پھر کیا

ہین اور ہی عالم مین جو ہین مستِ مے عشق
بیخود جو ہوئے آپ مین وہ آئینگے پھر کیا

جب اوٹھکے وہ ہین در کے مانند رہونگا
وہ بزم سے اپنی مجھے اوٹھوائینگے پھر کیا

کیا فصل بہاری مین جنون ہوگا کسی کو
یاس اپنی [illegible] مین وہ دوڑ آئینگے پھر کیا

بیٹھا ہے تو اب عاشق مضطر نہ اوٹھیگا
جبتک کہ نہ تو وصل کا اقرار کریگا
تو غیر سے ہمبزم ہوئین آنکھوسی پکھوٹن
مرجاؤن نہ و نا گر کہین الفت مین تیری
فرقت کا اوٹھالونگا تری کوہ گرانبار
راحت سے بٹھادو گی جو پامال کو اپنے
ٹکراؤنگا سر مین در و دیوار سے اپنا
جبتک نہ جواب اسکو مرے خط کا وہ دینگے
در سے تری مجھ زار کا اوٹھنا تو بھلا کیا
انیو اثر ضعف سے ہی دعند ہ مجکو
جھنکار سی حیا گل کی جگا دینگے نہ گر وہ
بیٹھے گا تری بزم مین اے شوخ جو آکر
عاشق ہون کمر کا نہ بنا عاشق گیسو
دیوانی ترے اوٹھتی ہین جسطرح کہ گھر سے
اوسنے جو مجھے قتل کیا غم سے چھڑایا
بیٹھے ہوئ آواز سے کرتا ہون جو نالے

اسکا در محبوب سے بستر نہ اوٹھیگا
قدمون سے تری یار مرا سر نہ اوٹھیگا
بیجا ہی یہ نازاسے مرے دلبر نہ اوٹھیگا
بہاری ہی بہت مجسے یہ پتھر نہ اوٹھیگا
پر بات کا اغیار کی لنگر نہ اوٹھیگا
پھر حاشیہان فتنہ محشر نہ اوٹھیگا
زانو سے ترے عمر کا گر سر نہ اوٹھیگا
مجھ جا ہی جو بیٹھے وہ کبوتر نہ اوٹھیگا
سایہ بھی ترے کوچے سے گرکر نہ اوٹھیگا
اوسے بھی مری قتل پہ خنجر نہ اوٹھیگا
سوئیگا یونہین فتنہ محشر نہ اوٹھیگا
پھر دل کی طرح عاشق مضطر نہ اوٹھیگا
مجھ زار سے ای یار یہ کنکر نہ اوٹھیگا
اسطرح کبھی فتنہ محشر نہ اوٹھیگا
احسان سے قاتل کی مرا سر نہ اوٹھیگا
وہ کہتے ہین ہمسے تو ترا گھر نہ اوٹھیگا

احباب و عزیز آئے مجھے چھوڑ گئے یہان
بالین سے مرا آہ بستر نہ اوٹھیگا

یادِ گیسو مین جو کچہ بھی پیچ پہ پریشان نکلا
ہم یہ سنتے تھے کہ ہے عشق مین مجنون اوستاد
کون تھا جو مجھے کوچے مین ترے لیجاتا
دیکھکر خم ترے ابرو کا یہ شرمندہ ہوا
دیکھنا پردہ نشینون کی محبت کا اثر
نارِ دوزخ نے جلایا مجھے گو لاکھ برس
کیا اثر رکھتی ہے ساقی تیری کوچے کی ہوا

ساتھ ہی میرے جنون دست و گریبان نکلا
جاکے دیکھا تو وہ اک طفل دبستان نکلا
شوق ہی دل کا مری سلسلہ جنبان نکلا
کہ فلک پر مہ نو سر بگریبان نکلا
دلمین پنہان ہوا ایسا کہ نہ ارمان نکلا
ہون وہ میخوار کہ ترا سیہ بھی دامان نکلا
نکلا جو مست ادہر سی وہ غزلخوان نکلا

قبر کہودی جو کفن دوز نے مجہہ وحشی کی — دنگ یہہ ہو گئی جب لاشۂ عریان نکلا
دیکہنا دستِ جنون کی کوئی چالاکی کو — گر کچا پہٹنے سے دامن تو گریبان نکلا
حشر مین تہی ہی اعمال بہی میرے گویا — قبر سے ساتھ لیے حسرت و ارمان نکلا
مہِ نو دیکہ کے کہتا ہی وہ رشکِ خورشید — چاند بنکر مرے عاشق کا گریبان نکلا
آج کیا حال ہمارے دلِ مجروح کا ہی — نکلا جو تیر وہ انگشت بدندان نکلا
خال اوس گلکی زنخدان پہ جو دیکہا تنہا — دل پکارا کہ کنوین سے مہِ کنعان نکلا
یادِ گیسو مین جو کہینچی کوئی آہِ سوزان — منہ سے نکلا جو دہوان بہی پریشان نکلا
جوش کہا کر جو بڑہا دلکو مرے لے ڈوبا — قطرہ سمجہا تہا مین آنسو کو وہ طوفان نکلا
چڑہ کے چہاتی پہ کیا ذبح جو قاتل نے مجہے — دم نہین سینے سے نکلا مرا ارمان نکلا
لوگ چلائے کہ کہلتی ہے کتابِ الفت — یاس جب بزمِ سخن مین مرا دیوان نکلا

ردیف بائے تازی

لاؤ نہ دلکو ابروِ خمدار کے قریب — یہان آؤ یاس جاؤ نہ تلوار کے قریب
گیسو نہین یہ دیدۂ دلدار کے قریب — سنبل اوگا ہی نرگسِ بیمار کے قریب
عارض نہین یہ گیسوئے دلدار کے قریب — ہے صبح کا ظہور شبِ تار کے قریب
ہم مر گئے پہونچ کے درِ یار کے قریب — بلبل کو موت آ گئی گلزار کے قریب
تب جانین ہم کہ بخت ہمارا رسا ہوئے — تربت بنے جو یار کی دیوار کے قریب
تیرا ہی ہاتہہ رک گیا ملنے کو شوق مین — خود رکہدیا تہا سر تری تلوار کے قریب
صیاد گہات مین ہی تو گلچین ہی تاک مین — بلبل نہ آنہ آ ابہی گلزار کے قریب
برسائے ملنے اشک تو شرما کی ہٹ گیا — آیا نہ ابرِ چشمِ گہربار کے قریب
ہر شخص نقدِ جان سے خریدار ہو گیا — یوسف گیا جو مصر کی بازار کے قریب
طوفان اوٹہا لب نہ برس یکہ چشمِ تر — پانی پہونچ گیا سرِ کہسار کے قریب
بجلی گرے نہ داوسیہ تو گیا دور ہے کہو — آئی نہ برقِ آہ شبِ تار کے قریب
کیا شوق ہے کہ سننے کو بلبل کی داستان — خود گل نے کان رکہدیا منقار کے قریب

صیاد بوئے گل کی ہے بلبل کو آرزو
دو چار پھول پھینک دے منقار کے قریب

بلبل قفس مین ایسی ہوئی ناتوان کہ آج
نالہ پہونچ کے رہ گیا منقار کے قریب

ایسا نہو کہ چشم سیہ کو نظر لگے
جائین نہ آپ نرگس بیمار کے قریب

رکھیو نہ اپنی آنکھہ یہ نرگس کے پھول کو
بیمار کو نہ لائیے بیمار کے قریب

اندوہ و درد و حسرت و حرمان و رنج و یاس
سب کا ہجوم ہے ترے بیمار کے قریب

لازم ہے احتراز اسیرون کی آہ سے
صیاد جا نہ مرغ گرفتار کے قریب

ابرو کی عشق مین مرا بچنا محال ہے
خنجر پہونچ گیا ہے دل زار کے قریب

اے یاس اب بہار پہ جوبن ہے یار کا
بوسہ نگو سنہ رکھو گل رخسار کے قریب

میری سر پہ نہ بلا زلف کی لاؤ صاحب
اپنی عاشق کو نہ دیوانہ بناؤ صاحب

وہ بہی عاشق ہی جو نالان اوسی پاؤ صاحب
ٹہہونکین تو نہ بلبل کو اوڑاؤ صاحب

دیکہو بدنام نہو جاؤ یہ وہ ڈر کا ہی مجہے
اپنی پہلو مین نہ غیرون کو بٹھاؤ صاحب

باغ مین جا کے دکہا کر رخ رنگین اپنا
چہرۂ گل کا ذرا رنگ اوڑاؤ صاحب

شمع رو تم ہو تو عشاق کے دلسوز رہو
مثل پروانہ نہ ان سبکو جلاؤ صاحب

شوخی چشم پہ ہے ناز بہت نرگس کو
مست آنکہین ذرا گلشن مین دکہاؤ صاحب

چشم خورشید جہپک جائی ابہی گردون پر
تم جو اپنا رخ پر نور دکہاؤ صاحب

قتل کرتے ہو تو پہر کیون ہی شکن ابرو پر
ترچہی تلوار نہ عاشق کو لگاؤ صاحب

وہ حنا رنگ کہ ہو پنجۂ مرجان بہی خجل
خون عشاق کی مہندی جو لگاؤ صاحب

خلق مین تمکو بہی دعوی ہے مسیحائی کا
مر گیا ہون مجہے ٹہوکر سے جلاؤ صاحب

نقش جو رخ مین ہے اوسکا اوسی معلوم نہین
آئنہ ماہ منور کو دکہاؤ صاحب

جو کہ ہونا تہا ہوا خیر بس اب جانے دو
میری سر کی قسم آؤ ادہر آؤ صاحب

عود و عنبر ابہی گر جائین نظر سے سبکی
بو اگر گیسوی مشکین کی سنگہاؤ صاحب

خفگی اسپہ مری جان رہیگی کب تک
یاس بیتاب ہی پاس اپنے بلاؤ صاحب

ہو چکے تیر نگہ سی سیکڑون نخچیر اب
کہینچ او سفاک ابرو کی ذرا شمشیر اب

ضعف سے ای رشک لیلی پاؤں کی زنجیر اب
ملگئی تصویر مجنون سی مری تصویر اب

حسن ہرجائی ہوا کم ہوگئی توقیر اب
جا بجا کھنچنے لگی ای گل تری تصویر اب

دیکھ پایا روی روشن جو تمہارا بی نقاب
گرگئی سب کی نظر سے ماہ کی تنویر اب

سیل اشک ہجر جانان نے تو اسکو ڈہا دیا
خانۂ دل کی کہو کیونکر کرون تعمیر اب

ہرجگہ کہنچین شبیہین عاشق و معشوق کی
ہوگیا خامہ ہمارا خامۂ تصویر اب

بات بہی اہل سخن کی پوچھتا کوئی نہین
اسلیے خاموش ہین ہم صورت تصویر اب

یہانتک ہی جوش جنون ہم سیر گل دیکھینگے کیا
طوق گردن مین پڑیگا پاؤن مین زنجیر اب

فصل گل آئی ہی ہی صحرانوردی کی بہار
توڑا ای دست جنون پھر حلقۂ زنجیر اب

تہا جنون پہلی مجہی اب زلف کا سودا ہوا
ہوگیا تاریک کیسا خانۂ زنجیر اب

مرگیا آشفتگان زلف سے کوئی ضرور
ہی بپا زندان مین شور نالۂ زنجیر اب

وصل دیکہا تہا ہوا ہجر صنم انجام کار
دوستو ظاہر ہوئی اوس خواب کی تعبیر اب

کیا عجب ٹہرے نہ مضمون کوئی بندش مین اگر
حال ہوتا ہی دل بیتاب کا تحریر اب

آہ نکلی منہ سی یہان تک آئے دل بگڑے ہوئے
کی ہی میرے نالۂ شبگیر نے تاثیر اب

جوش ہی سودے کا سر بار گران ہی دوش پر
جلد کر قاتل ہماری قتل کی تدبیر اب

کاٹ سی ابروی قاتل کی نچیگی خاک جان
آگئی میری جگر تک کہنچکی یہ شمشیر اب

ای حسین سن سنکی تیری گفتگو خاموش ہین
بندھ ہین سارے فصیحون کی تقریر اب

جان بلب ہون ہجر جانان مین یہ عرصہ کیا ہے روز
ای اجل للہ آنے مین نکر تاخیر اب

داغی مجرم ہوا نے حکم بوسہ لے لیا
بخشدو تم اپنی صدقے مین مری تقصیر اب

وہان کہنچی ابرو یہان مژگان کی تہی دلکو وار پار
یاس توڑیگا جگر بہی اس کمانکا تیر اب

سندمین گھبرا رہا ہے یاس کا دل ان دنون
کربلا بلوائیے یا حضرت شبیر اب

سودا ہوا ہے جس کو وہ آئی بہار کب
پیراہن جنون نہوا تار تار کب

ہم تیری یاد مین نہوئے بیقرار کب
ای جانجہان رہا نہ ترا انتظار کب

فرقت مین یار کی نہ رہا اضطرار کب
ای یاس میرا دل نہوا بیقرار کب

مرجھائے پہول کہلتے ہی ثابت تہ یہ ہوا
کب آئی اور گذر گئی فصل بہار کب

کس روز اونکے چال پہ عاشق نہ پس گیا
لائی نہ حشر جان پہ رفتار یار کب

اوبھن ہی مجکو رہتی ہے سودائی زلفین
جائیگی یہ بلا مرے پروردگار کب

وہ سنگدل ہی ہمسے کدورت رہا کیا
آیا ہمارے شیشۂ دلمین غبار کب

کس روز اونکی یاد مین تڑپا کیا نہ مین
آنکھین نہ وا رہین مری ہی انتظار کب

تڑپا یا سوز ہجر نے سیماب کی طرح
ٹھرا فراق مین یہ دلِ بیقرار کب

ہر معرکے مین دل مرا ثابت قدم رہا
یہان سے فرار کر گئی فوج قرار کب

ہو جائینگے فرشتے ہی عاجز حساب مین
میرے گنہ کا ہوگا کسی سے شمار کب

عاشق تو بنہ جو ہوا دیوانہ ہوگیا
دل پر رہا کسی کا بھلا اختیار کب

کیا ڈر ہمین غلام ہین ہم بوتراب کے
اے یاس ہمپہ قبر مین ہوگا فشار کب

مجھسے رقیب الجھتے ہین ہر بار بے سبب
ہوگی تمہارے بزم مین تکرار بے سبب

قاتل کی میری مشق ستم ہے بڑھی ہوئی
ہر روز قتل ہوتے ہین دو چار بے سبب

تیغ نگاہ قہر سے محفل مین اوسکی قتل
دو چار با سبب ہوئے دو چار بے سبب

لینے تو آنکھ بھر کے ہی دیکھا نہین اسے
مجھسے کھنچا ہوا ہی خمدار بے سبب

عاشق نہین مین یار کی چشم سیاہ کا
کیون دل ہوا ہی عشق مین بیمار بے سبب

سب ہی یہ وجہ مدحتِ دندان یار کی
کب ہی ہماری طبع گہربار بے سبب

مین سبزۂ چمن نہین برگِ حنا نہین
پامال کرتی ہے تری رفتار بے سبب

اب بات کیا ہی گھر مرے آپ آچکے
ای یار اب ہی وصل سے انکار بے سبب

عاشق ہون زلف کا سودا نہین مجھکو
جاؤن خلیب سر کیون سے تا باری بے سبب

آیا نہین خیال ہی مژگان یار کا
دلمین مری کھٹکنے لگے خار بے سبب

اے یاس اسکی یار کو پروا نہین ذرا
شور فغان وآہ ہے ہر بار بے سبب

گر کبھی چھلکے صراحی تو پھر دم بھر شراب
جام بھر بھر کر پئیے واعظ سر منبر شراب

خون روتا ہون تری فرقت مین بیکر شراب
کرتی ہی کار دم خنجر مرے دل پر شراب

مرگیا مین ہجر مین پیتے ہی اک ساغر شراب
بنگئی میرے لیے آب دم خنجر شراب

یہ وصیت ہی جو مدت آئی مجھے ای میکشو
بدلی پانی کے چھڑکنا میری تربت پر شراب

گھر کیا ہی اسنے ہم مستونکی قلبِ صفا ہین
دیکھنا شیشے مین اوتری ہی پری بنکر شراب

فصل گل ہی شیشۂ و ساغر یہ کیا ہی دیر ہی
دل نہ کیون مائل ہون امروز دن ہی جوش پر شراب

چال آفت ہی قیامت ہی کسی بد مست کی
دیکھنا برپا نہ کر دی فتنۂ محشر شراب

میکشون کو دختِ رز کی تاک رہتی ہی مدام
چھوٹتی ہی دیکھیے مستونسے اب کیونکر شراب

آج ہمکو منع کرتا ہے مگر اے میکشو
ایکدن واعظ پئیگا خود سرِ منبر شراب

رنگ ہو جاتا ہی دونا جو پیتا ہے وہ گل
سرخ کر دیتی ہی چہرہ یار کا احمر شراب

دور مین ہفت آسمان کی یہ ملا سامانِ عیش
ابر مطرب یار ساقی فصل گل ساغر شراب

یادِ چشم مست مجکو خون رُلاتی ہے مدام
فرقتِ ساقی مین غم کھاتا ہون مین پیکر شراب

ہجرِ ساقی مین جو مَی پیتا ہون بن جاتی ہے زہر
رنگ چہرے کا مری کر دیتی ہی اخضر شراب

کاگ بوتل کا کوئی دم مین اوڑیگا میکشو
دیکھنا اسکو لگایا چاہتی ہے پر شراب

چشم میگون کے تصور مین مجھے کانٹا لگا
سچ ہے یہ میخوار کو کر دیتی ہی لاغر شراب

ساقیا کیا پوچھتا ہی ہم وہین کے مست ہین
جس جگہ جاتے ہی سرکہ بنگئی اکثر شراب

اپنے مولا سی کہونگا حشر مین ای یاس مین
دیجئے جو کہی مجھے یا ساقی کوثر شراب

عشق مین مٹجائیگا اکدن نشانِ عندلیب
آتش گل پھونک دیگی آشیانِ عندلیب

خیر سے گذرے اگر فصل بہار اب کے برس
چھاؤن پھولونسے چمن مین آشیانِ عندلیب

بے ثباتی چمن کا ہے یہ شبنم کو الم
رات بھر روتی ہی سُن سنکر فغانِ عندلیب

نالے کرتی ہی جو یہ صیاد خوش ہوتا ہے کیا
رنگ نغمونکا دکھاتی ہی فغانِ عندلیب

گریہ مین گل توڑنے پر دیگی دشنام روز
کھینچ لیگا باغبان اکدن زبانِ عندلیب

رنجِ عاشق باعثِ خوشنودیِ معشوق ہی
گل کھلے جاتے ہین سُن سنکر فغانِ عندلیب

رات بھر مین گل کھلے جتنے وہ توڑے صبحکو
باغبان نے اسکے لوٹا کاروانِ عندلیب

سنکے فصل گل کا غل آئے ہین مرغانِ چمن
تہنیت کو جمع ہین سب دوستانِ عندلیب

لطف اہلِ دل کو اوٹھے گا کلامِ یاس کا
جو کہ عاشق ہین وہی ہین قدر دانِ عندلیب

ردیف بای فارسی

کیا شگفتہ ہوں جو آجاوے وہ یار ایسے آپ
میری ویرانی میں پیدا ہو بہار ایسے آپ

میری غربت اسے یاد آتی ہے یا تنہائی
بے سبب روتی نہیں شمع مزار ایسے آپ

خواب میں بھی نہ آیا نہیں تو کسی کا خیال
سرخ کیوں ہو گئے ہو اوس گل کے عذار ایسے آپ

تیر مژگاں نکلے دکھاؤ نہ کمان ابرو کی
طائر دل ہی جاتے ہیں شکار ایسے آپ

جب خیال آیا کبھی یار کی مژگان کا مجھے
دل نازک میں کھٹکنے لگے خار ایسے آپ

یار کا وصل تصور میں اگر ممکن ہو
دل اوٹھائی مزۂ بوس و کنار ایسے آپ

نہیں معلوم یہ کس بات کا سودا ہے مجھے
کہ چلا ہوں طرف کوچۂ یار ایسے آپ

بعد مرنے کے بھی جائیگا نہ سودے کا اثر
صاف شق ہوگا مرا سنگ مزار ایسے آپ

یا جگر جلتا ہے یا آگ لگی ہے دل میں
نہیں اوٹھتی مرے سینے سے شرار ایسے آپ

یار کو دیکھ لیا اسنے تصور میں ضرور
آگیا جو دل نالاں کو قرار ایسے آپ

باغ میں کونسا گل سیر کو آ نکلا ہے
روئے گل سے جو اوڑا رنگ بہار ایسے آپ

وہ لگے جلنے مری کی ہے یہ سوزش پیدا
جل اوٹھا جسم مرا مثل چنار ایسے آپ

کیا یہ اندھیر ہوا آئی بلا کیا اسیر ہو
بجھ گیا ہے جو چراغ دل زار ایسے آپ

خاک ہو کے یہ بھی چھوٹی نہ بیابان گردی
دوڑتا پھرتا ہے مجنون کا غبار ایسے آپ

دیکھنا یاس علی آئے لحد میں شاید
یک بیک ہوگیا روشن جو مزار ایسے آپ

ردیف تای فوقانی

لکھ رہا ہوں صفت زلف صنم آجکی رات
مشک کاغذ پہ چھڑکتا ہے قلم آجکی رات

آج تو آئے کئی روز کے بعد آپ یہاں
گل کے آئینگی بھی لونگا میں قسم آجکی رات

زلف کا ہے جو خیال اور ہی سودا ہے مجھے
فرقت یار میں کرتی ہے ستم آجکی رات

کیا ہی تڑپا ہوں جدائی میں تمہاری صاحب
کچھ نہ پوچھو جو اوٹھائی ہیں ستم آجکی رات

شب مہتاب جو وہ حور لقا آیا ہے
باغ ہے رشک گلستان ارم آج کی رات

کیا اوٹھائی ہیں مزے وصل صنم کے دل نے
صبح تک یار سے لپٹے رہے ہم آجکی رات

وسیان آیا مجھی ابروئے پرخم کا ترے
ذکر آیا جو تری نیند بھری آنکھوں کا
وقت یار میں جو دہیں سب پاس مرے
باغ و دلدار و تہہ و مطرب و ساقی و شراب
زلف کے ذکر میں ہیان آیا کمر کا اوسکی
یار کے آتے ہی ظاہر ہوئے آثار سحر

ہو گئی حق میں مرے تیغ دو دم آ چکی رات
گل نرگس بھی ہوا شرم سے خم آ چکی رات
ہمدم وہم درد و تب ہجر والم آ چکی رات
نشہ عشرت میں ہے یہ سامان بہم آ چکی رات
لیچلی ہمکو سو یا ملک عدم آ چکی رات
ہو گئی برق کی چشمک سے بھی کم آ چکی رات

دیکھ لینا کہ سحر تک نہ اوٹھینگے اوس پاس
یار کے پاس اگر سوئینگے ہم آ چکی رات

یہی حسرت کہ دیکھوں ہر سحر پاس ہی دو دوست
شام آفت زلف ہے صبح قیامت روئے دوست
دیکھنے کا شوق اسکو اسکو شوق کوئے دوست
خوابوں میں اکثر کیا کرتا ہوں میں سیر ارم
ہے عناصر میں ہوا اسکا پانی شریک
اونکی زلفوں کی درازی سے کھلا سارا یہ حال
وصل کی شب یار کی گردن میں باہیں مری
مست ہونا چاہیئے ایسا شراب عشق سے
بلبلوں سی یار کی آواز سن لیتے ہیں ہم
یار کی چشم فسونگر سے یہ دل مارا پڑا
دیکھتا رہتا ہوں اوس لیلی ادا کا میں مزاج
شرم سے ہو جاتی کا سید ہ مہر نو جسے رخ پر
بزم میں آونگی نہ آتا گر رقیب رو سیاہ
یہ بھی رنگین پیرہن اوترا ہوا ہے یار کا
پردہ رہنے دو ہی دلدار کا خواہاں ہوں
کیا کدورت تھی چلا اڑ کے گرد نیر مری
حفظ نہیں ہے کتابی پریہ ہے قرآن حسن

شام سے پیش نظر ہوں رات بھر گیسوئے دوست
مطلع خورشید محشر مطلع ابروئے دوست
دیدہ و دل میں مرے چھپکے ہیں سوتے روئے دوست
دل کو رہتا ہے مرے ہر دم خیال روئے دوست
دل مرا کیونکر نہ ہوتا کشتہ ابروئے دوست
پیچ میں لائے ہیں شانہ پکڑ کے گیسوئے دوست
تک نہ مرے ہوا کی تا سحر بازوئے دوست
آنکھ ڈالی جائے دشمن نہ دیکھے سوئے دوست
یاسمین ہر گل سے آجاتی ہے ہمکو بوئے دوست
تیغ کے مانند پھر چلا لیا جادوئے دوست
اور دیوانوں میں ہو نہیں عاشق دلجوئے دوست
منفعل ہو تیغ گر دیکھے خم ابروئے دوست
چھوڑتا خالی نہ دم بھر میں کبھی پہلوئے دوست
بار ہا آئی قبائے گل سے ہمکو بوئے دوست
صورت موسیٰ غش آئیگا جو دیکھا سوئے دوست
خنجر ان میں بھی پائی اس سر خوئے دوست
تہ بسم اللہ ہے یہ مطلع ابروئے دوست

کیا بلا آئی شبِ فرقت کی میری جان پر
ہر گھڑی ہین خیالِ یار رہتا ہے مکین
وصلکی شب یار سے یہ صبح تک لپٹا رہا
کچھ نہین کہلتا کہ یہ کیسی کشش ہے ای خدا
چشمِ قہر آلود سے اوسکی تہ و بالا ہے دل
نقش کا آنا تہا کہ جاگی بختِ خوابیدہ مگر
دیکھکر چشمِ فسونگر مجکو صحت ہو گئی
پاؤن تک پہونچی ہے بڑہکر یار کی زلفِ دراز
جامۂ وحشت مین ہم پہولے سمانے کے نہین

سانپ بن بنکر ڈراتی ہین مجھے گیسوئی دوست
خانۂ دلپر ہماری ہو گیا قابوئی دوست
بسگئی ہے یہ اہین خاک کی مین میرے بوئی دوست
دل کہنچا جاتا ہے سینے سے ہمارا سوئی دوست
شیر بن بنکر ڈراتا ہے مجھے آہوئی دوست
زیرِ سر مین دیکھتا ہون تکیۂ زانوئی دوست
بنگیا اعجاز میرے واسطے زانوئی دوست
دیکھنا طولِ قیامت بنگیا گیسوئی دوست
خاک اوڑنے کو اگر ملجای ہمکو کوئی دوست

یاس برسو لسے لگی ہے کربلا کی دہن مجھے
ایک مدت سے ہے اس سر مین ہوای کوئی دوست

پاس آیا جو وہ رشکِ قمر ساری رات
جاگ کر سوتی ہے فرقت مین بسر ساری رات
جشن مین عیش مین اپنے گی بسر ساری رات
بول اوٹھے نہ کوئی مرغِ سحر و صلکت مین
چھاگئی غم کی گھٹا دلپہ تو برسا کیے اشک
کبھی رویا کبھی تڑپا مین تری فرقت مین
کو بکو زلف کے سودے مین رہا سارے دن
ہوگئی صبح اور آئی نہ سواری اونکی
گل نظر آتے ہین ہر صبح مجھے مالامال
ہجر کی رات کو آئی نہ مجھے نیند اک دم
دل کہلا جب سے وہ مضمون نہ کوئی ہاتھ آیا
وای حسرت ہوئی آکے نہین آخر شبِ وصل
جلوہ گر ہو نہ کسی شب جو مرا رشکِ قمر
صبح تک ختم نہو قصۂ گیسوے دراز

فوق رہا رنگ مرا مثلِ سحر ساری رات
تارے گنتا ہو نہین ای رشکِ قمر ساری رات
آج مہمان ہے وہ رشکِ قمر ساری رات
میرے دلکو یہ رہا خوف و خطر ساری رات
ہوئی خشک مری دیدۂ تر ساری رات
کیا بتاؤن ہوئی کسطرح بسر ساری رات
تھک کے بیٹھا تو ہوا خود مرا سر ساری رات
آمد آمد کی سنی ہمنے خبر ساری رات
باغ مین کون لٹاتا ہے یہ زر ساری رات
کروٹین لی ہین ادہر اور اودہر ساری رات
گو مین باندہا کیا مضمون کمر ساری رات
نہین معلوم گئی آکے کدہر ساری رات
ظلمتِ گور دکہائی مجھے گھر ساری رات
شام سے بیٹھ کے لکھون میں اگر ساری رات

اج ہے وصل کی شب شور مچا سارے دن
رہیو خاموش پرای مرغ سحر ساری رات

تم کہان تھی کہ مین تڑپا کیا بسمل کی طرح
کسی پہلو نہ تہما درد جگر ساری رات

یاد آئی کسی مہرو کی جو کوٹھی کی سے مجھے
در و دیوار سی پٹکا کیا سر ساری رات

نقش حیرت تہا مجھے نیند بہلا کیا آتی تھا
تیری تصویر رہی پیش نظر ساری رات

جلوہ حسن خداداد صنم سے شب وصل
برج مہتاب رہا یاس کا گھر ساری رات

نکلے تھے دلمین جو ارمان خدا کی قدرت
ہوگیا وصل کا سامان خدا کی قدرت

ہی تعجب کہ جو ممنون وفاداری ہے
مانے وہ بت مرا احسان خدا کی قدرت

ہر جگہ شعر و نہین کھینچی ہے بتون کی تصویر
ہی سراپا مرا دیوان خدا کی قدرت

ضعف سی ہاتھ نہ اوٹھتا تھا مرا ستودین
ہوگیا چاک گریبان خدا کی قدرت

ہر جگہ نور کا جلوہ نظر آئی اوس سے
جو بنی خاک سے انسان خدا کی قدرت

میری نسبت مین وہ سنتی نہین ہم گویونکی
کچھ او نہین ہوگئے بے کان خدا کی قدرت

الفت چشم سی رم کی دل وحشی نے مرے
جانور ہوگیا انسان خدا کی قدرت

سخت جانی سی نہ تھی ہجر مین مرنیکی امید
دم نکلنے کا ہی سامان خدا کی قدرت

بے اجازت تری یاس اور تو آئین جائین
ہمکو روکے ترا دربان خدا کی قدرت

دیکھکر باہم یہ ہم عشق ہوئی موسی کی طرح
ای صنم آپ کی ہی شان خدا کی قدرت

رخ جانان سے مقابل جو ہوا آئینہ
ہوگیا دیکھ کے حیران خدا کی قدرت

کسنے قاتل کیا قاتل کو مرے قتل پہ یاس
خود بخود ہے وہ پشیمان خدا کی قدرت

لوگ سب تکتے ہین اوس رشک چمن کی صورت
بزم آراستہ ہے آج دولہن کی صورت

دیکھ لی ہنسی جو اوس غنچہ دہن کی صورت
دل شگفتہ ہوا گلہای چمن کی صورت

چشم جانان مین جو وحشت ہی ہرن کی صورت
رخ پہ گیسو بھی ہین سمجھو رسن کی صورت

آنکھ کھلتے ہی ہوا بند قفس مین افسوس
مین وہ بلبل ہون کہ دیکھی نہ چمن کی صورت

عشق اک بت کا ہو حضرت ناصح کو بھی
دیکھنا ہوگئی کیا مشفق من کی صورت

اتنی مدت ہوئی صحرای جنون مین آئی
کہ مجھے یاد نہین اہل وطن کی صورت

اتنی امید نہیں گردش گردون سی مجھے
کہ نکل آئے مری گور و کفن کی صورت

دشت غربت کو سمجھتا ہون لحد سود میں
چاک کرتا ہون گریبان کفن کی صورت

جوش خون زخم جگر سی جو ہوا ہی پس مرگ
صورت گل نظر آتی ہے کفن کی صورت

رنج بڑھتا ہی یاد آتی ہین اگلی باتین
دیکھتا ہون مین جو اوس عہد شکن کی صورت

اندنون باغ جنون مین بھی بہار آئی ہی
داغ دکھلے مری زنجیر مین چمن کی صورت

یار کی چشم سیہ یاد مجھے آتی ہے +
دیکھتا ہون مین جو صحرا مین ہرن کی صورت

ای حسین کیا مہ کنعان پہ کنوین مین گذری
دیکھ لی تھی جو تری چاہ ذقن کی صورت

آگئی ہی فصل خزان رنگ اوڑا ہی گل کا
متغیر ہوئی مرغان چمن کی صورت

لائے خوشبو جو تری زلف معنبر کی صبا
شہر سارا ابھی بسجائے ختن کی صورت

قیس و وامق کی طرح مجکو بھی برباد کیا
تو بنو ہی وہی اس چرخ کہن کی صورت

سر زانو ہے کبھی سر تو خموشی ہے کبھی
ہے دم نظم یہ ارباب سخن کی صورت

گریار کا ملتا جو نہین مجکو نشان ہے
تنگ رہتا ہون مین ای یاس دہن کی صورت

ردیف تاے ہندی

یہ روئے ہم کہ گئے دیدہ پر آب اولٹ
زمان ہجر کو ای دور انقلاب اولٹ

کہین نہ حسرت دیدار دلمین رہ جائے
جہانسے جاتا ہی عاشق ذرا نقاب اولٹ

جلا ای عشق قمرہ دلکو دونون جانب سی
مزا بھی ہی جو یون سیخ پر کباب اولٹ

عوض گنہ کے ملی حشر مین ثواب مجھے
گیا تمام مرا دفتر حساب اولٹ

قریب آگئی پیری یہ وقت توبہ ہے
اب اپنی پیر دیکھو ای عالم شباب اولٹ

بڑہا نہ جوش جنون وحشیو نکا اے گیسو
ہمارے دلکو نہ تو کہا کے پیچ و تاب اولٹ

ہر ایک ہو نشہ مین یہ چور کچھ خبر نہ رہے
اب اپنی دور کو ای ساغر شراب اولٹ

جہان ہی آنکھو نمین تاریک بے تری دیکھے
نقاب چہرے سے ای رشک آفتاب اولٹ

مین رو دیا ہجر مین ایسا کہ چھپ گئی پتلی
بڑہی جو سیل گئے ساغر حباب اولٹ

بنا دے رند کی صورت پر آج زاہد کو
سپید ریش کو اسطرح ای خضاب اولٹ

جو سحر مین نہ اوٹھا پھر اوٹھیگا کب طوفان
جہان کو آج تو اے دیدۂ پرآب الٹ

نقاب یار نے شاید کبھی اوٹھائی تھی
جو اوس طرف کو گیا یار رو تو آفتاب الٹ

حسین یاس کے دلکو بہت دکھاتی ہین
الٰہی اتنو یہ سب عالم خراب الٹ

ردیف ثای مثلثہ

ہماری لیست ہے باقی شراب کے باعث
یہ روشنی ہے فقط آفتاب کے باعث

نہ کھلتا راز جو ناصح نہ مجکو سمجھاتے
ہوا مین خلق مین رسوا احباب کے باعث

کسیکے رنج سے مطلب نہ کام راحت سے
وہ بحر ہین جہان سے شتاب کے باعث

تم آئے سامنے عاشق مگر رہے محروم
ہوئی نہ دید میسر نقاب کے باعث

شب وصال بھی زانو پہ سر رہا اوسکا
اوٹھائی آنکھ نہ اوسنے حجاب کے باعث

تلاش یار مین دل سے پھر رہا ہے مجھے
تباہ ہون اسی خانہ خراب کے باعث

یہ سچ ہے عالم فانی ہے عالم اسباب
ثبات رہتا ہے کچھ دن شباب کے باعث

جگر کے داغ ہین شاداب اشک حسرت سے
ہر ایک کشت ہری ہے سحاب کے باعث

دہن کا راز کھلے ہمپہ وصل مین کیونکر
وہ بولتے نہین شرم و حجاب کے باعث

سوال وصل پہ کیون لکھدیا فراق کا لفظ
کھلے نہ ہمپہ ترے اس جواب کے باعث

فراق یار مین یہ رات دن تڑپتا ہے
قرار دلکو نہین اضطراب کے باعث

عجب طرح کی کشاکش مین یاس کا دل ہے
تمھارے زلف کے اس پیچ و تاب کے باعث

ردیف جیم عربی

دیکھتے ہین جسطرف کچھ ہے ہوای یار کج
ہر نگاہ ناز ہے ہمراہ ابروئے خمدار کج

تیری اس ترچھی نگہ سے ہوچکا مجروح دل
کیا اوڑیگا پھر نشانہ جب ہو تیر اے یار کج

کج روی اپنی ابھی سب بھول جائے آسمان
دیکھ لے اوس فتنہ گر کی گر کبھی رفتار کج

تیر مژگان صف بصف جسدم سپاہ سب کو چلے
آٹھ دس سیدھے لگے تو پڑ گئے دو چار کج

رستم و سہراب کے بھی ہوش اوڑ جائین ابھی
ابر مین ہی مہ یا لبے ہین ہر ماہِ تمام
وضع یہ اوس قاتل عالم نے کی ہی اختیار
عاشقون کو خاک مین اکدن ملائیگی ضرور

خون سی تھرائین گر دیکھین کلاہ یار کج
کیا بھلی لگتی ہی تیری جبہہ زلف ای یار کج
ہاتھہ مین تلوار ہی اور سر پہ ہی دستار کج
ایکی بانکی ادا ترچھی نگہ رفتار کج

دیکھو بچا ہے آجکل قاتل کی ہی ترچھی نظر
پاس پڑ جائے کہین تمپر نہ یہ تلوار کج

برسون ہوئی کہ دل ہی مرا مبتلائے رنج
عشق بتان مین کچھہ بھی نپایا سوائے رنج
غم دوست ہین خوشی مین بھی ماتم کی ہی ہوس
صدمے سہی ہین الفتِ گیسوئی یار مین
ای یار لب ہوئی نہ شکایت سے آشنا
زردی گلو نپہ نالہ بلبل مین درد ہے
پتھر بھی ہو گداز اگر آہ مین کرون
نالا ہنسی مین ہمنے جو نگیرا وہ دلربا

آغازِ عشق یار سے ہی ابتدائے رنج
سہتا ہون رات دن مین برابر جفائے رنج
سر مین ہماری بھر گئی ایسی ہوائے رنج
گھیری ہوئی ہی دلکو ہمارے بلائے رنج
ہمنے تمہاری ہاتھہ سے کیا کیا نپائے رنج
باغ جہان مین ایسی بندہی ہی ہوائے رنج
روئے وہ بت بیان جو کرون ماجرائے رنج
الفت کا یہ مزا ہے کہ آفی نہ پائے رنج

دنیا کی آفتون کا اسی جا مقام ہے
دل بنگیا ہی پاس ہمارا سرائے رنج

ردیف جیم فارسی

ہی عدم تک صدمے سی مجھ زار کی مشکل پہونچ
ہر گھڑی بیتابیِ دل کا تقاضا ہی یہی
قبر تک ساتہ ہی بہجاوینگی اسمین شک نہین
جستجو مین تیری اکدم بھی نہین اسکو قرار
ہی یقین چہوٹے نہ دنیا حشر تک اسکا کبھی
آتشِ شوقِ شہادت بہر نہ بہڑکے قلب مین
ہے تصور تجکو تیرا تو نظر آتا نہین

دستگیری کیجیے لو اے خنجرِ قاتل پہونچ
مثلِ بسمل لوٹتا تا کوچۂ قاتل پہونچ
اکیدن اپنی بھی ہو جائیگی تا منزل پہونچ
قیس ہی بیتاب جلد ای صاحبِ محمل پہونچ
میری خون کی ہو اگر تا دامنِ قاتل پہونچ
آبِ خنجر کی جو ہو تا سینۂ بسمل پہونچ
منزلِ دل مین خدارا اے مہِ کامل پہونچ

بار پایا کیا آجکل عدو ون کو ہی جس بزم مین
سخت دل کیا آئی میری چشم طوفان خیز تک

ایکدن اپنی ہی ہان ہاتھ جا لگی ایدل پہونچ
کسطرح اس طفل کی ہو تا لب ساحل پہونچ

یاس مجکو ہجر نے ایسا کیا زار و نحیف
ہو گئی سینہ سے لب تک آہ کی مشکل پہونچ

ردیف حاء حطی

بہا گئی ہی اسکو شاید یار قاتل کیطرح
دل تپان ہی جو مری پہلو مین بسمل کیطرح

رات دکھلاتی ہی تیری گیسوؤنکی تیرگی
صبح کا تارا چمکتا ہی ترے تل کیطرح

کیون نہ مجنون کی طرح چہانون بیابانونکی خاک
بہا گئی ہی مجکو اک لیلی شمائل کی طرح

ہے بجی تلوار کی ایجاد اوس سفاک کا
تیغ بران مین بہی اوسنے اپنی شامل کیطرح

بے لیے اتنو نہین ہٹنے کے تیرے در سے ہم
ایک بوسے پر اڑے بیٹھے ہین سائل کیطرح

وصل کی شب بخت خوابیدہ مری جاگا کیے
رات بہر پہلو مین میرے وہ رہے دل کیطرح

چین سے گذرا نہ اکدن مجکو ہون وہ غم نصیب
سینہ سوزان مین میرے تم رہا دل کی طرح

ابر نے اس دیدہ گریان کا سیکھا ہی چلن
برق نے ساری اڑائی ہی مرے دل کی طرح

سختیان فرقت کی مجسے اب نہین اوٹہتین صنم
میرا دل پتہر نہین ہی آپکے سنگدل کیطرح

دوسرے کو جب مقابل اسمین دیکھا ہے کبھی
یار نے آئینہ توڑا ہی مرے دل کیطرح

یہ اثر اوس غیرت خورشید کی الفت کا ہے
داغ دل روشن ہین میرے ماہ کامل کیطرح

اس سے کڑیان زلف کی زنجیر کی اوٹہتی نہین
تیرا قیدی غل مچاتا ہے سلاسل کیطرح

عشق کے دریا مین تہلکا نہین ہے اسلیے
اسکی موجون سے کنارہ کش ہون ساحل کیطرح

ناتوان ہون بیقراری سے مگر دل کی صنم
تیرے در تک لوٹتا آیا ہون بسمل کیطرح

یاس کیسی ہی زمین ہو اوسمین کہتا ہون غزل
سہل ہے آگے مرے گو ہو وہ مشکل کی طرح

چاندنی مین دی ہمین جام شراب اچہی طرح
شکوہ ہو ساقی طلوع آفتاب اچہی طرح

دیکہکر ابروے کج کو اور تڑپینگے نہ ہیچ
ڈال لی چہرے پہ او قاتل نقاب اچہی طرح

نیکیان جتنی ہوئین اوتنے گنہ ہمسے ہوئی
دینگے ہم اعمال کا اپنے حساب اچہی طرح

مصحف رخسار جانان کی ثنا کی ہر مدام
یاد ہی بے شبہ ہمکو یہ کتاب اچھی طرح

رکھدی رخسار پر رخسار لپٹے خوب سا
وصل مین یہ بھی ہوئی وہ بے حجاب اچھی طرح

نزع مین ہون میری بالین پر نہ رو ہنسکر
چپ رہو آنیند واب عاشق کو خواب اچھی طرح

ابکی گر سامنا ہو جائیگا تجھسے یار مین
اشک سے ساقی بھری چشم پر آب اچھی طرح

گردش چشم فسونگر سے الٹ دونگا دہر کو
آج گردون کو دکھادون انقلاب اچھی طرح

کمسنی مین تو کیا کرتا ہے وہ محشر بپا
کیا قیامت ہوگی جب ہوگا شباب اچھی طرح

گالیان وہ دین تو بوسے مجھکو لینا چاہئے
دون سوال یار کا مین بھی جواب اچھی طرح

خود دیکھو اوسکی ہوا سے کر دیا اوسکو فنا
سر اوٹھائی بھی نہ پایا تھا حباب اچھی طرح

بعد مدت ملگیا جو کوچہ دلدار مین
مینے پوچھا او دل خانہ خراب اچھی طرح

پاس ابھی سے تو کلیجا پک گیا
آج مین اغیار کو دونگا جواب اچھی طرح

آپ ہی باہر ہے دل قابو مین لاؤن کسطرح
دیکھکر دلبر کو مچلا ہے مناؤن کسطرح

جا بسی جاؤن گھر کو جیسی جاؤن کسطرح
خود ہی اوٹھ جاؤن قدم لیسے اوٹھاؤن کسطرح

رتبہ معشوق عاشق ہوکے پاؤن کسطرح
جلوہ دیکر یار کو دلمین بساؤن کسطرح

اعتبار آئیگا اسکے مین بیان کیونکر کرون
دل جو کہتا ہے مرا انکو سناؤن کسطرح

نیم مردہ ہی سمجھے اوٹھتی لو کہتا ہی جو تو
پاؤن سوتے ہین مری انکو جگاؤن کسطرح

دیکھکر ہمراہ غیر وسکے کیونکر رشک ہو
نازبیجا آپ کے اسجان اوٹھاؤن کسطرح

آپسے باہر ہوئی کیون طفل اشک و تخت دل
گرگئی جب آنکھ سے انکو اوٹھاؤن کسطرح

بن پڑے گی کیا کام جب دل اپنا قابو مین نہین
یار کو جذب محبت مین دکھاؤن کسطرح

جب وہ خود عاشق کسی ہون تو پھر معلوم ہو
اپنے دلکا حال مین انکو دکھاؤن کسطرح

وصل کے وعدے پہ کہلا بھیجا ہے مجکو یار
پاؤن مین مہندی لگی ہے آج آؤن کسطرح

دیکھکر مجکو یہ کہتا ہے تیری مہندی کا چور
خوف بدنامی کا ہے دلکو چھپاؤن کسطرح

راہ مین تیری ملی جان تک نہین مجکو عزیز
صبر کی دولت کو لیکن مین لٹاؤن کسطرح

شوق کا دلکے تقاضا ہے کہ چلیے سوئے یار
ضعف کہتا ہے قدم آگے بڑھاؤن کسطرح

یار کہتا ہے تیری دلکا جو کرتا ہو نہین پاس
گھر خدا کا اسکو کہتے ہین جلاؤن کسطرح

دیکھکر تربت کو عاشق کی یہ کہتا ہی وہ شوخ
پھول کی بدلی اکھڑا تیوری چڑھی پاؤن کسطرح

چاہتی ہین نالی فرقت مین جگائین رشک حشر
ضبط کہتا ہی کہ مین فتنہ اوٹھاؤن کسطرح

ظلم پر اوس شوخ کے بیشک کرونگا صبر مین
رشک کو اپنی حال بیتاب کو سناؤن کسطرح

یار کو دیکھا تو پھر لیکا پڑے گا دید کا
منت کا یہ روگ انکو لگاؤن کسطرح

نبھہ نہین سکتی عداوت ہو کہ الفت ایکسی
وہ گھٹاتی ہین محبت مین بڑھاؤن کسطرح

وصل پر گستاخ ہون کیونکہ پاس عشق ہی
سو رہی ہین چین سے اونکو جگاؤن کسطرح

منع کرتی ہین تو منہ سے اب نہ لونگا اونکا نام
نقش ہی دلپر ترا اسکو مٹاؤن کسطرح

اوس پری کا جلوہ کہتا ہی یہی عشاق سے
دل تمہارا تنگ شیشہ ہی سماؤن کسطرح

دلمین ہی تیرا تصور سامنے لاتا نہین
رشک کہتا ہی کہ آنکھون کو دکھاؤن کسطرح

دل ہوا تھا راہبر وہ چھٹ گیا رستے مین پاس
مین پتا اوس شوخ کے کوچے کا پاؤن کسطرح

ردیف خاء معجمہ

پہنتا ہے وہ قاتل پیرہن سرخ
مجھے بھی دوستو دینا کفن سرخ

شفق سے ہے جو یہ چرخ کہن سرخ
رنگا ہے کسکے خونمین پیرہن سرخ

یہ غصہ کسلیے ہے بتلا تو مجھکو
ترا چہرہ ہے کیون اے گلبدن سرخ

سر میدان جو اپنے خونمین لوٹا
ترے کشتے نے پایا پیرہن سرخ

مرا سینہ کیا داغون نے رنگین
ہجوم لالہ سے ہے یہ چمن سرخ

نہین دانتون پہ تیرے سرخی پان
نظر آنے لگے دُرِّ عدن سرخ

کہینگی بزم مین پروانون کو قتل
پہن جامہ تو اے شمع لگن سرخ

سو ہین غصے سے اوسکی لال آنکھین
بکا یا ہو گئے کالے ہرن سرخ

یہ کسکو قتل کی شادی ہے قاتل
نظر آتی ہے تیری انجمن سرخ

یہ شادی قتل کی مجکو ہوئی پاس
ہوا خون سے مرا سب تن بدن سرخ

ردیف دال مہملہ

رہتا نہیں اکدم بھی مرا دیدۂ تر بند
کسطرح بھلا رحمت خالق کا ہو در بند

اسطرح مری روح کو تھی تابِ عدم کو
جسطرح کہ اوڑتا ہی کبھی طائر پر بند

بلبل وہ ہون مین کہ مجھی ہی دشوار رہائی
رکہا ہی قفس مین مجھی صیاد نے پر بند

آنا بھی مرا اونکو گوارا نہین شاید
دربان نے مجھے دیکھتے ہی کرلیا در بند

اوجہل نہ کیا آنکھ سے تا صبح صنم کو
رکہا اوسی مینے شبِ وصلت مین نظر بند

روز آکے نہ کیون فاتحہ پڑھنے کو وہ دلبر
لوحِ لحدِ عاشقِ صادق ہی اثر بند

گیسو کی محبت مین یہ کسطرح نہ پھڑکے
دل ہی قفسِ تن مین مری طائرِ پر بند

چھیڑو نہ مرے دلکو کہین آگ نہ دیدے
یہ سنگ وہ ہی جسمین کہ رہتی ہین شرر بند

دل لیکے مرا کردیا آنکھون کے حوالی
خوب الفت گیسو نے کیا مجکو نظر بند

اے یاس غزل کہنے سے چپ رہنا ہی بہتر
رکھتی ہین مدام اپنی زبان اہل ہنر بند

ہی عرش سے بھی یار کا میری مکان بلند
کیا فوق اسقدر ہی اگر آسمان بلند

اس قافلے مین ہی کوئی یوسف لقا ضرور
جو اسقدر ہی گردِ رہِ کاروان بلند

آہون سے پھیرین تری سینے کو چھپاتے
ہوتا جو تو نہ اسقدر اے آسمان بلند

مرنے پہ تیرے کشتے کو معراج ہو گئی
سر پر کیے ہما نے مری استخوان بلند

نالونسے میرے عرش پہ تھرا اٹھینگے ملک
اوس وقت مین ہوگا جب مرا شورِ فغان بلند

جسکو کہ لوگ ابر سمجھتے ہین خلق مین
عاشق کی آہ کا یہ ہوا ہی دھوان بلند

بہردی بہار اجام صراحی اونڈیل کر
دستِ کرم رہے ترا پیر مغان بلند

انجام کار جائینگے آکر وہ خاک مین
کیدن اسقدر رہینگی ہین تمہ مکان بلند

کہتا ہی یار وصل کی شب چھیڑنے کو یاس
ہی صبح ہر جگہ ہوئی بانگِ اذان بلند

ردیف دال ہندی

اونکو ہوا ہے ابرو و رخسار پہ گھمنڈ
ہمکو ہی یاس اپنے دلِ زار پہ گھمنڈ

اندوہ و درد و حسرت و حرمان ہین اسکے پاس — عاشق کو تیری ہی نہین دو چار پر گہمنڈ
اونکو ہی اپنی دیدۂ فتان پہ گر خیال — ہمکو ہی اپنے اس دل بیمار پر گہمنڈ
ہمسے فقیر خاک کی چادر مین مست ہین — منعم کو ہی جو خلعت زرتار پر گہمنڈ
ای چرخ تجکو ہے جو بہروسا سحاب کا — ہمکو ہی اپنی چشم گہربار پر گہمنڈ
لاتا نہین خیال مین وہ بادشاہ کو — اوسکو ہی اپنے عاشق نادار پر گہمنڈ
ہو کیا خیال اونہین جو دربار بند ہے — ہی عاشقون کو روزن دیوار پر گہمنڈ
ہم اونکی چشم مست کی الفت مین چور ہین — ہے میکشون کو خانۂ خمار پر گہمنڈ
ہین میری گل کے طالب دیار شہر شہر — یوسف کو کیا ہے مصر کی بازار پر گہمنڈ
برسون ہوئی کہ سوتے ہین پہلو تہی یار مین — ہو کیون نہ اپنے طالع بیدار پر گہمنڈ
ہی آسمان کو گرمہ و خورشید پہ دماغ — عشاق کو ہی حسن رخ یار پر گہمنڈ
بسمل ہون اک اشارے مین جسکے ہزار دل — ہو کیون نہ اونکو ابروئے خمدار پر گہمنڈ

چہوٹے ہمین گہنہ کا غلام علی ہین ہم
اُنکی پاس ہے ہمین اسی سرکار پر گہمنڈ

ردیف ذال معجمہ

شوق کا مینے جو لکہا کاغذ — خود بسوی یار اوڑ گیا کاغذ
قتل نامہ مرا لکہا جو گیا — یک بیک سرخ ہو گیا کاغذ
تہی جو افتادگی مقدر مین — میرا قاصد سے گر پڑا اسکا کاغذ
مینے لکہی جو دل کی بیتابی — ہو گیا ہاتہہ سے جدا اسکا کاغذ
ایسا مغلق لکہا جواب اوسنے — نہ کسی سے پڑہا گیا اسکا کاغذ
روئے وہ سنکے میری مرنیکا خط — ہو گیا اونکو مرثیا اسکا کاغذ
مانگا دلبر نے جب قبالۂ دل — مینے خوش ہوکے لکہدیا اسکا کاغذ
نہ مرا خط لیا نہ خود بہیجا — کب پڑہا اوسنے کب لکہا کاغذ
گل رخسار کے ثنا جو لکہی — تختہ گلستان کا بنگیا اسکا کاغذ
ہفتے عشرے مین تو لکہا کر تو — مہربان اک بڑا بہلا کاغذ

خط انجے بھیجکر وہ کہتے ہین + نامہ بر تونے کیون دیا کاغذ

یاس خط کے جواب مین اوسنے
نامہ بر کو دیا پھٹا کاغذ

ردیف راء مہملہ

بلبل کرے جو نالہ و شیون ہزار بار
دیکھے خزان بہار مین گلشن ہزار بار

نکلا نہ ایک اشک بھی عاشق کی لاش پر
رکھا کسی نے آنکھو نپہ دامن ہزار بار

ہون وہ شہید ناز کہ ابرو کی تیغ سے
کٹواؤن اپنی شوق سے گردن ہزار بار

برسون ہی ہجر یار مین رویا کیا ہون مین
برسا سحاب چشم سی ساون ہزار بار

اکثر ہوا سے چہرے پہ لہرائی زلف یار
عاشق کے دلکو ڈس گئی ناگن ہزار بار

مستی لگا کے باغ مین جب آگیا وہ گل
مرجھایا شرم سے گل سوسن ہزار بار

جلوہ تو ایکبار کبھی آتا نہین نظر
پھر کیا کرین جو اوٹھتی ہی چلمن ہزار بار

صرصر تمہاری و بجلی دسی مجھسے لاگ ہی
ہوگی جو شمع قبر پہ روشن ہزار بار

آئی کبھی بہار چمن مین کبھی خزان
بگڑا بنا ہمارا نشیمن ہزار بار

کہتے ہین ہند اسے نہ کبھی فاتحہ پڑھا
آجے تو ہونگے وہ سر دشمن ہزار بار

اے یاس شاعرون کی تتبع نہ ہوسکی
دوڑایا تو نے فکر کا توسن ہزار بار

جانتا ہے دل نازک کو ستمگر پتھر
ایسے آئینے کو سمجھا ہی وہ دلبر پتھر

شہر کے طفل جو مارین انہین کنکر پتھر
سمجھین لوائی تری پھول سے بہتر پتھر

رحم کر مجھپہ اب اوٹھتی نہین یہ سختی ہجر
اسقدر دلکو نہ کر اپنے ستمگر پتھر

سخت ایذا مین ہون یون قتل نہ کر اے قاتل
کاٹ ٹیڑھا ہے جو چاٹے ترا خنجر پتھر

فصل گل آئی ہے پھر شور ہی دیوانو نکا
طفل پھرتے ہین لیے ہاتھون مین کنکر پتھر

کیا درازی ہی کہ کاٹی نہین کٹتی ہے
شب فرقت بھی جو آئی ہے تو بنکر پتھر

وہ بت مہرلقا پاؤن جو رکھتا ہے کبھی
صاف بنجاتا ہے رشک مہ انور پتھر

مانع عشق صنم ہوتا ہے ہم رندون کو
آج واعظ کو لگائین سر منبر پتھر

عشقِ کامل جو ہوا ایک صنم کا مجکو
سخت نالے مین کرونگا جو نہ تو آئے گا
الفت اوس بت سے جو کی ٹوٹ گیا دل میرا
جا کے کعبے مین بھی جو ہاکیا اکثر پتھر
تیرے گھر آج مین پھینکونگا برابر پتھر
ایسے شیشے پہ گرا زور سے آکر پتھر

ہو مین اعجاز بیان فضل خدا سے ای یاس
سنکے تقریر پگھلجایئن نہ کیونکر پتھر

ہے نہ بستر اور چادر زیر پا بالائے سر
قبر مین ہے خاک اکثر زیر پا بالائے سر

ایک دل ہے جائے کیونکر زیر پا بالائے سر
آپ کی زلفِ معنبر زیر پا بالائے سر

کوہکن سے بیستون کی سختیان کیونکر اوٹھین
جا ہے فرش و سقف پتھر زیر پا بالائے سر

کشتیِ تن عاشقونکی کیون نہ طوفانی رہے
دوڑتی ہے آب خنجر زیر پا بالائے سر

فرشِ قاقم پاؤنکے نیچے ہو سر پر تاج ہو
ہے یہی ایجان بہتر زیر پا بالائے سر

ہو گئی ہین پایمال مردے قتل ہوتے ہین ملک
چال سے تیری ستمگر زیر پا بالائے سر

ہے زمین مجسے مکدر آسمان دشمن مرا
تیری خو پاتا ہون دلبر زیر پا بالائے سر

خاک قدمونکے تلے ہون گرد سر پروانہ ہون
دیکھیے ای بندہ پرور زیر پا بالائے سر

سنگ لئے پر بھی نچھوڑونگا کبھی او بت تجھے
ہمرہیگی یہ خاک اکثر زیر پا بالائے سر

ہین نگاہِ لطف کی امید مین پست و بلند
دیکھہ لو ہمسر زیر پا بالائے سر

تیرے گیسو پاؤن سے بھی ٹکرگئے ہین اے صنم
اندنون ہے سنبل تر زیر پا بالائے سر

گاہ سنبر سے کیطرح گہ طرۂ گل کیطرح
باغِ عالم مین ہون اکثر زیر پا بالائے سر

تو اگر جو پائے مضمونِ بلند و پست ہے
دیکھ لے طبع ہنرور زیر پا بالائے سر

فرش گل اور سایۂ طوبے ریاض خلد مین
پائنگی مداح حیدر زیر پا بالائے سر

اس احاطے سے نکلکر یاس جائیگا کہان
ہے زمین و چرخ اخضر زیر پا بالائے سر

مجھے خبر نہین نکلا یہ سلسلا کیونکر
دل جنون زدہ اوس زلف مین پھنسا کیونکر

یہی جنون ہے اسی فکر مین پریشان ہون
ٹلیگی سر سے کسی زلف کی بلا کیونکر

کمر کا راز کسی پر کبھی کھلا ہی نہین
بڑا عجب ہے کہ مضمون یہ بندھا کیونکر

مجھے خبر نہین سوزِ درون فرقت نے
مثالِ شمع مرا دل جلا دیا کیونکر

کسی کو پیچ مین لائی کیا کسی کو اسیر
یہ زلف یار ہوئی اسقدر رسا کیونکر

ہوئی ہے ترک محبت تو نکلی اے زاہد
زبان سے میرے نہ نکلے خدا خدا کیونکر

لب اوسکی کیسے ہین شیرین سخن ہی کیا مین
ملے نہ یار کی باتو مین پھر مزا کیونکر

گلے مین طوق نہ زنجیر پاؤن مین پہنی
مرے جنون کا ہر اک جا یہ غل مچا کیونکر

ذرا سی بات مین وہ تند خو بگڑتا ہے
کہو مین یار سے پھر حرف مدعا کیونکر

شراب خوب پلائی جھکا دیا اسکو
تجھے دعائین نہ دے یاس ساقیا کیونکر

روح کیون نکلی ہماری خانہ تن چھوڑ کر
اوڑ گئی بلبل کہان اپنا نشیمن چھوڑ کر

کیون نہ لوٹین میرے دلکو چشم و گیسوی یار
کب مسافر کو بھلا جاتے ہین رہزن چھوڑ کر

کعبہ و دل مین ہو جب تو پھر کدھر جائی خیال
دیر سے جاتا ہی کب بت کو برہمن چھوڑ کر

ای پری تیرے لب رنگین کا جو شہرہ سنا
بحر مین جا کر چھپے ہین لعل معدن چھوڑ کر

دل پھنسا نیکو نہ بکھرا زلف اپنے رخ پہ تو
ہان بچھانا دام ای صیاد گلشن چھوڑ کر

ای صنم تیری تجلی گاہ سے ہم کیا ہٹین
جائینگے موسی کہان وادی ایمن چھوڑ کر

دیکھون کیا کرتا ہے میری حق مین اب یہ فتنہ گر
بزم جانان مین چلا ہون لسا دشمن چھوڑ کر

زلف کو چہرے پہ بکھرا کر بلا لاتا ہے یار
عاشقون کے دل کو ڈسواتا ہی ناگن چھوڑ کر

تیلیان خط شعاعی بنگئین اللہ رے حسن
در مین وہ خورشید رو بیٹھا جو چلمن چھوڑ کر

گاہ گلشن مین کبھی صحرا مین گہ کہسار مین
خاک ہی برباد میری تیرا دامن چھوڑ کر

کسلیے رکھتے ہو سینے پہ مرے سنگ گران
مین کہان جاؤنگا یارو کنج مدفن چھوڑ کر

قدر دان مجسا نہین ملنے کا تجکو ای جنون
دیکھنا پچھتائیگا تو میرا دامن چھوڑ کر

مر لیے سر عشق کی ای یاس ہم ملجائین کیا
مرد جو ہین وہ بھلا جاتے ہین رن چھوڑ کر

مین لو اوٹھ سکتا نہین ای روح بستر چھوڑ کر
تو کہان جاتی ہی میرا جسم لاغر چھوڑ کر

اوٹھگیا دنیا سے آئینہ سکندر چھوڑ کر
چل بسا جمشید خالی اپنا ساغر چھوڑ کر

اس صفائی کا ہون قائل واہ ای آئینہ رو
اوٹھگئے پہلو سے تم دل کو مکدر چھوڑ کر

کہتی ہی گویا عمارت منعمون کی بعد مرگ
آئی بہی خالی گئے بہی خاک پتھر چھوڑ کر

تھا یہی لازم کہ لوح قبر بنتا آئینہ
سیکڑون مضمون لب دندان جانان کی لکھے
اشک نکلو نہین بھرآئی درد سا دلمین اٹھا
جب فراق یار کی صدمے نہ اس سے اٹھہ سکے
آج پھنسی جاتی ہے دلی وچار کی کچھ شک نہین
مٹی دیکر لوح رکھکر دوست سارے چل دیے
فصل گل آئی ہوئی بیتی ہین بند و سکتا ہے دور
تا بہ دہن یار کے پہونچا دی تو احسان ہے
سچ کہون مجکو نہتی اوس بیوفا سے یہ امید
نالے سے آوارہ نہ کیون ہوتی تلاش یار مین
کیا تعجب بعد میری بہی جو ہو یہ سوگوار
ہے یہی مطلب کہ اپنی جان و اب ہجر مین
آج دیکھونگا مقرر تجکو اے پردہ نشین

اسکو اٹہنا ہی تہا گو رِ سکندر چھوڑ کر
ہم گئے دنیا سے کیا کیا لعل و گوہر چھوڑ کر
قصہ خوان بہاگا ہماری غمکا دفتر چھوڑ کر
روح بہی بہاگی ہمارا جسم لاغر چھوڑ کر
بزم مین بیٹہا ہے رقیب زلف دلبر چھوڑ کر
قبر پر میری گئے سب خاک تہہ پر چھوڑ کر
بیٹہے ہین گوشہ نشین اب اپنے منبر چھوڑ کر
خاک کو میری کہان جاتی ہے صرصر چھوڑ کر
یون چلا جائیگا میرا حال ابتر چھوڑ کر
ٹھوکرین کھائیگا وہ جائیگا جو گھر چھوڑ کر
بیکسی میری نہین اٹھتی جو بستر چھوڑ کر
اٹھ گئے پہلو سے میری وہ جو بستر چھوڑ کر
اب کہان جاتا ہو مین اے امان محشر چھوڑ کر

جان دیدہ ور نہ اوسکے عشق سے باز آ دیا اس
مر داو ٹھہاتے ہین اپنا نام اکثر چھوڑ کر

طرفہ عالم ہے تمہاری زلف عنبر بیز پر
نوح کے طوفان کا شک ہے چشم طوفان خیز پر
اوس پری کی گیسوؤنکا وصف لکھا ہے قلم
مڑکے دیکھا جسطرف عشاق بسمل ہوگئے
جاکے پہرتا ہے دم مین صورت پیک نظر
اشک جب بہنے لگے میری تو خود بہتا پہرا
دل تو بہرآیا ہی تہا چھیڑا جو اوسنے رودیے
سبزہ عارض پہ کیون عاشق ہوا بیمار چشم
نالہ جب کہنچکر دکھائی کچھ اثر تو آئین وہ
سر جدا کرنا بدن سے کام ہے تلوار کا

سنبل کا گمان ہے سبزہ تو خضر پر
ہے سمندر کا گمان ہر اشک شور انگیز پر
کیون نہ پھر اوڑتا پہرے کہتا ہے شبدیز پر
تیغ کا عالم ہے قاتل کی نگاہ تیز پر
نامہ بر میرا کبوتر ہے نہایت تیز پر
سیل کا عالم ہے میری چشم طوفان خیز پر
بہگیا صدمہ جو پہونچا ساغر لبریز پر
پی گیا مین زہر آفت اس سے پرہیز پر
منحصر ہے وصل خدنگ آہ درد آمیز پر
جانکر عاشق ہوا ہون ابروِ خونریز پر

چھیڑتے ہی شبِ مشکین کلک اوڑنی لگا
صاف سینہ مین نکل آئے دمِ شمشیر پر

واہ رے نیرنگ الفت واہ رے تاثیرِ عشق
کوہکن شیرین پہ شیرین جان دے پرویز پر

پاس ناحق آیا ہے عشقِ یار مین داغِ جگر
ناز ہے کیونکر نہ ہمکو اپنی دستِ آویز پر

ہوا وہ آشنا میرا بتِ ناآشنا ہوکر
چرا لیجائینگے پہلو سے دل دزدِ حنا ہوکر
یہ حال اوسکا ہوا ہمصحبتِ زلفِ رسا ہوکر
بتونکے دلمین رحم آنا سوائے ظلم مشکل ہے
نہین کچھ دھیان مین لاتا سکندر ہو کہ دارا ہو
جدا ہین وان ہی کاروانِ اشک آنکھو نسے
عجب اسوقت بہنی بہنی بو آتی ہے کچھ تجھسے
لبِ جانان کو بوسے لیکے شادی مرگ ہونا تھا
چلے تھے وہ کہین اٹھکر مگر روکا نزاکت نے
یہ تھی کی آتشِ سوزِ محبت اک پریرو کی
رخِ رنگین کے بوسے کا اگر مین قصد کرتا ہون
نہین جاتا کبھی دلسے خیال اونکی جفاؤنکا
پئے گلگشت گلشن مین اگر وہ سرو قد آیا
خط آیا کیا ملی گویا تجھے شاہی زمانے کی
رہیگی بیقراری مین بہی کثرت جو آہون کی
رسائی سے مقدر کی جو وصلِ یار ممکن ہو
وہ عشاق کی ہوجائیگی خاک اپنی تربت کی
وہ عاشق تھا کہ بعد قتل بھی اک رنگ لایا ہون

اگر نہین بیوفائی اوس سے کیونکر باوفا ہوکر
بلا کا پیچ دینگے یار کے گیسو رسا ہوکر
یہانسے دل گیا تھا وہانسے آیا اک بلا ہوکر
تعجب ہے جو دلداری کرے وہ دلربا ہوکر
ہوا وہ بادشہ مین یار کے در کا گدا ہوکر
نکلجاتا ہے نالہ دلسے آوازِ درا ہوکر
گلی سے یار کی آتی ہے کیا بادِ صبا ہوکر
ہماری زندگی نے مار ڈالا خود قضا ہوکر
خدا کی شان دیکھو رہگیا محشر بپا ہوکر
مرا دل رہگیا پہلو مین میرے آبلا ہوکر
ہراک گیسو چمٹتا ہے تمہارا اژدہا ہوکر
زبان سے شکر بھی اپنی نکلتا ہے گلا ہوکر
کفِ پا سے لپٹ جائینگے گل رنگِ حنا ہوکر
پڑا سایہ کبوتر کا ترے ظلِ ہما ہوکر
نکلجائیگا دم عاشق کا قفس مین ہوا ہوکر
لپٹ جاؤن تنِ نازک سے اوس گلکی قبا ہوکر
اثر اکسیر کا پیدا کرینگے ہم فنا ہوکر
ٹپکتا ہے مرا خون دستِ قاتل سے حنا ہوکر

زیارت سے مشرف ہو کے ہم ای پاس جاتین
بہشت سیدھی ہے راہِ باغِ جنت کربلا ہوکر

تماشا ہر گل سے ہو کم عشق عنا دل کیونکر
عاشقونکا تری جانب سے پھرے دل کیونکر

کسطرح اپنی طرف مین تجھے مایل کرلون
یار اپنا سا بنالون مین ترا دل کیونکر

نازپرورده ہی کسطرح سہی رنج فراق
متحمل ہو مصیبت کا مرا دل کیونکر

اسی بسمل کو کیا ترچھی نظر سے تونے
دیکھیہ قاتل کہ تڑپتا ہی مرا دل کیونکر

سختیان عشق صنم کی جو اوٹھائی دنرات
ٹوٹ جائے نہ مرا آئینۂ دل کیونکر

کیا تصور ہی کہ فرقت مین پتا نہین ہیہ
آج ہی چین سے پہلو مین مرا دل کیونکر

نہین آتا کبھی سیماب کو آتش پہ قرار
ایکجا سینۂ سوزان مین رہا دل کیونکر

مینے اسکو تو اندھیرے مین نکالا نہ کبھی
پھنس گیا زلف مسلسل مین مرا دل کیونکر

عیش کے دن تھی جوانی مین یہ توبہ کیسی
ہٹ گیا عشرت دنیا سی مرا دل کیونکر

آتشی شیشہ جلا دیتی جو دیکھا وسوجھے
یار کے رخ سی مقابل ہو مرا دل کیونکر

منہ برستا ہی تو بجلی بھی چمکتی ہے ضرور
رو و نہین ہجر مین تڑپے نہ مرا دل کیونکر

جذب الفت سی ہی دل پاس کا اور یار کا ایک
دوسری سمت مخاطب ہون بھلا دل کیونکر

قیدی زلف سے نالان نہ ہو دل کیونکر
غل مچائے نہ گرفتار سلاسل کیونکر

مشتری زہرہ جبینان جہان کے ہو کے
سر کو ٹیکین نہ اسیر چہ بابل کیونکر

ہمسے تو ایک بھی معشوق مسخر نہوا
بند کرتی ہین پری شیشے مین عامل کیونکر

ماہ کو تیرے رخ صاف سی نسبت کیسی
جو کہ ناقص ہو کہون اوسکو مین کامل کیونکر

آہ مجنون کی ہوا دشت مین جب ملجائے
پھر اولٹدے نہ صبا پردۂ محمل کیونکر

شوق کہتا ہی بڑھو ضعف نے پکڑے ہین قدم
دیکھیے ہوتی ہی طے عشق کی منزل کیونکر

جمع ہین دلمین غم و حسرت و رنج و حرمان
ہی جگہ تنگ نہ گھبرائے یہ محفل کیونکر

قلزم عشق کے طوفان مین ہی کشتی اپنی
دیکھیے ہمکو نظر آتا ہے ساحل کیونکر

لاسکے حضرت موسیٰ ہی نہ جب تاب جمال
سیر ہی آنکھین ہون تری دید کے قابل کیونکر

مین تو تڑپا ہی نہین پاس ادب سے تہ تیغ
بھر گیا خون سی میرے دامن قاتل کیونکر

خواب مین بھی مجھے آیا نہین ابرو کا خیال
ملگیا آکے گلے خنجر قاتل کیونکر

منکسر ہونکی سفاکو نہین عادت ہی نہین
جھک کے پھر ہمسے ملا خنجر قاتل کیونکر

خم ابرو سی مشابہ ہے بہت خم اسکا
سر نہ جھکجائین سر خنجر قاتل کیونکر

اندنوں جوشش پہ ہی حسن حسینان چمن
ذبح کرتا ہی تو منہ پھیر لیا کیوں تو نے

فصل گل آئی ہی جھکین نہ عنادل کیونکر
دیکھ قاتل نگران ہین ترے بسمل کیونکر

یاس کیا غم نے کیا تیر الہو پانی آیک
اشک مین خون جگر ہوگیا شامل کیونکر

جان دیتا ہوں بت بیباک پر
پڑ گئی بجلی مری ادراک پر

ذبح ہونے مین ملا ایسا مزا
لوٹتے ہین تیرے بسمل خاک پر

جلد قاتل پھیر دے گردن پہ تیغ
رکھی ہین رخسار کو ہم خاک پر

مدتین اسکی اسیری کو ہوئین
جھاڑیگی بلبل قفس مین خاک پر

کیون نہو دنیا پہ جینا سے رجوع
جان دیتی ہی یہ زن امساک پر

عقد پر دین خوشہ انگور ہین
چرخ ہشتم کا گمان ہی تاک پر

داغون کی کثرت سے یہ ثابت ہوا
چادر گل ہی دل صد چاک پر

وہ ہنسے یہان دل جگر جلنے لگے
گر پڑی بجلی خس و خاشاک پر

باعث رحمت ہی مژگان کی خلش
بخیہ ہوتا ہے دل صد چاک پر

یاس کس بے رحم سے پالا پڑا
ظلم پر ہے ظلم مجھ غمناک پر

تھے جو نازک وہ نکلتے ہین وطن سے باہر
بوی گل جانے لگی اب تو چمن سے باہر

عاشق اک پردہ نشین کا ہون تماشا ہن کیا
نام آتا ہی نہین میرے دہن سے باہر

لخت دل منہ سے جو آنکھوں سے گرے بحر مین اشک
در عدن سے تو ہوئی لعل یمن سے باہر

بد مزہ ہونیکا تیرے ہے جو اے یار خیال
آنے دیتا نہین ہونٹوں کو دہن سے باہر

زلفین ہر وقت ترے رخ پہ چھٹی رہتی ہین
چاند آتا نہین اک دم بھی گہن سے باہر

سحر و شام کا رونا یہ شگون بد ہے
نالے کر بلبل ناشاد چمن سے باہر

شمع دلسوختہ تا صبح اسے روئیگی
لاش پروانے کی پھینکو نہ لگن سے باہر

تشنہ بوسہ نہ اسکا کبھی سیراب ہوا
پانی آیا نہ ترے چاہ ذقن سے باہر

حلقے پر حلقہ ہی او ترک تری کاکل مین
کسطرح نکلے گلا ایسی رسن سے باہر

میرا کیا ذکر ہے پڑجائے اگر عشق کا تیر
آہ تک نکلے نہ رستم کے دہن سے باہر

ہے یقین سُنکے تری چشم سیہ کا شہرہ
وحشت آہو کو بھی لیجاے ختن سے باہر

قید اس گنبد مینا مین ہین سب اہلِ جہان
کوئی جا سکتا نہین چرخ کہن سے باہر

ساتھ سیو نکا ہے کیونکر یہ یکایک چھوٹے
روح نکلی مری کسطرح بدن سے باہر

تھی بس اسکو تمنا ہے ہم آغوشی یار
اسلیے ہاتھ ہین عاشق کے کفن سے باہر

جو کہ قائل ہوا مصحف ناطق کا یاس
ہوا بے شبہ وہ ارباب سخن سے باہر

زلف شبگون ہے کہین مشک ختن سے بہتر
رو ہے رنگین ہے ترا یاسمن سے بہتر

اونہین یوسف ہی گرے ہین گرے سیکڑون دل
چاہ کنعان ہی نہین چاہ ذقن سے بہتر

کھلکے ہر تن پہ گل زخم دکہاتے ہین بہار
کوچۂ قاتل گلرو ہے چمن سے بہتر

یہ نزاکت ہے نہ یہ بو ہے نہ یہ رنگت ہے
غنچۂ گل نہین اوس گلکے دہن سے بہتر

سحر رخ شب گیسو کی بیاض اور سواد
حلبی آئنے سے مشک ختن سے بہتر

ہو نہین وحشی مجھے عریان ہی کرین دفن احباب
دامن دشت کی چادر ہے کفن سے بہتر

دُرِ دندان کی مضامین ہین ہر جا تحریر
ہے ہر اک بیت مری لعل عدن سے بہتر

درد کا غم ہے نہ رہزن کا وہان کھٹکا ہے
منزل گور غریبان ہے وطن سے بہتر

اسکے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو
شاہد گل کی سجاوٹ ہے دولہن سے بہتر

بزم گل مین ہی جیسے وہ کہے لب بستہ ہے
کوئی مجمع نہین ارباب سخن سے بہتر

جتنے ممسک ہین وہ دنیا پہ مرے جاتے ہین
انکے نزدیک کوئی شے نہین زر سے بہتر

دفن کردو تن پر داغ ہمارا عریان
ہمکو یہ پھولون کی چادر ہے کفن سے بہتر

اسی پہنے ہوے جاتے ہین خدا کے آگے
کوئی جامہ نہین دنیا مین کفن سے بہتر

سر جھکاے ہوے کس ناز سے یہ چلتی ہے
ہے ستمگر تری تلوار دولہن سے بہتر

ہے وہان نقص ترقی ہے یہان روز بروز
ماہ نو بھی تو نہین داغ کہن سے بہتر

جام ہاتھون مین ہین یا شاخ نے گل پہولے ہین
آج ساقی تری محفل ہے چمن سے بہتر

چہچہے سُنکے مرے یاس وہ گلرو بولا
زمزمے ہین ترے مرغان چمن سے بہتر

مہ نو آج جو گیا سامنے ابرو ہو کر
ڈنک مارا دل مجروح پہ بچھو ہو کر

دی شراب اور کو مجھسے جو خفا تو ہوکر
آنکھین رہ گئین مری خون کی چلو ہوکر

چٹکیان لینے لگے دلمین وہ دلجو ہوکر
درد پہلو ہوئی آسایش پہلو ہوکر

بید مجنون کی جو کی سرو نے صورت پیدا
لیلی آئی تھی گلستانمین لب جو ہوکر

نہ رہی خون کی اک بوند اوٹھائی وہ سنج
رہ گئی دل کی کلی غنچۂ بے بو ہوکر

نہ ہوئے صرف رہ خیر کبھی دست بخیل
بے ثمر رہ گئی شاخ سر آہو ہوکر

لامکان ہو گیا جیسے کہ ہوا عشق ترا
رہ گئی یار مرے دل کی جگہ ہو ہو کر

دست نازک سے تری تیغ کی خط پڑ جو گئے
خوشنما جامۂ تن ہو گیا اتو ہوکر

لطف دکھلاتی ہے ہمکو شب تاریک فراق
شرر آہون کے چمک جاتے ہین جگنو ہوکر

دونون جانب تری پہلو مین جو بیٹھی ہین رقیب
آہ نکلے نہ کہین تیر سہ پہلو ہوکر

صحبت یار کی تاثیر کوئی دیکھے تو یہ
دل جو آیا بھی مری پاس تو بدخو ہوکر

جوش رقت نے یہ طوفان اوٹھایا شب ہجر
رہ گئی لب پہ فغان سرد لب جو ہوکر

میری پہلو مین ور آیا ہے جو اسے تیر نگاہ
چند دن رہ گئے ارمان دلی تو ہوکر

ہجر ساقی مین جو پیتا ہون تو رقت کی سبب
مے گلرنگ نکلجاتی ہے اچھو ہوکر

یہ بلا وہ ہے نہ چھوڑیگی کبھی ساتھ مرا
تیرگی بخت کی رہجائیگی گیسو ہوکر

آمد و رفت سے اسکے ہے مرے دل پہ تعب
درد رہجائے کہین تکیہ پہلو ہوکر

ناتوانی تو وہ کچھ اور یہ صحرا اگر وہی
قیس سرگشتہ و برباد پھرا تو ہوکر

امتحانگاہ مین ہم ہوکے سبک تل بیٹھے
رہ گئے تیر جو قاتل کے ترازو ہوکر

زیبا بر وہی ہے ہندو اسکے تعجب کی ہے جا
پائی کعبے مین جگہ خال نے ہندو ہوکر

جسطرح نازسے عاشق کو کیا تونے قتل
کاش چلتی تری تلوار بھی ابرو ہوکر

ہے ادا اسکو دکھا دیتی ہے انداز قضا
آنکھ اوس شوخ کی چلتی ہے تو جادو ہوکر

اے پری وش تری زینت مین بھی اک شوخی ہے
تاری افشان کی اوڑا کرتے ہین جگنو ہوکر

بالا پڑ جائیگا اوس شوخ کی آنکھون سے اگر
رنگ نرگس کا ٹپک جائیگا آنسو ہوکر

بعد رونیکے جو پہلو مین تڑپ تھی وہ نہین
دل مرا بہ گیا منہ سے نہین آنسو ہوکر

حسرت دید جو در آئی تھی دلمین میرے
آخر آنکھون سے ٹپکنے لگی آنسو ہوکر

رشک کرتی ہین نجم میری زبان سے ای یاس

رنگ پیدا کیا ہندی نے بھی اردو ہوکر

ردیف را ہندی

پینے کی اوس سے محبت ٹہرا سمجہا بگاڑ
کچھ خطا اوسکی نہین ہے میری قسمت کا بگاڑ

ہے یقین اب عمر بہر ملنے کی صورت ہی نہو
یار سے ہمسے ہوا ہے اس قیامت کا بگاڑ

کچھ دنون مین اب نہین پہچاننے کے لوگ آپسے
رنج دے دیکر نہ شکل عاشق شیدا بگاڑ

توڑ دیا دل اوس سے پھر گستاخیان کی ہین شروع
پھر بگڑ جاؤنگا مین گر یار سے ہوگا بگاڑ

مجھسے کہتا ہے کہ مجکو کیون برا تو نے کہا
جھوٹ سچ کا یار نے دلسے کیا پیدا بگاڑ

جانکا دشمن نہین ہوتا کوئی تیری طرح
عاشق و معشوق مین ہمنے بہت دیکھا بگاڑ

دوڑ کر جھپٹنا چلے تھے چاہ ہم گر کبھی پڑے
جتنی الفت بڑہگئی تھی ہوگیا اوتنا بگاڑ

وہ نہ کچھ عاشق ہین میرے مین نہ کچھ اونکا عدو
کیا مری اونکی محبت کیا مرا اونکا بگاڑ

آج اس قصہ کو مین یکسو کرونگا دیکھنا
یا صفائی ہوگئی اوسنے رہیگا یا بگاڑ

وہ تلون پیشہ ہین کچھ اعتبار اے دل نکر
دونون کو یکسان سمجھ لو کیا صفائی کیا بگاڑ

بنتا بگڑتا ہی مزاج یار تو ایسا نہین
مجھسے جو روٹھا یہ ٹہرکا نیکا ہے سارا بگاڑ

ہجر کے جھگڑون سے جان ناتوان تو چھٹ گئی
ترک الفت ہوگئی اچھی ہوا اچھا بگاڑ

وہ اودہر روٹھے ہوے ہین یاس ادہر ہون کھنچا
پھر صفائی کسطرح ہو یاس جب ٹھہرا بگاڑ

ردیف زا معجمہ

آسمان کے دور مین رنج والم پاتے ہین روز
ہم تری کوچے مین آکر ٹھوکرین کھاتے ہین روز

حال دل اوس شوخ بے پروا کو پہونچاتے ہین روز
کام میرے ٹوٹی پھوٹی نالے ہی آتے ہین روز

سر مرا یکبیک کے ناحق کو لیے کھاتے ہین روز
حضرت ناصح مجھے آکے سمجھاتے ہین روز

صبحکو پہلو مین اپنے ڈھونڈھتے ہین دلکو جب
کوچۂ جانان مین ہم جاکر اسے پاتے ہین روز

ہے سمان برسات کا ہر فصل مین اپنے لیے
ابر چشم سے ہم اشک برساتے ہین روز

صبحکو اوٹھکر چلی جاتی ہین وہ روتا ہون مین
منہ مرا وہ اشک کے پانی سے دھلواتے ہین روز

شوق جو ہجر کا ہوا ہی اب و نہین جلد سی سوا
مجکو بہی یار کر دیدیکی شرماتے ہین روز

دیکہتی ہین شادمان و صبح تک تجکو مدام
شام کو آتی ہین تو غمگین مجہی پاتی ہین روز

ترک صحبت غیر سی ہوتی نہین برسون سے ہو
جہوٹی قسمین یہ سرکی آکے وہ کہاتی ہین روز

ہین کو روتا ہون او نہین آتا ہی غصہ دیکہیے
اشک تو میری برستی ہین وہ گرماتی ہین روز

رستم و سہراب بہی یہ دل جگر ہوتے نہین
سامنے سی ہم تری تیر نظر کہاتے ہین روز

ایکدن بہی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہین
کل ضرور آؤنگا وہ ہنس ہنسکے فرماتی ہین روز

شام سی بندہ ہتا ہی اونکی کاکلون کا جو خیال
تا بہ بستر کاٹنے کو سانپ بنجاتے ہین روز

رفتہ رفتہ یہ کسی کی غم نے مجکو کہا لیا
دیکہکر احباب مجکو میرا غم کہاتی ہین روز

مضطرب اتنا نہو آتی ہین وہ آتی ہین وہ
دلکو اپنے ہم بہی کہہ کہکے سمجہاتی ہین روز

پاس یہ اونکی عنایت ہی ہماری حال پر
آدمی کو بھیجکر وہ ہمکو بلواتے ہین روز

ردیف سین مہملہ

شب بہر وہ شمع رو جو رہا میری پاس پاس
پروانہ کی طرح مین بہرا اوٹھکے آس پاس

گلشن مین آج کون سا میخوار آئے گا
رکہی ہوئی ہین جام گلو نکے جو پاس پاس

عاشق سی وصل مین بہی ہوا وہ نہ بیحجاب
ہی جامۂ حیا بہی مری خوش لباس پاس

کیسی ہی وصل یار سے ہون نا امیدیان
ہم مرد ہین تو آنی نہ دینگے ہراس پاس

اللہ کی پناہ غضب رن پڑا ہے آج
کشتے پڑی ہین کوچۂ قاتل مین پاس پاس

جو رنج و غم تہے ہجر کے وہ سب گذر گئے
کیون آئی آپ آج بہی پہرا اوداس پاس

کپڑی جو زرد رنگ کے پہنی ہوئی ہین گل
بیٹھے ہین یہ ضرور کسی خوش لباس پاس

صحبت سی اب بتون کے تنفر ہوا ہین
بیٹہا کرینگے جاکے کسی حق شناس پاس

رہتے ہین اپنا وری جلسون مین آجکل
کیا کیجیے گا بیٹھکے مجہ دل اوداس پاس

درپیش طرح گوہر دندان یار ہے
چلتا ضرور ہی کسی اختر شناس پاس

اسکو تمہارے وصل کی امید ہی نہین ہا
اک شب تو سو رہو مری جان آکے پاس پاس

ردیف شین معجمہ

قبر مین سوتا ہے اک ہجر کا جاگا خاموش
شور محشر سے کہو کیون نہین رہتا خاموش

زندگی مین مری نالون سے وہ گہبراتے تہے
بات بہی اب نہ کرونگا ہوا ایسا خاموش

رعد کیطرح کبہی شور نہین کرتا مین
ہجر مین رہتا ہون مثل لب دریا خاموش

آج آتی نہین نالی کی صدا سینے سے
نہین معلوم ہوا کیون دل شیدا خاموش

قُم باذنی نہین تیرے لب جانبخش پہ کیون
پہر قیامت ہے جو ہو جائے مسیحا خاموش

چہیڑنیکے لیے جو چہیڑ کی کرتے ہین وہ بات
دیکہتے ہین جو مجہے بزم مین بیٹہا خاموش

چُپ کہان کی یہ لگی ہے نہین معلوم مجہے
مثل تصویر دہن رکہتا ہون اپنا خاموش

کچہ سبب ہے کہ جو نالے نہین کرتا دل زار
اندنون رہتا ہے دیوانہ ہمارا خاموش

بولنے کو نہین جی چاہتا چُپ رہتا ہون
گفتگو نے تری یہ مجکو بنایا خاموش

پہلوے گور کو مین یار کا پہلو سمجہا
پہر نہ لی سانس بہی اسطرح مین سویا خاموش

بیقراری سے نہ تڑپا مین کبہی برق کیطرح
صورت ابر تری ہجر مین رویا خاموش

یاد کرتا ہے فلک تجکو ہر اک پردے مین
کوئی دم مارتا ہے کوئی ہے بیٹہا خاموش

شور کرتا ہون محبت مین بظاہر چُپ ہون
جسطرح دیکہتے ہین ہین لب دریا خاموش

گالیان اور سے سنوا دین مجہے محفل مین
یہ بہی اک بات تہی وہ شوخ جو بیٹہا خاموش

ہملو ساکت یہ کیا عشق نے تیرے اے بت
بات بہی کرتے ہین یون ہم کہ ہین گویا خاموش

لوگ کہتے ہین کہ سکتا ہوا شاید ہے یاس
مرض عشق نے یہ مجکو بنایا خاموش

ردیف صاد مہملہ

دلمین ہمارے یار ہی کا ہے مقام خاص
خلوت کی یہ جگہ ہے نہون جمع عام خاص

اون دونون ابروؤن کا ہے دلمین مقام خاص
قاتل کی ذوالفقار کا ہے یہ نیام خاص

آنکہون مین یا قیام ہے یا دلمین ہے جگہ
رہنے کے یار کے ہین یہی دو مقام خاص

طاؤس نے بہی سیر چمن مین اوڑائی ہے
یہ سیکہ یار ہی کی ہے طرز خرام خاص

ہین ابرو و طرہ کے اشارے اسی طرف
قاتل کو میرے قتل مین ہے اہتمام خاص

منظور آنکھ کو رخ و گیسو کی دید ہے
جاتی ہین اوسکے کوچے مین ہم صبح و شام خاص

یون تو ہر ایک جا پہ اونہین کا ہنگام ہے
کہتے ہین جسکو عرش وہ ہے اونکا بام خاص

کشتی مے ہے کوثر و تسنیم پر لگی
خورشید و ماہ ہین مرے پینے کے جام خاص

دیوانہ کوئی کہتا ہے وحشی کوئی اسے
ہین خلق مین یہی ترے مجنونکے نام خاص

جائے جو تو تو بلبل نالان سے اے صبا
کہدیجیو چمن مین ہمارا سلام خاص

ہر سو چمن مین ہین جو گلون کی صفین بہین
آنکھ یار ہی کے ہے یہ انتظام خاص

پہلو مین بیقرار ہون جب سے چھٹا ہے تو
کہدینا نامہ بر مرے دلکا پیام خاص

دیوانے ہم نہین جو پہرین قیس کی طرح
رکھتے ہین کوئے یار مین اپنا قیام خاص

آگے یاس تین چار سے مطلب نہین ہمین
بعد نبی علی ہے ہمارا امام خاص

ردیف ضاد معجمہ

یہان طرہ سے عشق ہے ابروے دلبر کے عوض
نشتر فصاد ہم رکھتے ہین خنجر کے عوض

جب کسی صورت نہ پہونچیگا مرا خط یار تک
طائر دل پہر جائے گا کبوتر کے عوض

سبزۂ زیر حسینون کے جو مین دیتا ہون جان
زہر کیا بیٹھے پیا ہے شیر مادر کے عوض

اسقدر دلکو پسند آئی ہے کچھ یہان کی فضا
باغ جنت بھی نہ لین ہم کوئے دلبر کے عوض

کیا یہی تیرا ٹھکانا ہے بلا ہی سودائے زلف
کوئی سر ملتا نہین مجکو مرے سر کے عوض

شام سے رہتا ہے جو مژگان قاتل کا خیال
کانٹا مجھکو آتا ہو نہین پھولونکے بستر کے عوض

بھاگ جائینگے غم و درد و الم سب ہجر کے
آہین اپنی دلمین ہم رکھتے ہین لشکر کے عوض

سلسلہ الفقر و فخری کا ہے یہان پنجتن سے
دی خدا دولت قناعت کی مجھے زر کے عوض

خون ناحق کی گواہی حشر مین ہو جائے گی
دامن قاتل ہے میرے خون کا محضر کے عوض

محضر قاتل پہ دونون ملکر سامنے آئین اگر
آب حیوان ہم نہ مانگین آب خنجر کے عوض

وصف لب مین سیکڑون مضمون رنگین دلمین ہین
اس صدف مین لعل ہم رکھتے ہین گوہر کے عوض

ہو رہا ہے اون لبونکے پاس سبزے کا نمو
زہر کہلوائیگا مجکو عشق شکر کے عوض

اسقدر خانہ بدوشی نے دیا ہے اپنا ساتھ
کوچہ محبوب مین رہتی ہین ہم گھر کی عوض

ہم ہین وہ غم دوست جو رنج والم مین ہین
ہے ہمین دور فلک ہی دور ساغر کی عوض

چومنے دے آج تو اپنے لب شیرین مجھے
بوسے مجکو چاہئین قند مکرر کی عوض

عید کا دن ہے بتا دے می پرستی کے طریق
ساقیا بیٹھ اٹھکے خشت خم پہ منبر کی عوض

مرگئے مرغ چمن صیاد نے کترے جو بال
قطع رشتہ زیست کا کیا ہو گیا پر کی عوض

خاکساری مین بسر کرتی ہین اپنی عمر یاس
خاک پر اکثر پڑے رہتے ہین بستر کی عوض

ردیف طاء مطبقہ

گر گیا کہین کمر سے خط ☆
تو جو آیا ہے نامہ بر لے خط

ہون مین گردن جھکائے ہی قابل
کھینچ تلوار اور دیدے خط

دیکھون تو کیا لکھا ہے دلبر نے
جلد اے نامہ بر مجھے دے خط

دو دو وہ لکھے ہین ایک اک کی عوض
ہین مرے اونکے پاس دونے خط

رخ جانان کا وصف ہے ہر جا
خط گلزار ہین ہمارے خط

میرے دلخواہ اسمین مضمون ہو
یا خدا وصل کی خبر دے خط

یار آتا نہین کبھی مجھ تک
مینے لکھے ہین کیسے کیسے خط

ہے رقیبون کی سمت سے بھی سلام
اسکو لکھتا ہے یار ایسے خط ☆

یار سے نامہ و پیام رہے
آئین جائین ادہر ادہر کے خط

جمع کچھ دل مین ہو گیا مکتوب
مینے دلبر کو بھیجے اتنے خط

جان اپنی جسے کہ ہو دشوار ☆
عاشقون کا وہ لیکے جائے خط

یار سے رسم یون بڑہا دے یاس
یہان سے جائے اودہر سے آئے خط

ردیف ظاء معجمہ

عشق چشم یار مین اے دل بھلا کیسا لحاظ
آنکھہ ہی جب بند کر لی پھر رہا کس کا لحاظ

وہ رقیبون پاس ہین مین وصلِ معشوق یاس
اونکو جب میرا نہین مجکو ہو کیا اونکا لحاظ

دلمین کہتا ہون تصور تو بہی ونکو اونکی طرح
سامنی لاتا نہین کرتا ہون مین ایسا لحاظ

ہوگی عاشق کیون نہ اونکا نام پہر رٹتا پہرون
تب مین دیوانہ ہی ٹہرا پہر بہلا کسکا لحاظ

وہ تو ہی بیباک دیتا ہے جو تجکو گالیان
تو ہی کر اوس شوخ کا ای عاشقِ شیدا لحاظ

سر اوٹہا کر بات تک عاشق سے وہ کرتے نہین
واہ کیا ہی شرم اونکی انکہہ مین ہے کیا لحاظ

مضطرب کر دیا اونہین تو سر آہین کہینچکر
جان پر جب بن گئی ای دل تو پہر کسکا لحاظ

یہ جہکائی ہی ترے تلوار کے نیچے جو سر
تیز ہی بسمل کو ہے قاتل چشمِ جوہر کا لحاظ

لن ترانی سنکے کیون دیدار کے طالب ہو
آپ کو رکہنا ہی تہا یا حضرتِ موسیٰ لحاظ

تو بہی اب پردہ اوٹہا دے شرم دنیا کی نہ کر
یاس جب باقی نہین اوس شوخ کو اپنا لحاظ

ردیف عین مہملہ

کی جو سرگوشی خمِ ابرو نے وہان قاتل شروع
یہان لگا ہونے مری سینے مین درد دل شروع

سب حسینانِ جہان ہین جمع بزمِ یار مین
ناچ پریون کا بہی ہوجائے پہر محفل شروع

دیکہہ لو اوسکی طرف پر دیکہیو مت ڈر جاینگے
تاکے مجنون نے کیے ای صاحبِ محمل شروع

قتل اگر تو نے کیا ہی یہ تماشا بہی تو دیکہہ
رقص اب کرنیکو ہین قاتل ترے بسمل شروع

خود ہی دوڑے آوگے اپنا جگر تہامے ہوئے
جب کریگا نالۂ جانسوز میرا دل شروع

دیکہنا طوفان پر طوفان اوٹہے تو سہی
گریہ ہوجائیگا جب اپنا لبِ ساحل شروع

ای شہ خوبی ملے اسکو جوابِ باصواب
اب سوالِ وصل کرتا ہے ترا سائل شروع

کہہ دو اہلِ بزم سے بیٹہین جگر کو تہامکر
اب بیان ہونے کو ہی عاشق کا حالِ دل شروع

عاشقان خال و رخ مین کشت و خون ہوجائیگا
یاس جب ہو گئی بحثِ حق و باطل شروع

گر اپنے ساتھہ لیکے چلے میرا یار شمع
پہونچائے تا بہ عرش سر افتخار شمع

گر وصل مین دکہاتی ہے اپنی بہار شمع
رہتی ہے ہجر مین بہی مری غمگسار شمع

کس ماہرو کے آنکی یہ دیکہتی ہے راہ
کرتی ہے شام سے جو گہڑی انتظار شمع

دنیا سے اوٹہ گیا ہے کوئی ہمسا دل جلا
روتی ہے کسکے واسطے یہ زار زار شمع

تاریکی لحد مین جو پیدا ہے روشنی — کسنے جلائی آکے بروئی مزار شمع
پہر رونے جیب سحر اونکو تو نکال — رکہی ہین شام سے جو وہ اونکے نثار شمع
دلکی لگی کے راز کو افشا ہی کر دیا — روتی ہے پہوٹ پہوٹ کے بے اختیار شمع
ثابت وہ ہوتین سے ہوتا ہے کہ ہین خیال — پروانے کیلیے ہوئی کیا سوگوار شمع
فرقت کی رات ہے نہین معلوم کیا بلا — اندہیری رہیگا جلاؤ ہزار شمع
ہم تو کسی کے گول بدن پر ہین شیفتہ — اپنا دکہا رہی ہے کسے جسم زار شمع
کانٹے کی طرح دلمین کہٹکتا ہے اسکا گل — بے یار پاس ہمکو تو دیتی ہے خار شمع

ردیف غین معجمہ

کیون جلاتے ہین بہلا میری مزار پر چراغ — رہنے پائیگا ہوا کی ہاتھ سے روشن چراغ
اسطرح محرم سے ہے پستان جانان کی نمود — ایکبار روشن ہین دو گویا تہ دامن چراغ
کب بہلا معلوم ہوگا اونکے رخ کے سامنے — روز دکہلاتی جو ہمکو وادی ایمن چراغ
کیون نہ بجھ جائے مرا دل عشق زلف یار مین — سامنے کالے کے رہتا ہے کہین روشن چراغ
قلب سے آخر کو سارا جسم داغی ہوگیا — ایک دل کیا رفتہ رفتہ ہوگیا سب تن چراغ
رات کو مین جہانکنے آیا ہون اپنے یار کو — تو ہی دکہلا دے مجھے اے دیدۂ روزن چراغ
شب کو وہ مہرو جو نکلا سیر کو ہوکر سوار — تہی زمین پہ ہر جگہ نقش سم توسن چراغ
عاشقون کو جس سے ہو معلوم راہ معرفت — کوئی دکہلائے تو ایسا وادی ایمن چراغ
اونکے چہرے پہ بکہر کر لعقد دل لیلیکی زلف — اوٹہنے کے وقت گل کر دیتے ہین [illegible] چراغ
ہر گہڑی سے داغ پا اونکے چمک دیتے ہین یاس — خانۂ زنجیر مین بہی ہوگئے روشن چراغ

جو اونکا ابروی پرخم ابہی کہائے فروغ — ہلال کا بہی نہ کچھ آنکھ مین سمائے فروغ
جبین و رخ تیرے دونون ہین نور سے پیدا — یہ ارتفاع کی جا ہے تو ہو وہ جائے فروغ
جو برسے لاکھ برس تک یہ ابر دریا بار — ہماری چشم کے آگے کبہی پائے فروغ
وہ طلعت صباحت وستور مجلی الہی دے — کہ مہر کا بہی نہ کچھ آنکھ مین سمائے فروغ

وہ پاک صاف کدورت سے ہے ہمارا دل
کہ جسکے سامنے آئینہ بھی نہ پائے فروغ

مین خاکسار ہون کیا کام مجکو رفعت سے
نہ آئے پاس مرے کہدو یہانسے جائے فروغ

وہ ماہ وہ مہر اکوٹھے پہ جلوہ فرما ہے
کہ مہر چاند کو اپنا ذرا دکھائے فروغ

جو دیکھ پائے کوئی رفعت فقیری کو
تو شاہ کا بھی کچھ آنکھ مین سمائے فروغ

بہت ہی پست ہے اوس کو جو انکی رفعت سے
یہ چرخ پیر کسی اور کو دکھائے فروغ

ہر ایک شعر مین تاریخ سال ہے آئی پاس
ردیف ایسی تم اس غزل مین لائے فروغ
۱۲۸۶ھ

ردیف فا معجمہ

ذوبحرین

مجکو لیجائے جنون گر کوئے جانان کی طرف
رخ نہ برسون پھر اصحن گلستان کی طرف

جھوم کر اوٹھی گھٹا کوہ و بیابان کی طرف
مست آج آئے ہین ساقی تیری دکان کی طرف

فصل گل آئی ہے دوڑا مین بیابان کی طرف
کھنچ گئے پائے جنون خار مغیلان کی طرف

اپنے سودے کا تماشا بھی دکھادون مین تجھے
لیچل اے جوش جنون مجکو بیابان کی طرف

مفت پھنستا ہے مصیبت مین یہ یوسف کی طرح
ڈوبنے جاتا ہے دل چاہ زنخدان کی طرف

عقل بیجاتی ہین وہ جو ہین تیرے گیسوئن مین اسیر
اپنے دیوانون کو بھجوا دے تو زندان کی طرف

آگئی فصل جنون تلوے بھی کھجلانے لگے
پاؤن پھر کھنچنے لگے خار مغیلان کی طرف

دیکھیے کتنون کے سرتن سے جدا ہوتے ہین آج
بے طرح جاتا ہے قاتل کوئی میدان کی طرف

روے روشن ترا محفل مین جو دیکھین یہ بھی
جائین پروانے نہ پھر شمع شبستان کی طرف

تیرے دندانون کی صفت لکھئے تنا لب کی کرون
جاؤ ینین ملک عدن ہو کے بدخشان کی طرف

دام آفت سے مرے دلکو بچائے کوئی پاس
یہ کھنچا جاتا ہے اب گیسوئے پیچان کی طرف

ردیف قاف معجمہ

کیون نہ مجھسے ناتوان کو ہو لب دلبر سے عشق
بیشتر ہوتا ہے ایدل مور کو شکر سے عشق

اک مدت سے ہی مجکو ابروِ دلبر سے عشق
ہو نہیں وہ مرد جو رکھتا نہو خنجر سے عشق

خلق ہین ایجاد ہی اپنی دلِ مضطر سے عشق
سیکھ جائی جسکا جی چاہی ہماری گھر سے عشق

الفت گیسو مین ہی الفت قمری کی بھی مجھے
ہون تو دیوانہ مگر رکھتا ہون نشتر سے عشق

الفتِ گیسوی جانانکا ہی سودا دم کے ساتھ
جان جائیگی نجائیگا ہماری سر سے عشق

جو مسلمان ہین خلیل اللہ کے وہ دوست ہین
کیا عجب ہی بت پرستونکو جو ہو آزر سے عشق

جام و آئینہ بنایا نقشِ چشم و دل سے کھینچ
پھر مجھی کیونکر نہو جمشید و سکندر سے عشق

لپٹی رہتی ہی یہ مجھسے عشق پیچان کی طرح
ناتوانی کو ہی کچھ میری تنِ لاغر سے عشق

کیا مہ و خورشید کا جلوہ سمائے آنکھ مین
یار مجکو تو ہی تیرے عارضِ انور سے عشق

جو دیا ہمکو خدا نی صرف کرڈالا اوسے
ہی تعجب اسقدر قارونکو تھا کیون زر سے عشق

کیون دلِ پرداغ خوش اس چشم گریانسی نہو
بشترِ طاؤس کو ہوتا ہی ابرِ تر سے عشق

واد سہوئی ہی کہان تقدیر جا کر دیکھیے
ہی بتون سے عشق کیا گویا کہ ہی پتھر سے عشق

قصہ فرہاد و مجنون کو سنا کرتا ہون روز
آجکل مجکو ہوا ہی عشق کی دفتر سے عشق

ہم برابر جانتے ہین شاہ ہو یا ہو گدا
ہی نہ مفلس سے ہمین نفرت نہ اہلِ زر سے عشق

عاشقانِ رخ نہ کیونکر اون لبونکا دم بھرین
جنتی جو ہین اونہین ہی چشمۂ کوثر سے عشق

خالِ روی مہر کفنی اسکا شیفتہ ہی دل سے جو
ہو اوسے بیشک جہان مین حضرتِ قنبر رض سے عشق

بادۂ الفت سے محشر مین چھکا دینگے مجھے
پیاس ہے مجکو جنابِ ساقیِ کوثر سے عشق

ردیف کاف عربی

تیرے جور و ظلم کا شہرا ہی قاتل تا فلک
یہ شفق ہی یا کہ پہونچا خونِ بسمل تا فلک

آگ لگجائی زمین سے لیکے قاتل تا فلک
سر اگر کھینچین ہماری شعلۂ دل تا فلک

ماہ کو گردش ہے تارہ نہین کہ دورِ جام ہی
ہو گیا ثابت کہ جاری ہی یہ محفل تا فلک

الامان سب سالکانِ آسمان تھرا گئے
ہجر مین پہونچی جو میری نالۂ دل تا فلک

قسمت کوکب ماند ہو یہ جلوہ گر ہے چرخ پر
دیکھلو پہونچا ہے عکسِ تیغِ قاتل تا فلک

چرخ چارم پر مسیحا بھرتے ہین دم عشق کا
اب ترا شہرا ہوا ہی عیسی شمائل تا فلک

بزم مین تیری جو آتے ہین کبھی ای حور وش — یہانسے جاتی ہین ملک تہا جی ہوئی دل تا فلک
بام تک اوسکے رشک عیسی کی بھلا پہونچے نہین کیا — خبر ملک انسان کا جانا ہی مشکل تا فلک
حال مجنون کا نہین سنتی وہ اللہ رے غرور — اسکو پہونچا ہی دماغ زیب محمل تا فلک
آسمان پر ہجر کی شب مین نہین تارے عیان — تیری آہون کے شرر پہونچے ہین اے دل تا فلک
فرقت محبوب مین ہوتا جو سرگرم فغان — میرے نالو نسے یقین ہے رات بھر ہلتا فلک

کربلا کی سمت اوٹھینگے جو میرے پاؤن یاس
اوڑکے جائیگا غبار راہ منزل تا فلک

کیسے چور چور استخوان زیر خاک — فلک نے لیا امتحان زیر خاک
گئے آہ کیا کیا جوان زیر خاک — ہی یوسف کا بھی کاروان زیر خاک
مجھے دوستون نے دغا دی کہان — گیا چھوڑ کر کاروان زیر خاک
پھرا یا نکیرین نے سر مرا — سنائی نئی داستان زیر خاک
جو ہمسے بھی پہلے یہان آئے تھے — ملا کچھ نہ اونکا نشان زیر خاک
وہان بھی نہ ہم چین سے سوئینگے — ملیگا اگر آسمان زیر خاک
نکیرین بھی سب بند ہو جائینگے — چلیگی جو میری زبان زیر خاک
وہان بھی یہ پیسے گا کچھ شک نہین — سنا ہی کہ ہے آسمان زیر خاک
یہان ہنسنے دیگا نہ ہمکو فلک — بنائین اب اپنے مکان زیر خاک
نہین پوچھتا کوئی آکر خبر — کرو لاکھ آہ و فغان زیر خاک
نہ مرکر کوئی آسمان پر گیا — یہ عالم ہے سارا روان زیر خاک

فشار لحد سے بچائینگے یاس
علی ہین مرے مہربان زیر خاک

ردیف کاف فارسی

عاشق زار ہو گیا کوچہ جانان سی الگ — کبھی بلبل بھی ہوئی ہی چمنستان سی الگ
دام تزویر مین دنیا کی پھنسے رہتے ہین لوگ — یہ وہ سودا ہی کہ ہوتا نہین انسان سی الگ
سخت جانی اہی لیتے ہین ہم اشکل قاتل — میری گردن نہوئی خنجر بران سے الگ

یار جیسے ترے گیسو سے نہین بل جاتے
یونہین سیدہا نہین ہوتا دل نادان سے الگ

اک نہ اک روز وہان جانیمین فرقت ہوگی
اسلیے رہتے ہین ہم محفل جانان سے الگ

دل سے چھوٹی ہے نہ چھوٹیگی وہین کی الفت
کیا سکندر رہو بہلا چشمۂ حیوان سے الگ

جو گنہگار ہین ہون مستعد جانبازی
بیگنہ جو ہون کہڑے ہون کہین میدان سے الگ

حق سے باطل کبہی ملتا ہے نہ باطل حق سے
دین کافر سے الگ کفر مسلمان سے الگ

منہ جو بوسے کو بڑہاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
رونی صورت یہ رہے چہرۂ خندان سے الگ

اک نہ اک نقص بھی ہوتا ہے ہر اک کامل مین
داغ ہوتا نہین اک شب مہ تابان سے الگ

مین اسی شغل مین دن رات رہا کرتا ہون
عشق گیسو سے الگ ہے رخ تابان سے الگ

ہمصفیران چمن سمجھتے ہین خود آکر ہم
آشیان ہمتو بنائے ہین گلستان سے الگ

خواب مین مصر کو دیکہا نہ زلیخا کو کبہی
جذب الفت ہی سے یوسف ہوئے کنعان سے الگ

دست وحشت سے جدا میرے گریبان مین پڑا
خار الجھے ہوئے ہین گوشۂ دامان سے الگ

یاس اک اور غزل لکھے وہ ہو ذو بحرین
قافیہ ہو نہ مگر ضبط سخندان سے الگ

ذو بحرین

دل کبہی ہوگا نہ اوس زلف پریشان سے الگ
یاس قیدی بہی ہوا ہے کوئی زندان سے الگ

عشق کا کل مین نہین آنکھون کو ٹھرگا تنکا خیال
جہاڑ رہتے ہین مرے خار مغیلان سے الگ

ساتھ ساتھ اوسکے نہ جائین یہ حسینان جہان
غول پریون کے رہین میرے سلیمان سے الگ

اجنبیت سی مرے دلکو ہے مژگان سے تری
شیر یہ وہ ہے کہ رہتا ہے نیستان سے الگ

آنکھین ہوتی ہین تصور مین جدا آنکھونکے یا
مین پریشان ہون تری زلف پریشان سے الگ

اونکے ہونٹون سے نہ چھوٹیگی کبہی سرخی پان
رنگ ہوسکتا نہین لعل بدخشان سے الگ

اپنی محفل مین بلایا تہا عبث تمنے مجھے
کیسلیے روٹھے ہوئے بیٹھے ہو مہمان سے الگ

کاوش عشق مژہ سے تو نہین بچنے کی جان
یہ وہ نشتر ہے نہ ہوگا جو رگ جان سے الگ

چاہنے والون کے دل پھنستے ہی جاتے ہین صنم
پیچ ہوتی ہی نہین زلف پریشان سے الگ

ٹھوکرین کہائیگا او کبک مری کہنا تو مان
تو نہ جائیگا جو اوس سرو خرامان سے الگ

مجھسے اور اس سے نہیں بنتی کی وحشتین کبھی
کہد و مجنون سے رہے میری بیابان سے الگ

کیون نہین بہتے وہ اب آنسو تو بہتے ہین مرے
برق اک دم ہی کبھی رہتی ہے باران سے الگ

حلقۂ گیسوئے جانان سے نہ دل چھوٹیگا پاس
ہالہ ہوتا ہے کبھی مہرِ درخشان سے الگ

ردیف لام مہملہ

قتل کرنے سے مری ہے یہ پشیمان قاتل
تیغ کی طرح ہے خود سر بگریبان قاتل

دیکھتا کیا ہے لیے خنجرِ بران قاتل
جلد آ جوش شہادت ہے نہین ہان قاتل

بال بکھرائے ہوئے قتل کو جب تو آئے
کیون نہ بسمل ہوون تہ تیغ پریشان قاتل

سایۂ تیغ ہوا میرے لیے ظل ہما
ہوگیا قطع مجھے تختِ سلیمان قاتل

کلیان جوہر کی کہاتی ہین عجب طرحکا رنگ
تیری تلوار مین ہے لطفِ گلستان قاتل

ذبح کرکے مجھے تو نے تو نہین چھوڑا افسوس
اب مری لاش ہے یہان بے سر و سامان قاتل

لاکھ تو اسکو بچائے نہ بچیگا ہرگز
خونِ ناحق سے بھریگا ترا دامان قاتل

شل نہو جائے کہین ہاتھ نزاکت کے سبب
دیکھ شرمندہ نہونا سرِ میدان قاتل

بیکھتے چاہنے والون کو تہ تیغ کیا +
مفت گردن پہ لیا خونِ شہیدان قاتل

تڑپے بسمل کہ ہوا شورِ قیامت برپا
اوٹھکے مقتل مین ہوا جبکہ خرامان قاتل

ذبح کرتا ہے تو منہ پھیر کے کیون بیٹھا ہے
دیکھ کسطرح نکلتی ہے مری جان قاتل

حشر مین جاؤنگا فریاد کو یون پیش خدا
ہاتھ ہوگا مرا اور تیرا گریبان قاتل

جان پر کھیل کے ای یاس چلو تم ہی چلو
امتحان آج کریگا سرِ میدان قاتل

چاک ہوتا ہے گریبان تا بہ دامان آجکل
رنگ پر میری جنون کا ہے گلستان آجکل

رنگ لایا ہے نیا یہ سوزِ پنہان آجکل
ہے مرا سارا بدن سرو چراغان آجکل

پھر بہار آئی ہے پھر جوشِ جنون کی فصل ہے
ہو رہا ہے تار تار اپنا گریبان آجکل

کیا سبب جامے مین جو پھولا سماتا ہی نہین
مثل گل وہ باہر رہتا ہے خندان آجکل

ہجرِ جانان نے ہمین تصویرِ ماتم کر دیا
غم ہمارے خانۂ دل مین ہے مہمان آجکل

فصل گل ہی وحشیونکا شور و غل ہی دمبدم
بلبلین گلشن مین ہنستی ہین غزلخوان آجکل

بیقراری پر مری بجلی بہی ہنستی ہی تپان
ابر میری حال پر رہتا ہی گریان آجکل

دہیان مین لاتا نہین کچہہ قصۂ یوسف کو بہی
وہ ستمگر حسن پر اپنی ہی نازان آجکل

فصل گل مین اسقدر ہی قوت دست جنون
پہٹ گیا دامن سی بہی چاک گریبان آجکل

فصل گل مین پہر مجہے وحشت کی طغیانی ہوئی
پہر جنون نی چاک کرڈالا گریبان آجکل

عشق ابرو کا نہین یہ سامنا ہی موت کا
ہی مری گردن ہی تہ شمشیر بران آجکل

ایکدن بہی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہین
خوب یہ تمنی نکالی ہی مری جان آج کل

کیا غرض اسلام سی بندے اوسی کی ہوگئی
دیدیا اک بت کو ہمنی دین و ایمان آجکل

مثل مجنون ہوگئی ہی مجہکو وحشت کیا کہون
چہانتا پہرتا ہون مین خاک بیابان آجکل

دیکہکر لالی جیسے ہونٹو تیرا اوسکے بولا دل
کسقدر منہ چہپ گیا لعل بدخشان آجکل

ہر طرح مین یاس کہنا چاہئے ایک اک غزل
کیونکہ ہوتا ہی مرتب تیرا دیوان آج کل

خود نکلجاتے ہین تیر نالہ سے بکہیر دل
کچہہ خطا میری نہ انکی ہی نہ کچھ تقصیر دل

اپنے پہلو مین اسی رشک کو ہمنے دی جبکہ
اور اس سی بڑہکے کوئی کیا کرے توقیر دل

اشک یہ ہی اسقدر آنکہونسے ہجر یار مین
غرق آب شور آخر ہوگئی تعمیر دل

پڑ گیا تہا وہ جو اک تیر نگاہ اولین
دیکہہ اے قاتل تپان سینے مین ہی نخچیر دل

میرے پہلو سی چہڑا کر کیون کیا برباد اسے
او ستمگر ایسا دبتلا دے مجہے تقصیر دل

منہ سی کہ دیکہو انہی تیر مردہ ہو جاتا ہے
نام ہی درد جدائی کا فقط تقدیر دل

پڑگئی ہی اسکی وحشت ہوگی اب آفت بپا
تو ہی کر اے زلف جانان کچہہ نہ کچہہ تدبیر دل

ایکدم بہی میرے پہلو مین نہین اسکو قرار
کسطرح ٹہرا وکہینچیگا بہلا تصویر دل

آپکی باتین کیا کرتا ہے مجہسے ہجر مین
کسطرح مجہکو نہ خوش آئی بہلا تقریر دل

مجہسے نازک طبع کو عشق بت سنگین جگر
دیکہنا پتہر سے جاکر بہڑ گئی تقدیر دل

آگ بہڑکاتی ہی داغونکی حرارت قلب مین
جسم کو میرے جلائے دیتی ہے تبخیر دل

گم ہوا جب سی تصور ہے اوسی کا رات دن
سامنے رکہتا ہون اپنی آنکہ کے تصویر دل

تیر قاتل پڑگیا اس پر وہ تڑپا ہی کیا
واہ ری قسمت جگر کی واہ ری تقدیر دل

داغ کی ضو سے ہوا روشن سیہ خانہ مرا
جلوۂ مہتاب سے کچھ کم نہیں تنویر دل

دیکھتی ہی لوح پیشانی اوسی کا ہو گیا
یار کا نقش جبین ہی باعث تسخیر دل

بال اودہر بکہرے کہ وحشت سلسلہ جنبان ہوئی
زلف پیچیدہ ہوا اوس صیاد کی زنجیر دل

آنسوؤن کا شوق اوسکو باعث حیرت ہوا
یار کے گہر مین لگی ہی ہر جگہ تصویر دل

خون کی رنگ آمیزیان گلکاریان داغون کی ہین
دیدے کے قایل ہوا ہی رشک پری تعمیر دل

قید رکہا توڑ ڈالا خون کیا صدمے دیے
لیکے عاشق سے تو کیا خوب کی توقیر دل

کیون دکہائی اونکی صورت کیون مجہے مایل کیا
پہلے آنکہون کا قصور اسمین ہی پہر تقصیر دل

اسکو کچہ ارمان ہی ہی کچہ آپ سے کہنا بہی ہے
لیٹ کر پہلو مین سنئیے تو کبہی تقریر دل

بت لیے پہرتے ہین ہاتہون ہاتہ آسی بازار مین
جرم الفت پر ہوئی ای یاس کیا تشہیر دل

ردیف میم

راضی ہین ہمسے تیری رضا اور رضا سے ہم
توام ہین دونون ہمسے وفا اور وفا سے ہم

ہمکو نہ اونکی زلف کا سودا ہو کسطرح
پیدا ہوئی ہی ہمسے بلا اور بلا سے ہم

جہگڑا ہوا تہا جو گل و بلبل کے واسطے
برسون لڑی ہی ہمسے صبا اور صبا سے ہم

یہ ناتوان تہے اسنے جو ڈہونڈا نہ ہم ملے
کیا ہی خجل ہوئی ہی قضا اور قضا سے ہم

تحفت نہوگی کچہ تپ فرقت مین ای طبیب
ہین برخلاف ہمسے دوا اور دوا سے ہم

سودائی زلف ہمپہ ہوا ہی بہت وبال
چہوٹینگی ہمسے کب بلا اور بلا سے ہم

ہمسے تو خفا ہین منہ سے وہ کچہ بولتے نہین
بگڑی ہوئی ہی ہمسے حیا اور حیا سے ہم

اونچی یہ ایک تیر کبوتر کا قول ہے
ہین اوج مین بلند ہما اور ہما سے ہم

کہنچا ہی طول عشق کو آزار نے بہت
اب دور تر ہی ہمسے شفا اور شفا سے ہم

دست جنون دراز ہوا چاہتا ہے پہر
آئی ہی تنگ ہمسے قبا اور قبا سے ہم

ای یاس ایک دن جو کدورت نہ پائی راہ
ہمسے رکی چمن مین صبا اور صبا سے ہم

وحشی ہین عشق زلف شکن در شکن سے ہم
پہرون لڑا کیا کرتے ہین آنکہین ہرن سے ہم

یادِ وطن کبھی کبھی جنگل کا ہے خیال
اے دل تنگ ہین تمہی دیوانے پن سے ہم

عادل کا سامنا ہے گناہون کی شرم ہے
مرقد مین منہ چھپائے ہوئے ہین کفن سے ہم

جز خارِ غم ہوا نہ محبت مین کچھ وصول
کیا خاک دل لگائین کسی گلبدن سے ہم

یوسف کی طرح ڈوبے ہین ہم اسکے عشق مین
کب دیکھیے نکلتے ہین چاہِ ذقن سے ہم

بلبل نہ تجھی خار کہ جاتے ہین باغ سے
برخاستہ دل آپ ہین اس انجمن سے ہم

بوسے لبون کے لینگے جو ٹوٹینگے دانت اب
جاتی ہین اب عدن مین نکلکر یمن سے ہم

آیا جو ہمکو سبزۂ رخ کی تمنا کا دھیان
اوگلین گے زہر اکیلے اپنے دہن سے ہم

تجھکو بھی ان بتون کی خدائی سے کچھ ملا
پوچھین گے اب جاکے کسی برہمن سے ہم

یہ وجہ ہے جگر جو ہمارا ہے داغدار
رکھتے ہین عشق دل مین کسی گلبدن سے ہم

یاس اپنی شاعری پہ ہمین کیا غرور ہو
آگاہ کب ہین کوچۂ شعر و سخن سے ہم

در جسم خود ز فکر سخن مثل جان شدم
این خواستم کہ نام شود بے نشان شدم

عشقت تمام کرد مرا در شباب حیف
چون رو نمود فصل بہاری خزان شدم

در جستجوی او چو بدر رفتم از وطن
مانند روح از تن خاکی روان شدم

دارد عجب بہار تن داغدار ما
در الفت گل رخ تو بوستان شدم

کاہیدہ کرد الفت ابروے نازنین
تیر نظر فتاد بسینہ کمان شدم

عشق میان یار مرا کرد ناتوان
از کاہش الم چہ شد این ہمچنان شدم

یک عمر رنج فرقت جانان کشیدہ ام
چون نام وصل آمد و من شادمان شدم

دل را خیال سیب ذقن داد قوتے
ہر گہ کہ من ضعیف شدم ناتوان شدم

در باغ دہر آمدہ ام مثل بوئے گل
آخر چرا بخاطر ہر کس گران شدم

نالہ ز دل کشم پئے یاران رفتگان
آخر درین سرا جرس کاروان شدم

شاید کشد مرا بدہد ساغر شراب
بر این امید بندۂ پیر مغان شدم

افتادگی عشق غبارم تباہ کرد
در کوی یار خاک رہ رفتگان شدم

دل داغدار یافتم و اشک لالہ گون
در خانہ باغ الفت او میہمان شدم

ای یاس از ازل ہدف تیر الفتم

در صید گاہ کشتۂ ابرو کمان شدم

پھر اپنا صبر آزمائینگے ہم جو یار پھر کو پائینگے ہم
سکان ڈلبر یہ جا مانگینگے ہم محبت اپنی جتا ئینگے ہم
جو بوسۂ رخ کا نہ پائینگے ہم تو اوسکی ذلت اوٹھا ئینگے ہم
جو سیر گلشن کو جائینگے ہم تو خارِ غم وہان سے پائینگے ہم
نہین ہمین کچھ ستم کی پروا ابھی تو سہتا ہین نازِ بیجا
ادھر وہ پھرتا ہون اوٹھا کے دامان نہ کر نا سیر خرامان یار
یہ تیر مژگان جو ہین صف آرا انہون نے کسکو نہین ہے مارا
جو دیکھے گلشن مین سنبل و گل کرینگے یاد اونکے زلف و کاکل
یہ دو بلا ئین ہین جبکہ باہم تو کیون نہ برہم ہو دونون عالم
ارادہ ہے جان سونپنے قاتل و ہاتھ ان تیغِ جفا سے بسمل
ہر ایک خوشرو یہ تو ہے مائل ہر ایک سے وصل کا ہے سائل
بہار آئی تو دو چمن مین رہینگے وحشی نہ پھر وطن مین
ہین تیری ابروئے جفا یہ مائل سمجھکر ہونگی ضرور بسمل
تھینگے کیا وحشت فزو مین قبائے تنگی جوشِ جنون مین
یہ جذبِ الفت ہے اپنے تن مین کہ رنگِ گل جسطرح چمن مین
مرا ارادہ سمجھ گیا ہے کہ وصل کا اسکا مدعا ہے

ادھی کی پھر ناز اوٹھائینگے ہم ادھی سے پھر دل لگائینگے ہم
توجہ اونکی جو پائینگے ہم حکایتِ دل سنائینگے ہم
منہ اپنا کسکو دکھائینگے ہم جو اسطرح منہ کی کھائینگے ہم
خیال رخ دل مین لائینگے ہم شیفتہ کا داغ اٹھائینگے ہم
بلا ہے بدخو ہے یار اپنا اوسی سے پھر دل لگائینگے ہم
بُری ہین اسکی چلین کہ سامان یہ راہ اوسکو سجھائینگے ہم
یہ اونکی آنکھون کا ہے اشارا کہ عاشقون کو رولائینگے ہم
دکھا کے داغِ دل اپنا بلبل گلون کو تجھپر ہنسائینگے ہم
اشارے زلفون کے ہین یہ پرخم کسیکے دل کو پھنسائینگے ہم
خیال ہے نام کا جو اے دل نشان بھی اپنا مٹائینگے ہم
یہی جو دیوانہ پن ہے اے دل تجھے کہانتک بچائینگے ہم
صبا اگر سر اڑی ہمین سے تو دم مین اوڑ جائینگے ہم
بہم یہ سرگوشیان ہین قاتل دل و جگر مین سمائینگے ہم
پہن لی زنجیر اگر جنون مین تو دیکھنا غل مچائینگے ہم
شبِ وصال اوسکے پیرہن مین مثالِ نکہت سمائینگے ہم
وہ شوخ ہنس ہنس کے کہہ رہا ہے بلاؤ گے تم تو آئینگے ہم

بیان کرین کیا ہم اپنی وحشت نہ تھی جو اتنی کہان لیاقت
سنا جو ای یاس ذکرِ جنت تو بولا کر وہ زرجا ئینگے ہم

دیکھتے ہین روز و شب تیرے رخِ روشن کو ہم
عشق مین بالکل تمیز نیک و بد رہتی نہین
ضعف کا ہے زور عشقِ گیسوئے محبوب مین
آجکل مرغوب ہے اسد رجہ سووے کی خلش
شیفتہ اپنا کیا تو ہے مگر یہ جان سے لے
تیغِ قاتل چلگئی بادِ بہاری کی طرح

دھیان ہین کیا لائین مہر و ماہ کے جوبن کو ہم
دوست اپنا جانتے ہین اوس وفا دشمن کو ہم
دستِ وحشت سے چھڑا ئین کسطرح دامن کو ہم
جلا کی ادبھا وتیرے ہین خار سے خود دامن کو ہم
حشر کے دن بھی نہ چھوڑینگے ترے دامن کو ہم
دامنِ گل جانتے ہین زخم کے دامن کو ہم

مین گنا ہون ہر جور و یا خشم مین آئی صدا
کسطرح دو زخمین بھی مین الیسی تر دامن کو ہم

تیرے گیسو کی تصور مین اگر گھٹتا ہی دم
جا کی خود سود ہمین بند ہوا دیتی ہین گردن کو ہم

جب مسی مالیدہ لب کا تیرے آجاتا ہے ذکر
شرمگین باتی ہین گلشن مین گل سوسن کو ہم

گوشۂ غفلت سمجھتی ہین خم شمشیر کو
عشق ابرو مین گہر اپنا جانتے ہین ان کو ہم

ابہی اس فصل مین ملتا ہی رونے کا مزا
ہجر کے کچھ دن تصور کرتے ہین ساون کو ہم

فرقتِ جانان مین ایسی غم کی عادت ہو گئی
روز مرہ جانتے ہین نالہ و شیون کو ہم

پھوٹ جائین اوسکی آنکھین تجھہ چھوڑا لے نظر
دیکھین تو اہو رشک گل دیکھین ترے جوبن کو ہم

ایسی ایسی کہیل ہمنے عشق مین کہیلے بہت
اک گہروندا جانتے ہین قیس تیرے بن کو ہم

داغ دلکے جلنے لگتے ہین یہ ہوتا ہے قلق
یاد کرتے ہین اگر تاریکیِ مدفن کو ہم

یاس پیری مین جوانی کا تاسف ہی ہمین
یاد کرتے تہے جوانی مین یونہین بچپن کو ہم

ردیف نون معجمه

اولٹ دے شاہد معنی اگر نقابِ سخن
دکہاے جلوۂ خورشید آفتابِ سخن

دماغ کیون نہ معطر ہون سننے والونکے
بہرا ہی شیشۂ دلمین مری گلابِ سخن

زمین شعر کو ہی اوج آسمان کی طرح
دکہا رہا ہے چمک نور آفتابِ سخن

ہر ایک شعر مرا کم نہین ہی دیوان سے
کسی کو شک ہو تو وہ دیکھ لے کتابِ سخن

مرے کلام کا ساری جہان مین شہرہ ہی
عروج پر ہے بہت اندنون شبابِ سخن

صفائی نظم گہر پر نظر کرین نہ کبہی
دکہاؤن جوہریون کو جو آب و تابِ سخن

خدا نے مجھکو بنایا ہی مخزنِ اشعار
زبان جو بند کرون پھر کہلی نہ بابِ سخن

ہمارا سینۂ بے کینہ ہے خزینۂ شعر
زبان کلید سخن ہی تو لب ہین بابِ سخن

اگر ہے طبع مین تیزی تو پھر خموشی کیا
غضب ہی کھلکے جو ہو جاتی بند بابِ سخن

زبان دہن مین ترے پاس سیفِ بران ہی
مجال کیا جو کوئی دے سکے جوابِ سخن

یہ سیکڑون جو گل ہین دلِ داغدار مین
انکی بہار دیکہینگے فصلِ بہار مین

ساقی بنا گلا ہو نکو یون بہار مین
ہو عطر کیتکی کا سئے خوشگوار مین

گروش پہ پتلیون کو نہین چشم یار مین
شیشو نکے بدلے بہرتے ہین آہو کہسار مین

شوخی تو دیکہو کہتی ہین بوس و کنار مین
تو نے تو مجکو ڈالدیا ہے فشار مین

جلتے رقیب دیکہکے بوس و کنار مین
کیا کیجئے کہ یار نہین اختیار مین

آغاز خط ہوا رخ رنگین یار مین
گہیرا خزان نے باغ کو فصل بہار مین

رنگ خزان ہی باغ جہان کی بہار مین
بوئے وفا نہین چمن روزگار مین

کیا خاک ان گلونسے محبت کرے کوئی
بوئے وفا نہین چمن روزگار مین

کہلجائیگا جو باغ مین بولینگی بلبلین
میری زبان بند نہوگی ہزار مین

جوش جنون رہا جو یہی بعد مرگ بہی
درکار ہونگے لوہے کے تختے مزار مین

ہر وقت ہین کسی سے تصور مین ہمبغل
اوٹھتا ہے لطف وصل ہمین انتظار مین

سودا ہوا اک آئنہ رو کی جو زلف کا
جاتے ہین ہم حلب مین کبہی گہ تتار مین

رہتا ہی زلف و رخ کا تری روز و شب خیال
کٹتی ہے زندگی اسی لیل و نہار مین

ہین لاکہ چاہتا ہون نہ افشا ہو راز عشق
پر کیا کرون کہ دل ہی نہین اختیار مین

اوٹہکر لحد سے دشت مین جاتا ہی بار بار
مجنون کی کیا ہی خاک ہمارے غبار مین

ای یاس یار آسکے نہ ملنے تو کیا کرون
کیونکر پرایا دل ہو بہلا اختیار مین

بیجا نہین سوچی سے جو ہم تمپہ فدا ہین
یہ ناز نرالے یہ ادائین ہی جدا ہین

جس روز سے ہم شیفتۂ زلف دوتا ہین
وحشی ہین پریشان ہین گرفتار بلا ہین

دو دن کی محبت مین یہ عاشق سی برائی
کیون جی ہی کہتے تہے کہ ہم اہل وفا ہین

سودائی محبت مین زخود رفتہ ہون ایسا
ہی عقل ٹہکانے نہ مری ہوش بجا ہین

کیونکر ہون حسینان جہان اونکے مقابل
وہ حور لقا ماہ لقا مہر لقا ہین

پیسا ہے ہمین عشق نے ان گلبدنونکو
گویا چمن دہر مین ہم برگ حنا ہین

حاضر ہی یہ سر شوق سی تو کاٹ لے قاتل
گردن نہ ہلا ینگے کہ ہم اہل وفا ہین

پامال جہان اس سے تو خلق اوس سی پریشان
قامت جو قیامت ہی تو گیسو بہی بلا ہین

اللہ اس آفت سے مرے دلکو بچائے
بت مائل ظلم و ستم و جور و جفا ہین

سکون کی جو ہی فوج تو آہونکی ہین رات ‏— نالی مری اس قافلے مین بانگِ درا ہین
ا ہی یہ ہواز ور مری دستِ جنون کا ‏— دامن سی بہم چاکِ گریبانِ قبا ہین

ہی سب سی جدا رنگ تری کہنی کا ای یاس
بندش ہی جدا ہی یہ مضامین ہی جدا ہین

رکے قتل مین جو وہ قاتل نہین ‏— جو تڑپے تہِ تیغ بسمل نہین
محبت ہی لیکن حقیقت مین مین ‏— بتونکی خدائی کا قائل نہین
جو مینے کہا تمپہ دیدونگا جان ‏— تو بولے کہ ایسا ترا دل نہین
تصور کیا جسکا دیکہا اوسے ‏— مری بر مین آئینہ ہی دل نہین
محبت کا جسمین نہو کچہہ اثر ‏— وہ پتہر سے بدتر ہی پہر دل نہین
خوشی کے عوض اسمین رہتا ہی غم ‏— یہ بیت الحزن ہی مرا دل نہین
تری بیوفائی سے اوے وفا ‏— جو پہلے تہا اب وہ مرا دل نہین
مسافر عدم کے رہے قبر مین ‏— کہ بہتر کوئی اس سی منزل نہین
جو یون دیکہیے تو بہت سہل ہی ‏— مگر عشق سی بڑہکے مشکل نہین
بلا زلف چتون غضب قہر چشم ‏— بتاؤ مرا کون قاتل نہین
کہانی کہون کس سی مین عشق کی ‏— یہ قصہ تو کہنے کے قابل نہین
کدورت سی یہ صاف ہی دل مرا ‏— کہ آئینہ اسکے مقابل نہین
جبین منور تری چاند سے ہے ‏— ستارا ہی رخسار کا تل نہین
یہان جمع ہین سب جہانکے حسین ‏— پرستان ہی تیری محفل نہین
سوا حسرت و درد و اندوہ کے ‏— کچہہ اس عشق کا اور حاصل نہین
اوٹہائی نہ جو ناز معشوق کے ‏— مین ایسی محبت کا قائل نہین
کریگا نہ غل اسکا قیدی کبہی ‏— یہ زلفِ رسا ہے سلاسل نہین
کیا جب طلب بوسہ بولا وہ شوخ ‏— تری بات سننے کے قابل نہین
ملی انتہا کچہہ الفت کی کب ‏— یہ دریا وہ ہی جسکا ساحل نہین

جو چاہو تو اک بوسہ دو یاس کو
کہ آسان ہے یہ بات مشکل نہین

اگر سوتے ہین کبھی ہم اوس مہ کامل کے پہلو مین
شعاع نور پیدا ہو ہماری دل کے پہلو مین

جگہ ملجائے حسرت کو اگر ہلِ مل کے پہلو مین
بسر کر دی یہ اپنی عمر میری دل کے پہلو مین

نہ کیون خائف رہون مین اونکی در دیدہ نگاہون سے
لٹا ہے قافلہ حسرت کا اکثر دل کے پہلو مین

نہ حسرت ہے کوئی ہمین نہ کوئی آرزو ہمین
فقط جلوہ کسی کا ہے ہماری دل کے پہلو مین

مرا ہمدرد ہی آباد کردے اسکو دنیا مین
خدایا اور دل دے اک مجھے اس دل کے پہلو مین

نہ آئیگی نظر مجکو خوشی کی شکل دنیا مین
غم و رنج و الم ہین جمع میری دل کے پہلو مین

جگر کے داغ کچھہ دکھلا رہے ہین طرفہ کیفیت
چمن تازہ کھلا ہے یہ ہماری دل کے پہلو مین

مگر مجھسے رہتا ہے رقیب روسیہ میرا
ہمیشہ خاک اڑا کرتی ہے اسکے دل کے پہلو مین

جگر بھی دل بھی دونون باہم جدائی مین تڑپتے ہین
کوئی بسمل تپان ہو جسطرح بسمل کے پہلو مین

ادٹھو دنیا سے جب پھر کچھہ دنون ہین بھی سکن ہے
سفر ہے گور بھی ہے آخری منزل کے پہلو مین

تصور جب کیا لیلی کو اپنے پاس ہی پایا
رہا اسطرح مجنون صاحب محمل کے پہلو مین

یقین ہے آج مقتل مین مری باری بھی آجائے
لیے جاتا ہے دل مجکو مری قاتل کے پہلو مین

ہوا ہے خون میری آرزو کا وای بیدردی
کسی ظالم کی محفل مین کسی قاتل کے پہلو مین

خدا جانے یہ بیداری تھی یا خواب پریشان تھا
وہ سوئی رات بھر مجسے گلے مل ملکے پہلو مین

بہت دشوار تھا اسکا ردیف و قافیہ لیکن
غزل تو نے کہی اے یاس کس مشکل کے پہلو مین

کیا جسم ہے لطیف کہ سمایا کہین نہین
تجسا جہان مین یار کوئی نازنین نہین

یہ رخ نہین یہ زلف نہین یہ جبین نہین
پر مہر و ماہ مین کوئی تجسا حسین نہین

وحشت مین ہے جست تن پہ نہین ہے کہین نہین
دامن ہے گر تو جیب نہین آستین نہین

افسوس کا مقام خرابات دہر ہے
خالی مکان پڑے ہین ہزارون مکین نہین

جسطرح ہوگا بوسہ لب آج لینگے ہم
اچھی نہین یہ آپ کی ہر دم نہین نہین

حسن سخن وہ ہے کہ ہر اک دلپہ نقش ہو
کس کام کا وہ نام کہ جسکا نگین نہین

ذرے بھی جلوہ گاہ کے رشک نجوم ہین
ہے آسمان کوچہ کی تیرے زمین نہین

انکار وصل موت سے بدتر ہے مجکو یار
ہان ہان بہت ہے خوب بری ہے نہین نہین

ہم وقت مرگ مصحف رخسار دیکھتے
پر کیا کرین کہ یار دم واپسین نہین

ساقی ہے مے ہے عیش کا ساماں ہے باغ ہے
یا دشمن خیر آج مرا ہے جبین نہین

ہو خاک چین وحشت نوردی مین اے جنون
صحرا کی یہ زمین ہے چمن کی زمین نہین

آتی ہے ہے سے یار کی تیور بدل گئے
یہ طور ہے عتاب کا چین جبین نہین

بیٹھے جو یہ کہا کہ مین عاشق ہون آپکا +
بولے کہ تیری بات کا مجھکو یقین نہین

کاٹینگے ہم گلا جو نہ آئیگا شام سے
یا آج تیرا ہجر نہین یا ہمین نہین

دیکھین تو کون رہتا ہے اب بزم یار مین
یا غیر روسیاہ نہین یا ہمین نہین

قاتل اگر سے تجھے کوئی گلا ہو یا ہو یاس اگر
حیدر کا جو عدو ہے وہ کیونکر لعین نہین

کوئی فرا گل و بلبل کی انجمن مین نہین
جو تو نہین تو پھرا ہے یار کچھ چمن مین نہین

بہار ایسے گلون کی بھی انجمن مین نہین
جو دل لگی وا نعو ہمین ہے لطف وہ چمن مین نہین

مہک یہ حضرت یوسف کے پیرہن مین نہین
تری پسینے کی بو عطر یاسمن مین نہین

عجیب لطف ہے وحدت مین اوسکی کثرت ہے
مری حبیب کا جلوہ کس انجمن مین نہین

خدا کی عفو نے یہ پاک کردیا ہے مرگ
گناہ کا کہین دھبا مرے کفن مین نہین

نہ ہم عدم کے ہین قائل نہ اوسکی ہستی کے
ہمین کلام کوئی یار کے دہن مین نہین

مثال دون کسے اوس کاکل معنبر سے
خطا معاف ہو یہ مشک ختن مین نہین

یہ سچ یہ وہ پیچ ہے کسی مین نہ یہ تراش و خراش
جواب یار کا واللہ یاسمین مین نہین

خدا کی فضل سے ہر رنگ مین کہے اشعار
وہ بات کونسی ہے جو مرے سخن مین نہین

وہان ہے مجمع اغیار یہان ہجوم ملال
جس انجمن مین ہے تو مین اوس انجمن مین نہین

ابھی ہے چشم عنایت ابھی نظر ٹیڑھی
کسی کی آنکھ مین شوخی ہے جو ہرن مین نہین

کسی سے آنکھ لڑی اور ہم ہوے سرشار
یہ تیزیان تو کہین بادۂ کہن مین نہین

نکلکے تن سے مری روح نے کہا رخصت
مسافرت مین فرح جو ہے وہ وطن مین نہین

کسی کے روے منور سے ہے حجاب اسے
نقاب چہرہ یہ ہے چاند یہ گہن مین نہین

خدا کی شان کہ ہین غیر باریاب وہان
ہمارا ذکر بھی اوس بت کی انجمن مین نہین

فلک پکارا جو قاتل نے پہنی کپڑے سرخ
یہ رنگ نو تو مرے جامۂ کہن مین نہین

عیان ہے اوسکی نزاکت تو اسکی پوشیدہ
کمر مین راز ہے جو وہ تری دہن مین نہین

یہان عدو کا نہین ڈر جو بوسہ لے نہ سکون
کہین تو آ کے بہا میری انجمن مین نہین

مین وہ جہان مین ہجران نصیب ہون اے یاس
کہ وصل کا کہین مضمون مرے سخن مین نہین

نظیر اپنا نہین رکھتا وہ گلرو خوش بیانی مین
کہان پائی یہ نغمے عندلیب بوستانی مین

وہی پایا ترا عالم بھی اے مہرو جوانی مین
سنا تھا حسن یوسف کا جو کچھ ہمنے کہانی مین

بلا پر جو بلا آتی ہے اس دنیائے فانی مین
کوئی معشوق ہے بیتاب قبائے آسمانی مین

کہا جو حال اپنا وصل مین اوسنے تو دل بولا
گذر جائیگی ساری رات اسی قصے کہانی مین

خیال ہجر وصل یار مین آنے ہی دیا مین
ہوا سامان غم میری لیے کس شادمانی مین

تنزل کا خیال اکثر ترقی مین بھی رہتا ہے
نگہ پیش نگہ رہتی ہے پیری بھی جوانی مین

نہین جو دیکھتا ہے مشتری ہوتا ہے سو جان سے
سنا تھا ذکر یوسف کا فقط ہمنے کہانی مین

نہین یہ جان دیگا زندگی جبتک کہ باقی ہے
کبھی عاشق نہ کوتاہی کریگا جانفشانی مین

یکایک عشق زلف و قد نے مجکو آ کے گھیرا ہے
مقدر نے پھنسایا کس بلائے ناگہانی مین

ملے مضمون اگر آب در دندان جانان سے
قلم میرا نہ کوتاہی کریگا پھر روانی مین

خمار آلودہ آنکھین دیکھکر مین مست ہوتا ہون
نہوگا نشہ یہ ہرگز شراب ارغوانی مین

خوشی کیسی ہمیشہ صدمہ و آلام رہتے ہین
سوائے رنج و غم پایا نہ کچھ دنیائے فانی مین

قلم میرا ہمیشہ نقش پرداز حسینان ہے
نہوگی یہ صفت تو خامۂ بہزاد و مانی مین

ہماری داستان سنکر جگر شیرون کے ہلتے ہین
نہ ہوگا دبدبہ ایسا تو رستم کی کہانی مین

یہ بدبختی معاذ اللہ یہ کثرت گناہون کی
فزون ہے کوہ سے بھی پلۂ میزان گرانی مین

دم رخصت انگوٹھی اوسنے جب مانگی تو وہ بولے
ہم اپنی یاد دیتے ہین فقط تجکو نشانی مین

ہوا آزار ہمکو عشق چشم یار کا پہلے
تپ فرقت نے زور اپنا کیا پھر ناتوانی مین

ذرا آرام دنیا مین نہ پایا وائے بیدردی
پڑی سر پر ہمارے عشق کی آفت جوانی مین

عرق آلودہ ابرو دیکھتے ہی جان دی مینے
سفینہ میرا ڈوبا ہے اسی خنجر کے پانی مین

نہین معلوم وہ موسیٰ سے کیا پردے کی باتین تھین
کسی کو دخل کب ہے اونکے راز لن ترانی مین

سند ہے روزمرہ ٹھیک ٹھیک استاد کا اپنے
عجب لطف زبان ہے یاس تیری شعر خوانی مین

میلر و نا تہا کہ گہنگہور گہٹائین آئین
سبز آہو لیے ہوا او نہ ہوائین آئین

ساقیا آج وہ دن ہے کہ چلے جام پہ جام
جہوم کر خوب گہٹا او نہ گہٹائین آئین

ہوسین آ گئین دنیا کی ہمارے دلمین
بہر گیا سبزہ وہ ہوا او نہ ہوائین آئین

کسنے باندہی ہے یہ اوتری ہوئی پوشاک اپنی
جو گلو نکلے لیے رنگین قبائین آئین

ٹہنڈی سانسون سے مری بجہگئی داغ جگر کی
شمعین گل ہو گئین آخر وہ ہوائین آئین

عشق گیسو و خط و خال سیہ نے گہیرا
میرے دلپر یہ بلا او نہ بلائین آئین

کوئی صحرا کو چلا کوئی سوے میخانہ ہا
جب بہار آئی جنون خیز ہوائین آئین

سیر کرتا ہوا او ماہ جدہر جا نکلا
ادہر آیا ادہر آنا یہ صدائین آئین

جسکے شایان ہے جو اوسنے کیا وہ حاصل
صبر آیا مجہے قاتل کو جفائین آئین

ملتجی ہم جو ہوئے یاس اجابت بولی
مین بہی موجود ہون تیری جو دعائین آئین

وہ نہین جس مقام پر ایسا کوئی مکان نہین
جلوہ ہے اوسکا ہر جگہ شان خدا کہان نہین

ضبط اسی کا نام ہے دود جگر عیان نہین
اپنا ہی بس یہ کام ہے جلتے ہین اور دہوان نہین

مجہسے بیان ہو کیا بہلا حال عدم عیان نہین
وصف دہن کرونمین کیا کام ہے کی زبان نہین

تازہ عدم سے آیا ہون جانکے پوچہو میرا کچہہ
کون ہے جان کیا بتاؤنمین نام نہین نشان نہین

فصل بہار آگئی جام دے ساقیا ہمین
نسبت عنب کی ہے بجہ تن مین ہمارے جان نہین

پہرتا ہون خاک چہانتا ایسا مجہے جنون ہوا
زلف کا ہے یہ سلسلہ پاؤنمین بیڑیان نہین

حسن کا تیری جانجہان شہرہ نہین کہان کہان
کہتا ہے پیر آسمان ایسا کوئی جوان نہین

بیٹہے ہم آکے متصل تیشہ زرا لگا کے دل
قصہ ہے میرا جانگسل ہے کوئی داستان نہین

ضعف بڑہا ہے اسقدر ڈہونڈہے اگر کوئی بشر
جسم کا فرش خواب پہ نام کو بہی نشان نہین

جائین ہمارے دل ولٹانکہ اگر وہ لے لپٹ
گردش چشم یار ہے گردش آسمان نہین

واعظو نسے جا کہو جی بہل ہے وہ بہار آجکل
جسمین خزان کا ہو عمل وہ مرا بوستان نہین

کٹ گئی ہین رقیب سب فقرے ہین اسکے بہی عجب
تیغ یہ تیز ہے غضب یاس مری زبان نہین

تشنۂ شربت دیدار رہا کرتے ہین
الفت چشم مین بیمار رہا کرتے ہین

عاشق ابروے خمدار رہا کرتے ہین ... ہم شہادت کے طلبگار رہا کرتے ہین
گیسوے یار کے پابند ہین اک مدت سے ... اس سلاسل مین گرفتار رہا کرتے ہین
عاشقون کو یہ فضا بہاتی تری کوچے کی ... صورت سایۂ دیوار رہا کرتے ہین
نقطۂ خال کا سودا جو ہوا ہے ہمکو ... چرخ مین صورت پرکار رہا کرتے ہین
الفت چشم مین دنیا کی خبر کیا ہمکو ... نشۂ عشق مین سرشار رہا کرتے ہین
ہوش آتا نہین موسیٰ کی طرح مدت سے ... محو نظارۂ دلدار رہا کرتے ہین
زندگی خوش نہین آتی ہمین اس صدمے مین ... ہجر مین جان سے بیزار رہا کرتے ہین
اوس جگہ جانے کو کیا خاک مرا جی چاہے ... بزم دلبر مین تو اغیار رہا کرتے ہین
درد و رنج و الم و یاس کا مضمون ہو نہین ... ہجر مین یہ مرے غمخوار رہا کرتے ہین
آجکل وصل صنم فضل خدا سے ہے نصیب ... بخت خفتہ مرے بیدار رہا کرتے ہین
درد و رنج و الم و غم سے بہلتا ہے دل ... میرے ہمدم یہی دو چار رہا کرتے ہین
اک نہ اک بات نکلتی ہے ستانے کے لیے ... وہ مرے درپئے آزار رہا کرتے ہین
بیٹھا کرتے ہین جو اوس گل کا دبا کر پہلو ... غیر کی آنکھ مین ہم خار رہا کرتے ہین
جگر و دل ہی نے اک ساتھ دیا الفت مین ... یہی دونون مرے غمخوار رہا کرتے ہین
چہچہے کرتے ہین مدح رخ جانانہ مین مدام ... بلبل گلشن ہنجار رہا کرتے ہین
نہوا چاک محبت مین گریبان نہ سہی ... سینہ چاک اور دل افگار رہا کرتے ہین
دیکھو زر حضرت یوسف کو زلیخا نے لیا ... ہم ترے دلسے خریدار رہا کرتے ہین
پاس رکھتے ہین نشانی یہ ترے ابرو کی ... ہم جو باندھے ہوئے تلوار رہا کرتے ہین
فصل گل مین بھی نہین کھولتا صیاد قفس ... بلبل اوڑ جانے کو تیار رہا کرتے ہین
منتظر حضرت موسیٰ کی طرح کون ہے ... یہ وہی طالب دیدار رہا کرتے ہین
سر میدان وہ کبھی تیغ ادا کھینچین تو ہا ... ہمتو مرجانے پہ تیار رہا کرتے ہین

کس حسین نے یہ ستایا ہے ذرا کہیے گویا
آپ کیون جان سے بیزار رہا کرتے ہین

یہی عجب افسانۂ بلبل چمن مین کیون نہین ... ذکر میرا یار تیری انجمن مین کیون نہین
استقامت قدرت لبون کو ہے تعجب کی جگہ ... آب حیوان یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین

بار ہا اونکے لب شیرین کے ہین بوسے لیے / پھر حلاوت قند کی میرے دہن مین کیون نہین
عمر تو ساری ہوئی رنگین مزاجی مین بسر / قبر میری دوستو صحن چمن مین کیون نہین
آیا مدت سے یہ ڈوبا ہے اسی کی چاہ مین / دل ہمارا یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین
ہمسر سکا اسکو دعوی ہے اگر بیجا ہے سب / اونکی زلفون کی بھی بو مشک ختن مین کیون نہین
سامنے جلتے ہین پروانے نہین پروا اسے / بو کی الفت دوستو شمع لگن مین کیون نہین
گو مین دیوانہ ہون پہ کیون بھاگتے ہین مجھ سے سب / بو محبت کی مرے اہل وطن مین کیون نہین
جامۂ ہستی ہمارا تو بہ تو ہے آج تک / ایک وہ پیوند اس رخت کہن مین کیون نہین
ساقی کی کیون ہوگئی ہے صبح تا کمین شریک / بانکپن کی بات اوسکی بانکپن مین کیون نہین
پیستا ہے گر نہین تو پیس ہی ڈالے کہین / آسیا کی طرز اس چرخ کہن مین کیون نہین
اپنے جیتے جی تو ہمین پہنا کیا عمدہ لباس / بو تکلف کی مرے دو گز کفن مین کیون نہین
یار کی آنکھون کی ہے شوخی بھی ہے وحشت بھی ہے / اوسقدر شرم و حیا ایدل ہرن مین کیون نہین
دیکھتے ہین جسکو اچھا سب مٹاتے ہین اوسے / ہے تعجب قدر کامل اہل فن مین کیون نہین

ہر جوان سے بیوفائی کر رہی ہے دنیائے دون
یاس پھر رسم وفا اس سرزمین مین کیون نہین

دل بلبل کو نہین باغ مین آرام کہین / خلش خار کہین ہے کشش دام کہین
میری تحقیر کہین ہوتی ہے اکرام کہین / یاس کہتے ہین کہین عاشق بدنام کہین
فصل گل مین نہین بلبل کو کوئی دم آرام / غم صیاد کہین خطرۂ گلدام کہین
کوئی مدت سے ہے وابستہ کوئی تازہ اسیر / یار کی زلف ہے زنجیر کہین دام کہین
شادی وصل کہین ہے تو کہین رنج فراق / نیک آغاز کہین ہے تو بد انجام کہین
باغ و صحرا ہین تری چشم کے ہین نام جدا / کہین نرگس کہین آہو گل بادام کہین
دیکھو اچھا نہین ہر روز کا آنا جانا / صحبت غیر مین ہو جاؤ نہ بدنام کہین
آپ کے عشق نے دو نام جہان مین پائے / کفر مشہور کہین ہے تو یہ اسلام کہین
باغ و صحرا مین کسیطرح نہین جی لگتا / دل عشاق کو ملتا نہین آرام کہین
جب سے اونکے رخ و گیسو کا ہوا ہے سودا / لوگ پاتے ہین مجھے صبح کہین شام کہین
ہر جگہ اوج ملے دلکو ہمارے کیا کیا / عرش کہتے ہین کہین یار ترا بام کہین

کسطرح آئین ہم پاس نزاکت کے سبب
اوٹھکی جاتی نہین وہ گھر سے تو دو گام کہین

تجھسے قاصد مین کہہ دیتا ہون لینگے وہ خط
پہلے لینا نہ خبردار مرا نام کہین

بوسۂ لب جو طلب کرتا ہی اوسسے ایدل
وہان سی کچہ گالیان ہو جائین نہ انعام کہین

ہم تو ہین دور کہڑی بیٹھے ہین پاس رقیب
ہی یہ انصاف کی جا خاص کہین عام کہین

اوڑ گیا رنگ جو چہرہ کسی گلگونکا اسے یاس
سیر کو باغ کی آیا تھا وہ گلفام کہین

مانع نظارہ ہے رخ پر نقاب اچھا نہین
اپنے عاشق سی صنم اتنا حجاب اچھا نہین

عارضی جو ہو جہا مین وہ شباب اچھا نہین
چار دن کے واسطے رنگ خضاب اچھا نہین

آدمی اپنی ہوا مین آپ ہوتا ہے فنا
سر اوٹھانا اسقدر مثل حباب اچھا نہین

ہجر سے بدتر ہی یہ منہ ڈہانپنا ہر بار کا
ای پری وصل مین اتنا حجاب اچھا نہین

آئی بالون مین سپیدی چونک غافل اٹھ ہو چونک
آفتاب آجای جب سر پر تو خواب اچھا نہین

عاشقون سے آنکھ تم پھیرو قیامت کی ہی جا
دل اولٹ جائینگے ایسا انقلاب اچھا نہین

میری جان بیمار رہتا ہے یہ عشق چشم مین
پوچھتے کیا ہو دل خانہ خراب اچھا نہین

دیکھیے یہ امر کچہ گذرے نہ غیرون کی خلاف
بزم مین ہر بار عاشق سی خطاب اچھا نہین

غیر پہلو مین ہین افشا ہو نہ جائے تیرا حال
ای دل مضطر ٹھہر یہ اضطراب اچھا نہین

ابر سے تجکو مقابل آج کرنا ہے مجھے
دیکھ اتنا ضبط ای چشم پر آب اچھا نہین

کیا سمجھکر مین رخ محبوب سی تشبیہ دون
رنگ تیرا زرد ہی ای آفتاب اچھا نہین

زیست کی تو چند دن جائین راحت سی بسر
ای خدا یہ رنج دنیا کا عذاب اچھا نہین

حضرت ناصح کہان کی بک لگی ہی آپکو
روز کا یہ سر پھرانا اسے جناب اچھا نہین

مینے بے گنتی لیے بوسے تو وہ کہنے لگے
ایک دل کا یہ عوض ایسا حساب اچھا نہین

ہے سمجھے جنت مین گر جانا تو کار خیر کر
جو عمل ہو یاس خالی از ثواب اچھا نہین

پاس کانون کے جو گیسوی سیہ آتی ہین
ہو بہو حال مرا یار سے کہہ آتے ہین

بیقراری کے سبب اشک جو بہہ آتی ہین
حال دل یار سے نالی مرے کہہ آتے ہین

دل تڑپتا ہی مرا دیکھہ رہا ہے قاتل
متصل سامنے سے تیر نگہ آتے ہین

راہ چلنے مین جیب رس نظر ہے اونکی
ہرطرف پھینکتے وہ تیر نگہ آتے ہین

آجکل حضرت دل ہوگئی ہین میرے رقیب
روز یہ پہلوے دلدار مین رہ آتے ہین

ہم شب ہجر ترا سامنا کرنے کے لیے
لیکے رنج و الم و غم کی سپہ آتے ہین

یاد لیستان صنم مین نہین خود روتا ہین
آبلے دلکے مرے پھوٹکے یہ آتے ہین

بیٹھتا گھور رہے ہین وہ مجھے محفل مین
تاک کر اتنا ادھر تیر نگہ آتے ہین

اوسکی محفل مین تو جاتی ہی ہین حضرت دل
یار سے آپ مرا حال کبھی کہہ آتے ہین

اوسکی کوچہ مین کسی کو نہین راحت ملتی
صدمہ کی اثری نالی بھی سہ آتے ہین

ابر شرماتا ہی اس شور سے مین روتا ہون
یاد جسوقت مجھے اپنے گنہ آتے ہین

تم جو کہتے ہو مری بزم مین آئینگے رقیب
یار ہم آپ نہین ایسی جگہ آتے ہین

خود بخود ہجر مین آنکھونسے ٹپکتے ہین جو اشک
ہین یہ ناسور مری دل مین کہ بہ آتے ہین

یاد آجاتی ہین وحشت مین بھی آنکھین اوسکی
جب نظر دشت مین آہو کی سیہ آتے ہین

اک بلا ہوکے یہ آتے ہین ستانے کو مرے
حضرت دل کسی گیسو مین جو رہ آتے ہین

ابر کا چاند یہ ہو جاتا ہے دھوکا ہر بار
رخ روشن پہ جو گیسو کی سیہ آتے ہین

آہین ہو جاتی ہین ہروقت مری سینے پر
اوسطرف سے جو ادھر تیر نگہ آتے ہین

یاس ہے ملک عدم بھی کوئی دلچسپ مقام
جاکے آتی ہین گدا او نہ شہ آتے ہین

زلف جانان کا ہی خیال ہمین
زندگی کیون نہو وبال ہمین

خون سے کردیا جو لال ہمین
تو نے قاتل کیا نہال ہمین

کیا کہین اونسے ایک بوسے کو
شرم ہے مانع سوال ہمین

ساقیا دُرد محتسب کو دے
صاف ہین ہم پلا زلال ہمین

مجھسے کہتا ہے اونکی شوق مین دل
اپنے پہلو سے تو نکال ہمین

آج بھی ٹل گیا جو وعدۂ وصل
یار ہوگا بڑا ملال ہمین

دلکی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین

حسرتین دید کی نکلجاتین
نظر آئے جو وہ جمال ہمین

پھر وہ آزاریان وہ کرنے لگے
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین

وصل مین یار ہمسے رُوٹھ گیا
لو ہوا اور انفعال ہمین

خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہے
یہی مسند یہی ہے شال ہمین

چاند دیکھا جو چودھوین شب کا
اوسکے رخ کی ملی مثال ہمین

پا کے وحشت کسی کی آنکھونکا
گھورتی ہین بہت غزال ہمین

وصل مین یار مجھسے کہتا ہے
ہجر کا کچھہ سناؤ حال ہمین

آکے دنیا مین تجھسے بُعد ہوا
اب ہے درکار اتصال ہمین

تونے ابرو دکھا کے غیرون کو
کر دیا بے چھری حلال ہمین

نہو فصل گل مین کیون سودا
ہوگیا کیا یہ اسکے سال ہمین

وصل مین رعب حسن سے ہاے عشق
نہوئی بات کی مجال ہمین

جتنا اونکا عروج حسن ہوا
اوتنا ہوتا گیا زوال ہمین

یار جو بے عدیل پایا ہے
لوگ کہتے ہین بیمثال ہمین

بولا قاتل لگا کے تیر نظر
خوب آتی ہے دیکھ بھال ہمین

یار انگڑائی ہاتھ اوٹھا کر لے
نظر آئے کہین ہلال ہمین

عشق ابرو مین جھک کے ہوگئے خم
سب کہین حاجب جمال ہمین

ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین
اوٹھلے اے دردِ دل سنبھال ہمین

جو رسول کریم ہے اے یاس
بخشوائیگی اوسکی آل ہمین

پیش نظر ہین گیسوے دلدار رات دن
رہتا ہون اس بلا مین گرفتار رات دن

ہے کوئے یار مصر کا بازار رات دن
رہتے ہین جمع در پہ خریدار رات دن

کس کس کا قتل مد نظر ہے بتایئے
چھٹتی نہین جو ہاتھ سے تلوار رات دن

ہم دائرے مین چرخ کے نقطے کیطرح ہین
گردش ہے اسکو صورت پرکار رات دن

او سنگدل نہو ترے دل کو کبھی خبر
ٹکراتین سرکو ہم پس دیوار رات دن

جھانکو تو اوٹھکے روزن دیوار سے کبھی
رہتے ہین در پہ طالب دیدار رات دن

حیرت مین ہون وہ گیسو و رخسار دیکھکر
کسطرح دونون ملگئے اکبار رات دن

معشوق بد مزاج ملا ہمکو یا نصیب
ہوتی ہے اوٹھتے بیٹھتے تکرار رات دن

صحبت ہے گرم ایک پریوش سے آجکل
طالع ہمارے رہتے ہین بیدار رات دن

الفت مین زلف ورخ کی ہے تعبیر کیون نہ حال
ہے مجکو رنج وغم سے سروکار رات دن

اوقات یون بسر ہوئی اپنی فراق مین
جسطرح کاٹے صاحب آزار رات دن

کیونکر ہو وصل یار تلون مزاج ہے
اقرار صبح وشام ہے انکار رات دن

ہے زلف ورخ کے عشق مین اوسکا بھی خیال
دلپر ہماری چلتی ہے تلوار رات دن

ہر وقت دیکھتا ہون تصور مین شکل یار
حاصل ہے مجکو دولت دیدار رات دن

حسرت ہی سیر ہو دلکا بس اب مرگ کی
برسون رہا ہون ہجر مین بیمار رات دن

اٹھون پھر ہے مجکو قیامت کا سامنا
پھرتی ہے آنکھہ مین تری رفتار رات دن

دلمین کبھی تپش کبھی زخم جگر مین درد
کرتا ہے یون بسر ترا بیمار رات دن

شکلین چپک چپک کی یہ دھوکا مجکو کیا
مین دیکھتا ہون یار کی رخسار رات دن

ہجر صنم مین پاس تھے ایکدم نہ اشک
ٹوٹا کبھی نہ آنسوؤن کا تار رات دن

قاتل ابرو ترے سر پر ہین خنجر دونون
اودہر آگئے ہین مرے دلمین برابر دونون

مائل زلف ہوا دل بھی جگر بھی میرا
پیچ مین آ گئے آکر وہ سراسر دونون

قیس اور ہم ہوئے پھر ایک جگہ آئی بہار
دشت غربت مین ہم بچھائینگے بستر دونون

خوش رہین وہ بھی ہمین بھی کوئی صدمہ نہو
یا خدا خلق مین آباد رہین گھر دونون

سیم پامالی تری خلخال کی جھنکار صنم
کہین برپا نہ کرین فتنۂ محشر دونون

بعد مدت جو چھٹی کنج قفس سے بلبل
گر پڑی گل کے قدم پر کہہ کے ہوئے پیدا دونون

جستجو ہے کسی محبوب کی بیشک انکو
روز وشب شمس وقمر پھرتے ہین گھر گھر دونون

بعد فرہاد کے شیرین نے جو دی جان اپنی
بولے سب ہوگئے لو آج برابر دونون

ہوگی قاتل سے کمی اور نہ مین تڑپونگا
آج مقتل مین دکھائینگے یہ جوہر دونون

چاہو کبھی مین رہو چاہو ہمارے دلمین
ہوئے تعمیر تمہارے لئے یہ گھر دونون

ہین اودہر ہجر کے غم دل کی ادہر آہین ہین
آج آمادۂ پیکار ہین لشکر دونون

وصل دلدار ملے اور شراب گلرنگ
زندگی خوب کٹے ہون جو میسر دونون

تو نے شانون پہ جو چھوڑا ہے تو بل کھاتے ہین
ہین بلا کی ترے گیسوئے معنبر دونون

میرا دل لعل ہی اور غیر کا دل سنگِ سیاہ
فرق قیمت مین ہی کہنے کو ہین پتھر دونون

ہو شفق خجلت سے مقتل کی زمین ہی گلنار
دیکھ قاتل یہ مری خون سے ہوئی تر دونون

رخ روشن کی تجلی سے چمک دیتی ہین
دو ستارے ہین تری کانو نکے گوہر دونون

یاس ہم اور الم ساتھ ہی شاگرد ہوئے
فیض اوستاد سے کہلائی سخنور دونون

عشق مین سا ہی بہت پرخطر کوئی نہین
ہمسفر تو سیکڑون ہین راہبر کوئی نہین

کون اوسے پہونچائی عاشق کی خبر کوئی نہین
میرا خط لیجائی ایسا نامہ بر کوئی نہین

قید ہستی سے رہا ہو روح کیونکر جسم سے
چار دیوار عناصر مین تو در کوئی نہین

ہجر کی شب مین تڑپتا ہی آئے نہ وہ
سیکڑون نالے ہین لیکن با اثر کوئی نہین

تیری مہمانداریان بچین سے کی ہین آجتک
ہم تو ہین ای غم ترا خواہان اگر کوئی نہین

گھاؤ پر ہین گھاؤ تیغِ ابروِ خمدار کے
قابل بخیہ مرا زخم جگر کوئی نہین

سیکڑون بسمل ہوئے تیغ نگاہ ناز سے
اسطرف قاتل عنایت کی نظر کوئی نہین

مجسے کیون نفرت ہی عاشق تیری سب ایسی ہی ہین
چاند سی صورت کا ای رشک قمر کوئی نہین

کونسی شب میری ماتم مین نہین بکھرے بال
چاک دامن جو ہوا ایسی سحر کوئی نہین

بیکسی بھی تو نہین ہی ساتھ اسکے ہجر مین
اوسطرف عاشق تمہارا ہی جدھر کوئی نہین

ای گدا ہون اہل دولت سے دبو نمین کیا غرض
تاج شاہی چتر زر بالای سر کوئی نہین

حسن کو غلبہ رہا الفت پہ روز حشر بھی
اوسطرف ساری خدائی ہی ادھر کوئی نہین

ہجر کی شب شام ہی سے چلگئی اپنر چھری
یاس زندہ آج کیا مرغ سحر کوئی نہین

چھیڑا ہی مژگان نہ مجکو صاحب آزار ہون
عشق چشم مست مین مین آپ ہی بیمار ہون

کیون نہون مقبول اہل فن کہ خوش گفتار ہون
ہر طرح کے شعر کہتا ہون طبیعت دار ہون

عشق وندان مین گہر اشکو نکے برساتا ہون مین
آبرو مین دیکھیے تو ابر گوہر بار ہون

حرص دنیا بھی ہی یاس آبرو بھی ہی مجھے
التجا عاشق کی ہون معشوق کا انکار ہون

راہ کسکی دیکھتا ہے دیر اتنی کس لیے
سر جھکا یا بیٹھا او قاتل لگا تلوار ہون

تیر کوچہ مین گرا ہون جیسے اوٹھتا ہی نہین
کچھ دنو نسے اسے پری مین سایۂ دیوار ہون

ہے یہ عاشق سے اشارا دل چرا لونگی ترا
آپکی زلف رسا کہتی ہے مین طرار ہون

میری آنکھو نسے نہان ہے روئے روشن یار کا
ہجر کی شب کیون نہ شکل دیدۂ بیدار ہون

دوست آنکھو نپر بٹھاتی ہین مجھے ہر بزم مین
وہ طبیعت ہی نہین جو مین کسی پہ بار ہون

ہے جنون کے فیض سے داغ نشانہ قلب پر
کون کہتا ہے مجھے مفلس بہت زردار ہون

ہون وہ قانع جو سوال وصل بھی کرتا نہین
خون دل پیتا ہون ہجر یار مین غمخوار ہون

خوب ہے خانہ نشینی کیون پھرون مین دربدر
کیون کسی کے پاس جاؤن کیون کسی پر بار ہون

مٹنے چاہت کی تو سب کرنے لگی خواہش تری
ای مرے یوسف مین تیری گرمی بازار ہون

جسم خاکی کا یہ مطلب ہے نہ چھوٹے اسکا ساتھ
روح کہتی ہے عدم جانے کو مین تیار ہون

ہجر مین خاموش ہون نالے کرون مین کسلیے
حشر کیون برپا کرون کیا مین تمہی فنار ہون

لڑکھڑاتا ہون تو دل کہتا ہے میرا یا علی
یاس جب ساقی کوثر مین یہ سرشار ہون

تیر امداح جو اسے ابروِ دلدار ہون مین
چلکے کہتی ہے زبان میری کہ تلوار ہون مین

جب ممکن نہین اس شی کا طلبگار ہون مین
یار ہے پردہ نشین طالب دیدار ہون مین

چشم گلچین مین جدا جاؤن کہ کیون خار ہون مین
عاشق گل نہین بلبل یہ عبث بار ہون مین

ضعف دونا مجھے کسطرح نہ ہو جائے بھلا
آجکل نرگس بیمار کا بیمار ہون مین

دیکھنے آئین نہ کیون مجکو حسینانِ جہان
یار کے نرگس بیمار کا بیمار ہون مین

ابتدا عشق کی ہے اس سے یہ بیتابی ہے
کیون نہ تڑپون کہ ابھی تازہ گرفتار ہون مین

اب مین بوسہ بھی نہین مانگتا چاہین وہ دین
اپنے دل ہی کا فقط اوسی طلبگار ہون مین

دل دیا ہے اوسی تھوڑی یہ خطا ہے میری
ظلم جو چاہے کرے یار سزاوار ہون مین

جب نظر پڑتی ہے اوس شوخ کی پہلو پہ مری
دل تڑپکر مرا کہتا ہے کہ بیمار ہون مین

ایک جان اپنی بچاؤنگا مین کس کس سے بھلا
ہر ادا یار کی کہتی ہے کہ تلوار ہون مین

عاشقان قد جانان مین ملی اوج مجھے
دار پر چڑھ کے یہ چلاؤن کہ سردار ہون مین

ہوگئی ہے مجھے اس نشہ مین دنیا اندھیر
الفتِ چشم سیہ فام مین سرشار ہون مین

ای پری رو ترے کوچے مین بلا پر ہے بلا
سایہ ہے سر پہ مری سایۂ دیوار ہون مین

عشق مین ہوش و حواس و خرد و عقل گئی ہا
کیا کرون کیا نہ کرون آہ کہ ناچار ہون مین

شب ہجران مجھے آنکھوں نہین بسر ہوتی ہی
عشق کی مٹی ہی ہو جاتی ہی دنیا او لٹی
زلف کا ہی کبہی سودا تو لبونکا کبہی عشق ہا
یہی انصاف ہی کیون ای فلک کج رفتار
میری پہلو سے جدا کر وہ یہ فرماتے ہین
یار آتا ہے کہ صیاد کوئی آتا ہے ہا
مجھسے اور یار سے کچہ خوب بنا ہی سودا
میری قسمت تو یہ کہتی ہی نہ ہوگا کبہی وصل
کیون نہ ہر بار مری خاک سی فتنے اوٹہین
لوگ حیرت مین ہین کیون ضعف پہ مجہ گریانکے
لشکر غم کی چڑہائی جو ہوئی فرقت مین
یہ دلاسا مجھے دیتا ہی فلک الفت مین
نہ ملے یار مجہی بہی نہین حبینا منظور

بخت خفتہ کی یہ خوبی ہی جو بیدار ہون مین
اونکا اقرار بہی کہتا ہی کہ انکار ہون مین
کبہی صحرا مین کبہی جانب کہسار ہون مین
یار کی پاس ہو غیر اور پس دیوار ہون مین
دل جو تو بیچتا تہا لا کہ خریدار ہون مین
ہوش کہتا ہی کہ اوڑ جانی کو تیار ہون مین
وہ خریدار مرا اوسکا خریدار ہون مین
اونکے جوبن کا اشارا ہی کہ تیار ہون مین
کچہہ عجب اسکا نہین کشتۂ رفتار ہون مین
روتی روتی ہمہ تن آنسوؤنکا تار ہون مین
صبر نے دلسی کہا تیرا طرفدار ہون مین
دل جو زخمی ہے ترا مرہم زنگار ہون مین
مجھسے بیزار ہی وہ جان سی بیزار ہون مین

پاس آتا ہے مجھے یار کا اپنے جو خیال
دل مرا کہتا ہی مجھسے کہ ترا یار ہون مین

ناتوان ہین ہم تو اونکی پاس جا سکتے نہین
باعث بیداری عشاق ہی تیرا خیال
آپ کے ظلم و ستم سہنے کی عادت ہو گئی
دیکھئی تقدیر کا ابل پھنسگیا زلفو نمین دل
بند ہی اپنی زبان عشق و ہان تنگ مین
آہوان چشم سے ہم وحشیون کو عشق ہی
ہجر سی چھوٹ جاؤن ایسی کیجیئے تدبیر کچہ
حشر مین بہی یہ گواہی دیگا میرے قتل پہ
سر جھکائے سامنی بیٹھے ہین عجب حسن سے
اپنی گستاخی ہی ہے اونکی بگڑ جانے کا ڈر

کیا ستم ہی نازکی ہی وہ بہی آسکتے نہین
بخت خفتہ بہی نہین اپنا آکر سلا سکتے نہین
وہ بھری معشوق کی ہم ناز اوٹھا سکتے نہین
دوست اپنا ہی کشاکش مین چھڑا سکتے نہین
گفتگو کا منہ نہین باتین بنا سکتے نہین
شیر صحرا بہی ہین آنکھین دکھا سکتے نہین
مجکو بلوا لیجیئے گر آپ آسکتے نہین ہا
آپ میرا خون دامن سی چھڑا سکتے نہین
طالب دیدار ہین پر آنکہ اوٹھا سکتے نہین
دیکھئے جو جو حوصلے ہین آزما سکتے نہین

کسطرح اونکو جتائین جو محبت ہی ہمین
حال جو دلکا ہمارا ہی یہ دکھا سکتے نہین

ہجر کا گو گلہ الفت زلف آہ نالی کیا کرین
قیدی زنجیر ہین یہ غل مچا سکتے نہین

یار کی چشم فسونگر ہے نظر بند جہان
اوسکی عاشق اور سے آنکھین لڑا سکتے نہین

ساکنان ملک عشق آباد ایسے سوئے ہین
طالع بیدار ہی جنکو جگا سکتے نہین

خون عاشق ہجر مین لیتے ہین ناحق سر پہ
پاؤن مین مہندی لگی ہی کیا جو آ سکتے نہین

کوتہی قسمت کی سنگ راہ کو ہی یار سے
پاؤن سوی منزل مقصد بڑھا سکتے نہین

تیغ قاتل بانکپن اپنا دکھاتی ہے اگر
آبرو رکھتے ہین ہم بھی سر جھکا سکتے نہین

ابتدای عشق مین انجام پر ہو کیا نظر
پردہ غفلت کی پڑی ہین آنکھ اوٹھا سکتے نہین

بڑ نکہی ہی سخت جانی ہجر کی آزار مین
ضعف ہی ایسا کہ ہم دنیا سے جا سکتے نہین

یاس پیش آتی ہے وہ جو کچھ کہ بتیاتی ہین ہم
جو لکھا قسمت کا ہی ہرگز مٹا سکتے نہین

ترا تیر نظر ہے اور مین ہون
مرا درد جگر ہی اور مین ہون

جہان کی رہگذر ہی اور مین ہون
یہ بہبر کا سفر ہی اور مین ہون

عدم مین بھی دل بیتاب ہی ساتھ
یہ وحشی ہمسفر ہی اور مین ہون

سر محفل ذلیل اوسکو کرونگا
رقیب فتنہ گر ہی اور مین ہون

خلش مژگان کی ہی اور دل بھی قابل
ترا یہ نیشتر ہی اور مین ہون

چلا ہون سوی جانان ساتھ لیکے
یہ میرا راہبر ہے اور مین ہون

نہین ہمراہ مجنون کے کوئی بھی
یہ تفتیدہ جگر ہی اور مین ہون

چلا ہون کوچہ گیسو مین شب کو
یہ راہ پرخطر ہے اور مین ہون

خیال روی و گیسو روز و شب ہی
یہی شام و سحر ہے اور مین ہون

تصور ہی جواب خط کا ہر دم
خیال نامہ بر ہی اور مین ہون

خدا ہی آبرو الفت مین رکھے
یہ بحر پرخطر ہی اور مین ہون

خیال یار ہے ہر وقت دلمین
یہ مہمان میری گھر ہی اور مین ہون

گذرنیوالی دنیا سے برابر
فقط شمع سحر ہے اور مین ہون

چلا ہون دہر سے لیے توشہ و زاد
غریبانہ سفر ہے اور مین ہون

فراق یار مین دل ہی نہین بس — اک آہ بے اثر ہی اور مین ہون
کمر باندہی عدم جانے کو ملنے — بس اب فکر کمر ہی اور مین ہون
سحر مین حسرتین ہین تا قیامت — یہ مایوسی کا گہر ہی اور مین ہون
جہان مین وہ ہوا خواہ چمن ہین — بس اک باد سحر ہی اور مین ہون
شب مہتاب ہی وصل صنم ہے — مزار رشک قمر ہے اور مین ہون

نہ چھیڑے پاس چھوٹے گا فن شعر
یہی میرا ہنر ہے اور مین ہون

پھر مین اشکونسے دامن کو بھگو دیتا ہین — اور کچہ بن نہین آتی ہین رو دیتے ہین
تنگ آکر کبھی وحشت مین جو رو دیتے ہین — اشکونسے دامن صحرا کو بھگو دیتے ہین
راز کھلجاتا ہے الفت کا جو رو دیتے ہین — ہمکو یہ دیدۂ تر اور ڈبو دیتے ہین
شوق مین منہ جو پڑا آتا ہون تو کہتا ہے شوخ — بوسہ تم ہمسے طلب کرتے ہو لو دیتے ہین
جان بہی دل بہی تمہارے لیے سب حاضر ہین — تمھین جس چیز کی خواہش ہو کہو دیتے ہین
آجکل اونکے بہی نالے ہین برابر الفت — روکے گر دیکھتے ہین مجکو تو رو دیتے ہین
یاد اللہ مین آتا ہے تو نکا ہی خیال — بار ہا ہم حق و باطل کو سمو دیتے ہین
اپنا دل اونسے کئی بار جو مانگا ملنے — جو وہ جہنجلا کے زیادہ نہ بکو دیتے ہین
برسون کیون ہونٹ سیا کرین ہم پہر کے لیے — بوسہ لیتے نہین ہم لب کا وہ گو دیتے ہین
ایسی دیوانے کے لینے سے بہلا کیا حاصل — آپ کہتے ہین کہ دل تم ہمین وہ دیتے ہین
کیون بہلی پہرتے ہو ہر سال بہلا تخل جنون — ہم تو پہر دانہ زنجیر کو بو دیتے ہین
سینچنا پڑتا ہے پہر آنسوونکے پانی سے — ہم اگر تخم محبت کہین بو دیتے ہین
رنج دیتے ہین کبہی اور کبہی کرتے ہین خوش — گرم و سرد آپ زمانے کا سمو دیتے ہین
بعد مرنیکے محبت نے دکہایا ہے اثر — اونکو جب میرا خیال آتا ہی رو دیتے ہین
اونکے یہ ظلم اوٹہائے کہ اب اک بات یہ بہی — آبلے دل کے مرے پہوٹ کے رو دیتے ہین
جا کے معشوق کے پاس آتا ہی پہر مشکل سے — دلکو ہر مرتبہ ہم ہاتہہ سے کہو دیتے ہین
اونسے یہ کہہ نہین سکتے کہ خفا کیون تم ہو — بس فقط آنکھونسے چلتا ہی کہ رو دیتے ہین
بیخودی ہین نہ کوئی غم نہ کسی کا ہے خیال — ہوش تو آکے مجہے اور بہی کہو دیتے ہین

غیر بوسہ جو طلب کرتا ہے وہ کہتے ہین
ہم جو کچھ دیتے ہین وہ پاس ہی کو دیتے ہین

سوزِ غم رہنے لگا میرے دلِ بیتاب مین
جا بجا پھرتا ہی کہ آتش بند ہی سیماب مین

داغِ دل دونا ہوا عشق شرابِ ناب مین
اور حرارت بڑھ گئی خورشیدِ عالمتاب مین

چاندنی کو دیکھکر ہنستے ہو کیون تم اسقدر
کیا کوئی دھبا لگا ہے چادرِ مہتاب مین

ہی مہ و خورشید کا یہ رنگ پیشِ روی یار
جسطرح ذرّے چمکتے ہین شبِ مہتاب مین

روتے روتے فرقتِ محبوب مین مر جاؤنگا
غرق ہوگی کشتیِ عمرِ روان سیلاب مین

دیکھینگے اشکِ ندامت کی مری گر آب و تاب
غرق ہو جائینگے موتی آپ اپنی آب مین

جسکے دلمین آپکا جی چاہے رہیے شوق سے
کب تکلف کو جگہ ہے خانۂ احباب مین

دل لگی ہوتی ہے درد و رنج و غم سے سیر ہین
جی بہلجاتا ہے اپنا صحبتِ احباب مین

بیکسی معشوق کی ہوتی نہین تحریکِ عشق
بے سبب ہوتا نہین کچھ عالمِ اسباب مین

سب تعلق چھوٹ جاتی ہین بشر سی بعدِ مرگ
کوئی شی اپنی نہین ہے عالمِ اسباب مین

رکھونگا قاصد سی لیکر سر پہ بوسے دیکے مین
فرق آئیگا نہ خطِ یار کے آداب مین

عاشقِ جانباز تو لکھتے ہو صادق بھی لکھو
اور اک فقرہ بڑہا دو تم مرے القاب مین

فوق کیا گر رشکِ لیلی غیرتِ شیرین کہا
فکر مین ہون یار کو مین کیا لکھون القاب مین

حال جو سینے مین ہے دلکا فراقِ یار سے
یہ تڑپ ہوگی نہ آتش پر کبھی سیماب مین

بوسۂ لب کسطرح لین سبزۂ خط کا ہے ڈر
زہرِ قاتل بھی ملا ہے شربتِ عناب مین

قتلِ عاشق کے لیے کچھ تیغِ ابرو کم نہین
پھر لگائی تو نے کیون تلوار قاتل ڈاب مین

کیا سبب ہے کیون وہ مجھسے وصل پر راضی نہین
عاشق و معشوق کو دیکھین تو اپنی ڈاب مین

حسرتِ دیدار مین در پر کھڑی ہین دیر سے
کبھی کیا ارشاد ہے اب عاشقون کی باب مین

تیری دو انتونکی ثنا کیونکر کرے کوئی رقم
حضرتِ یوسف نے دیکھے تھے یہ اختر خواب مین

دیکھیے محبوب کا میرے جمال ای ماہِ مصر
حسن ایسا آپ نے دیکھا نہوگا خواب مین

نور کی چادر نظر آنے لگی بالائی آب
گر نہانے جائیگا وہ خورشید رو تالاب مین

آبدیدہ وہ ہوئی سنکر مرے مرنیکا حال
پھول نرگس کے نظر آنے لگے تالاب مین

عشقِ ابروی صنم مین ہو گئے جھک کر کمان
سر جھکا رہتا ہے اپنا آجکل محراب مین

سر جھکا بیٹھنگے تہ شمشیر قاتل وقت قتل
آخری سجدہ ادا ہوگا اسی محراب مین

روز کوہ غم اوٹھاتا ہون یہی میرا ہی کام
ہو گی یہ طاقت نہ ہرگز رستم و سہراب مین

ناف کا اوس بحر خوبی کی تعشق سے نہین
پھنس گیا ہے دل ہمارا آجکل گرداب مین

ہجر مین گھیرے ہے مجکو آب طوفانی تلک
ایک مدت سے پھنسا ہون مین اسی گرداب مین

جابجا پانون کی دہبے ہین جو داغون مین تری
لعل کے ٹکڑے جڑے ہین گوہر نایاب مین

اولٹی تاثیرین سنائی ہین الفت کی ہمین
سوکھکر کانٹا ہوئی عشق گل شاداب مین

سینہ کسوزان مین اکدم بھی نہین اسکو قرار
جاتی خون پارا ابہرا ہی کیا دل بیتاب مین

یاس تیری ہین تجھے اک تو جو اسکا عشق ہی
ہوگیا مشہور یہ قصہ ہی شیخ و شاب مین

کبھی جوری پڑا لیتی ہین گاہی ناز کرتے ہین
وہ پیدا دل لبہانے کے عجب انداز کرتے ہین

مرے نالے ہی افشا میرے دل کا راز کرتے ہین
کہین جا جاکے غمازی یہی غماز کرتے ہین

تصور مین نہین معلوم کیا جانباز کرتے ہین
کوئی ہے پردہ دل مین کہ اوس سے ساز کرتے ہین

تبونکو سوجہتی ہین دل دکھانے کی عجب باتین +
یہ کافر ولسے پیدا کچھ نئے انداز کرتے ہین

یہ اپنے عاشقونکو دیتے ہین ناحق کی تکلیفین
بتون کو بے نیازی چاہیے تھی ناز کرتے ہین

مرے احباب ہر وصل اونسے روز کہتے ہین
مرے جینے کی تدبیرین مرے دمساز کرتے ہین

جو غیرون کی لیے مین اونسے کھنچتا ہون تو کہتے ہین
خدا کی شان ہے اولٹے ہمیسے ناز کرتے ہین

کہے دیتے ہین سب اونسے کنار و بوس کے رازن
ہم افشا اپنے دلکا آج ایک اک راز کرتے ہین

نگاہ شوخ قینچی بنتی ہے پر قطع کرنے کو
جو میری ہوش ونکے سامنے پرواز کرتے ہین

یہ تدبیر آج کی ہے حسرت دل کے نکلنے کی
گریبان کی طرح سینے کے در کو باز کرتے ہین

اداسے دیکھتے ہین وہ تڑپتا ہے یہ پہلو مین
ہدف دلکو مرے تیر نگاہ ناز کرتے ہین

صفائی اپنی باعث ہوگئی اونکی کدورت کی
عیان ہوجاتا ہے پنہان جو دل مین راز کرتے ہین

خزان کیسی چمن مین آمد صیاد ظالم سے
کہ جب سے بلبلون کے ہوش تک پرواز کرتے ہین

خدا کی شان کا جلوہ نظر آتا ہے انہین بھی
جلا دیتے ہین باتون سے یہ بت اعجاز کرتے ہین

کہین چھپتے ہین چونک پڑتے ہین وہ سوتے ہین شب فرقت
اگر ہم نالہ کش کچھ بھی بلند آواز کرتے ہین

سلیقہ کچھ نہین ابھی یاس مجکو شعر گوئی مین

عنایت ہوئی یہ اہل فن کی جو ممتاز کرتے ہین

اٹھی ہین کالی بادل وہ اکثر ہونیوالی ہین
شراب آیا بن سبز و صنوبر ہونیوالی ہین
بہت جور و ستم کرتے ہین ستمگر ہونیوالی ہین
ہم اکدن عاشق زلف معنبر ہونیوالے ہین
چمک کر داغ سودا مثل اختر ہونیوالی ہین
درست اشعار وصف زلف کا مجموعہ ہی
وہ باکرو ذرہ دنیا دیکی سکو شان نہین ہین
بہت حیران کیا آئینہ رویونکی محبت ہین
حسینان ہیرہ دین شرارت ہی تو ہو لیکن
لگا لیجائینگے کوچہ مین اوسکی حضرت دل ہی
خدا کو رحم آجائیگا ہر اشتاب ندامت پر
ٹھہرنے ہی نہین دیتی مجھے اپنے کوچون مین
تلاطم ہوگا بحر عشق مین یہ بین نہ سر ہو نگا
گواہی دینگی روز حشر قاتل خون کی چھینٹین
مجھی کو دیکھکر تم اسقدر گھبرائے جاتے ہو
ابھی کمسن ہے گو قاتل مگر ہین قہر کی پلکین
جو یون دیکھو تو ظاہر مین حیا تو نسے بہی کچہ کم ہین
چلے ہوا دٹھکے بہاو سے جو پھر آو تو بہتر ہے
لگا ہو نسے مری دلکو تو پہچانا تو نے ای قاتل
نسیم صبح کا لطف ابتدا ہی ہین کچہ اوٹھتا ہی
ترا شینگے ہزارون بت یقین ہی حرص بتان
تعجب کیا جو عشق زلف مین ثابت قدم ہین ہم
یہ خورشید کو دائم رہیگی جستجو تیری
رہی گر ہجر کی شدت تو تارا بتینگے سر اک دن

ہم اب مست شراب روح پرور ہونیوالی ہین
کہ پامال خرام ناز دلبر ہونیوالے ہین
جو دل شیشی سی نازک ہین وہ پتھر ہونیوالی ہین
مگر دیوانہ لیلی کے ہمسر ہونیوالے ہین
یہ کالی کالی دھبے بہی منور ہونیوالے ہین
یہ اوراق پریشان میری دفتر ہونیوالی ہین
جوان جو ہین وہ اس قحبہ کی شوہر ہونیوالی ہین
ہم اپنی دا ہی سی اکدن مکدر ہونیوالے ہین
ہمارے شیشہ دلمین مسخر ہونیوالے ہین
جو خود گم گشتہ ہین وہ میری رہبر ہونیوالی ہین
یہ قطرے وہ خون ہو ہو کر گوہر ہونیوالے ہین
دلوں مین اون حسینون کی سر گھر ہونیوالی ہین
یہ دُبلی دُبلی میری پاؤن لنگر ہونیوالے ہین
تری دامن ہمارے خون کی مخضر ہونیوالی ہین
ابھی کیا ہی بہت اس پر پستر ہونیوالے ہین
یہ چھوٹی چھوٹی نشتر بڑھ کے خنجر ہونیوالی ہین
مگر دریا ہمارے دیدہ تر ہونیوالے ہین
خبر ہی کیا تمھین جیسے جو بہتر ہونیوالے ہین
مری نالے تری تیر دلسی بہتر ہونیوالے ہین
دم ہمراہ اپنے آخر باد صرصر ہونیوالے ہین
جنہین زر کی تمنا ہی وہ آذر ہونیوالی ہین
بہت سی معرکے اسطرح جلکے سر ہونیوالی ہین
قیامت تک نہین ذنونکو جیگر ہونیوالی ہین
ہماری گھر کی ہر دیوار مین در ہونیوالے ہین

مرا خط یار تک بے جان ہی کہہ کے نہ پہونچیگا
وہی جائینگے وہانتک جو پیمبر ہونیوالی ہین

سر مدعا شقون کے ہونگے جو شیدا ابھی کاکل ہین
ہم اس جمعیت بے سر کے افسر ہونیوالے ہین

ہوا ہی شوق آئینونکا اونکو حد سے کچھ بڑھ کر
وہ اپنے وقت کے اے دل سکندر ہونیوالی ہین

فلک کہتا ہے باہم دیکھکر یاران صحبت کو
یہ مجمع ایکدن دنیا مین ابتر ہونیوالے ہین

ابھی تو دلکو ڈستے ہین نگاہ جا بینگے پھر تو
یہ افعی سیہ بڑھ بڑھ کے اژدر ہونیوالے ہین

سر بزم آج دلبر کھولتا ہے اپنی جوڑی کو
دماغ آشفتہ حالون کے معطر ہونیوالی ہین

بس اتنی دیر ہی پہلو مین آکر یار بیٹھے تو
کوئی دم مین ہم اب جامے سے باہر ہونیوالی ہین

جو چومے ہین لب شیرین ابھی ہم پھر ابھی چوسینگے
یہ بوسے اب ہین قند مکرر ہونیوالے ہین

تری ہی خون سے رنگے گا صبا وستم پیشہ
مثال برگ گل بلبل ترے پر ہونیوالے ہین

تری پلکین چلینگی تیر ہی آنکھونکی اشارہ ان پر
یہ دو خونریز ان تیر کونکے افسر ہونیوالے ہین

مری نالون سے کیا تو آج گھبراتا ہے اے دلبر
بپا کل تک تری کوچے مین محشر ہونیوالے ہین

یہ رفتہ رفتہ ساری جسم تو ٹکڑے چھپا لینگے
مری داغ جنون پھولونکی چادر ہونیوالی ہین

جنون زلف اکدن کو بکو انکو پھرائیگا
تری دیوانے برگشتہ مقدر ہونیوالی ہین

مری اشعار سنکر ابتدا مین لوگ کہتے تھے
مقرر یاس بھی اکدن سخنور ہونیوالی ہین

پہنے گر مسی گل باغ جوانی چوڑیان ہان
زہر سنبر کے لیے ہو جائین دہانی چوڑیان

وصل ہے پہلے پہل اے ماہرو عاشق سے آج
روز ہے نوروز کا بدلو پرانی چوڑیان

بولتی ہین ہاتھ اوٹھانے مین تیرا ای پری
کرتی ہین فریاد عاشق کی زبانی چوڑیان

یاد آتے ہین مجھے ہر دم وہ پیاری پیاری ہاتھ
ای پری تو بھیجدے اپنی نشانی چوڑیان

اوسکے ہے نام خدا جوبن عجب برسات مین
بر مین جوڑا سرخ ہے ہاتھون مین دہانی چوڑیان

آجکل نام خدا ہے حسن جانان کو عروج
ساعد زہرہ کلائی آسمانی چوڑیان ہان

اوسکی عاشق کے گھر مین وصل کا وعدہ ہے آج
رات یہ شادی کی ہے پہنو شہانی چوڑیان

جذب الفت دیکھنا پہنی جو پہنے ہتکڑی
دست دلبر مین ہین سودے کی نشانی چوڑیان

اٹھ نہین سکتی کلائی بیڑیون کے بوجھ سے
ہاتھ مین اوس گل کے کرتی ہین گرانی چوڑیان

حسن دونا ہو گیا گوری کلائی کا تری
بند جو پہنے سنہرے اور دہانی چوڑیان

دام مین نہ پھنسا کر زہر ہی ڈنگتے ہین
زہر سے کچھ کم نہین ہی عاشقونکو واسطے

سبزہ رخ بال گہونگروالا دہانی چوڑیان
سبزہ کا نونکا تمہارے ہی اور دہانی چوڑیان

پاس بیٹھ یار دیکھکر ہاتھون مین میرے کی قسم
بانکی بانکی پیاری پیاری آسمانی چوڑیان

جو نہ تڑپا تہ زانوے ستمگر مین ہون
یار کے آئینہ رخ کی ہے الفت دل مین
سنگ اسود کا اشارا ہے در کعبہ ہے
اوسکی رحمت کا جو رو ہمین خیال آتا ہے
ہم تڑپ تڑپ کی کہا کرتی ہے مجھسے ہر بار
نہ یہ عشاق کو بے جان لیے چھوڑیگا
غیر کیون ظلم اوٹھانے لگے ناحق ناحق
مجھسے سو وہمین بہی ہے الفت قمر کا نکی خلش
ہجر مین یار سے سب حال جو کہ آتا ہے
ہے الم آہ تو درد و الم و رنج ہے فوج
الفتِ گیسوے محبوب کا وابستہ رہا
اوسکو سودا ہوا لیلی کا مجھے کاکل کا
مر گیا دیکھکر ابروے عرق آلودہ
پھر گیا ڈھونڈہ کے بستر پہ مجھے آخر کار
داغ خالونکے کہین ہین کہین زخم ابروکے
اونکے عشاق مین ہون عاشقِ گیسوے سیاہ
بت کہا مینے جو اونکو تو بہت ہی بگڑے
الفت چشم مین دن رات تڑپتا ہے تو
کل مری جسم پہ تھے بار حریر و دیبا
ہجر مین جب مین تڑپتا ہون یہ چھپ جاتی ہے
پہلے ہی سی سفرِ ملکِ عدم کا ہے خیال

جسنے دم مارا نہ زیر دم خنجر مین ہون
آجکل اپنے زمانے کا سکندر مین ہون
انبیا جو مٹتے ہین جسکو وہ پتھر مین ہون
جوش مین آنکہ مری لہتی ہی کوثر مین ہون
جو نہ اے غافل تری اعمال کا دفتر مین ہون
اوسکے ابرو کا اشارا ہی کہ خنجر مین ہون
نازبردار ترا ای مرے دلبر مین ہون
چھیڑتا ہی جسے فساد کا نشتر مین ہون
اس ہی نالہ مرا کہتا ہی پیمبر مین ہون
عشق کی فیض سی اب صاحبِ لشکر مین ہون
جو نہ ظلمات سے نکلا وہ سکندر مین ہون
ای جنون دیکھ لے اب اک قیس کا ہمسر مین ہون
جو ہوا کشتۂ آب دم خنجر مین ہون
جسن سی جو کا ملک الموت دہ لاغر مین ہون
ہمہ تن دعوی خون کے لیے محضر مین ہون
دیکھ انصاف سی گر کوئی تو افسر مین ہون
بولے کیا کہتا ہی تو کیا کوئی پتھر مین ہون
تنگ وحشت سی تری ای دل مضطر مین ہون
آج اوڑ رہی ہوی اک خاک کی چادر مین ہون
شہر تنگ مین برق بہی ہے جس سی وہ مضطر مین ہون
کب سی تکیہ مین لگا ہے ہوئی بستر مین ہون

اک حسین و تصور سے بنا لیتا ہون
جسکے دل مین ہی صنم خانہ وہ آذر مین ہون

جان اک روز تری سبزۂ رخ پہ دونگا
زہر کہائی کو تہ گنبد اخضر مین ہون

صاف دل کہتا ہون آنکہ آنسو نہین عشق مین
آجکل صاحب آئینہ و ساغر مین ہون

وصل ہوتا نہین آکے وہ پہر جاتے ہین
ای فلک دیکہہ وہ برگشتہ مقدر مین ہون

زیر دیوار ہی ضعف سے افتادہ ہون
سائی کی طرح لگائی ہوئے بستر مین ہون

رنج دنیا کی نہین ہے یہ عذاب تربت
یون تو زندہ ہون مگر دیسی بدتر مین ہون

پائی ہی نشو و نما آتش رنج و غم سے
آگ مین یہ ہتا ہون نرا سمندر مین ہون

ہر شرہ سی مری رفعت ان آتی ہے نہر
انتہا ہی نہین جسکی وہ سمندر مین ہون

سنلی غافل وہین گور سے آتی ہے صدا
جسمین رہنا ہے ہمیشہ تجہی وہ گہر مین ہون

ناتوانی ہی بقا کا ہے سبب ای قاتل
چہپگیا جوہر خنجر مین وہ لاغر مین ہون

ذبح کرنے مین جو پڑتی ہی نگاہ قاتل
زیر شمشیر ہی خنجر تہ خنجر مین ہون

کیون نہ ہر شعر سے ای آتش فصاحت ٹپکے
پیرو مونس مرحوم سخنور مین ہون

سہلا گردنکشی کی تاب ہے کیا جان نثارون مین
جگر بسمل ہوئی جاتی ہین قاتل کی اشتہارون مین

یہ جسمین جا لگی ہین پہر او سی بجہتے نہین دیکہا
دیا ہی زہر کسنے اون نگاہون کی کٹارون مین

نہ پہر تا زیست وہ طالب ہوی دیدار جاناں کے
جناب حضرت موسیٰ تھی بیشک بردبارون مین

دُرِ دندان جانان کیا ہماری اشک حسرت کیا
یہ دونون قسم کی موتی ہین بیدل آبدارون مین

کسیکو عشق مین دیسے کبہی بجہتے نہین دیکہا
نکیونکر یار پہ مرتے کہ ہم تھی جان نثارون مین

گنہگارون مین مجکو دیکہکر کہتا ہی وہ قاتل
کوئی تو جان پر کہیلی ہوئی ہی جان نثارون مین

یہ فرقت رات دن کی بستر غم پہ گرا دیگی
جمی ران اس فرس پر بہی نہین اون شہسوارون مین

بدون کی خو کبہی آتی نہین نیکون کی طینت مین
گل اپنے رنگ پہ رہتے ہین گو بستے ہین خارون مین

یقین تو ہی کہ اون پہولون سے پہر بوی وفا آتی
ہمارے داغ دل ہوتی جو اوس گلرو کی ہارون مین

پلاتا ہی تو دور مین مجہی بہی جام دی ساقی
جو اپنی آبرو دی مین نہین اون بادہ خوارون مین

پیا ہے جسنے جو پانی ہی تو لیکر نام ساقی کا
مدام اس مرکا چرچا رہا ہم بادہ خوارون مین

جدائی مین کسی کی کروٹین لیتا ہی تو ہر دم
تجہے بہی جانتے ہین ای فلک ہم بیقرارون مین

بگولے دیکہکر جو مین نے پیار کہتا ہی
کسی آوارہ کی ہی خاک شاید ان غبارِ زمین

ہمین کچہ غم نہین تنہائی فرقت کی مرنے کا
شبِ ہجران ہی ہو جائیگی اپنی سوگوارِ زمین

سنایا کرتے ہین سب کو زرا خود دیکہنی ہین اکدن
کبہی تو حضرتِ واعظ بہی بیٹہین آکے یارِ زمین

نہین ملتی شبِ وصل آنکہ سے عاشق کی آنکہ اوسکی
حجاب اوس شوخ مکار ستمگر ہی اوسکی پردہ دارِ زمین

شبِ فرقت زرا دلکی تعلّی دیکہنا میری
شرر آہونکی جا جا کر چمکتی ہین ستارِ زمین

ہوا ایسا کہ وقتِ امتحان کچہ بہول پڑ جائی
ہمارا نام بہی لکہہ لیجیے گا جان نثارِ زمین

یقین ہی اے فلک فرصت تجہے ہوا اور بہی حاصل
اگر تو منکسر ہو کر ملے ہم خاکسارِ زمین

بڑی بندوبست اسکو عدم سی پہلے بہیجا تہا
جنون کہتی ہین جسکو ہی ہماری پیشکارِ زمین

گہٹا اوٹہی ہی چہلکا دی ہمارے جام اے ساقی
برس جائے ترا ابرِ کرم ہم بادہ خوارِ زمین

پسِ مرگ اے فلک ہین شبنم و شامِ شبِ غربت
ہماری رونیوالو مین ہماری سوگوارِ زمین

کلاہ فخر ہے میری لیے یہ خاک اوڑانا بہی
جنون کے فیض نے مجکو کیا ہی تاجدارِ زمین

تمہاری انکہڑیونکا ہمکو جو عالم نظر آیا
یہ وحشت ہی غزالو مین نہ یہ شوخی شکارِ زمین

جہکائی سر کو روتی ہین گناہونکی ندامت ہی
خداوندا ہمین محسوب کر نا شرمسارِ زمین

محبت آپ سے کیا کی جہان مین انقلاب آیا
وہ دشمن ہو گئے جو تہے ہماری دوستدارِ زمین

دلِ پرداغ اپنے عاشقونکے اونکو بہاتی ہین
بڑی سیر آجاتی ہین وہ ان لالہ زارِ زمین

نکلجائیگی آہ ان سب کو رہین پائین خاصی
رہینگی حسرتین اب کسطرح ہم دلفگارِ زمین

تڑپکر اے دلِ بیتاب قسمتین نہ ایذا دی
اسی کا پاس کر ہم ہین تیری خدمتگزارِ زمین

ہماری سینۂ سوزان مین پہر کیونکر قرار آئی
دلِ بیتاب رہتا ہی حسینونکی کنارِ زمین

جگر کو تو کیا تیغِ نگاہِ ناز نے زخمی
دلِ ناکام میرا رہگیا امیدوارِ زمین

درِ مضمون ہماری پاس ایسی سب رکہتی ہین
حسینانِ جہان جنکو لگائین گوشوارِ زمین

عدیل اپنا نہین کہتے اگر وہ گلعذارِ زمین
تو عاشق بہی نہ پائینگے کبہی ہمسا ہمارِ زمین

نہین بعدِ فنا کوئی کسی کی یادگارِ زمین
اوسکی بیکسی رہتی ہی اوسکے غمگسارِ زمین

چمکا چاند آتی ہے خورشید کو بہی سامنے جنکے
خدا جانی کہان کا حسن ہی ان ماہ پارِ زمین

بہلا اہلِ جنونکی ہمسری مجنون سے کیا ہوتی
جنونکا نام لیکر ملگیا پانچون سوارون مین

شب مہتاب یہ افشان لگا کر کون نکلا ہے
تمہاری چشم میگون دیکھتے ہی ہو گیا بیخود
دل عاشق کی جسکی سو نگہ ہی سے ہوش جاتے ہین
چھٹے قلب و جگر تاب و توان تک ہجر جانان مین
عیان ہونے نہین دیتا کبھی راز محبت کو
دل عشاق کو ٹھہرا تو ہی اے صبر ناکامی
دل عشاق ہین بغض و حسد کی جا نہین بالکل
کرن ٹکرائی اوس مہرو نے جو اپنی دوپٹے مین
تڑپتی ہے مثال برق تیری کان کی بجلی
ہماری سخت جانی سے ہوئی تلوار بھی آری
کبھی بجھتا ہے دم بھر کے لیے شمع لحد بجلی
سو ملک عدم جاتی ہے عمر بیوفا دم مین
کسی سے وصل دلبر ہے کوئی ہے بستر غم پر
بلایا آنکھ سے جسکو ہوا وہ سر کے بل حاضر
ہم ایسے جو اتر دل سے تشنہ جام شہادت ہین
سوائے انکسار و عجز گنجائش ہے یہان کسکی
مٹایا ہے فلک نے جنکو قاتل تیرے کوچے مین
مٹے نام و نشان سکندر و جمشید و دارا کے
جہان پوچھو ہمین سب عاشق بدنام کہدینگے
مقام بخت دل مژگان ہین کیون نہو ہمدم
تصور یار کے آنے کا ہر شب مجکو رہتا ہے
کڑی ہی چھپاتا ہے عشق گیسو مین مگر چھپ ہے
یقین تو ہے کہ جنت زیر پا ٹپکے رال زاہد کی
دل اپنا بیچتے پھرتے ہین معشوقون کے کوچہ مین
ادہر بھی فیصلہ لا اے تیغ مژگان چشم جوہر سے

نمایان ہی یہ کیسا چاند سا ہے آج تارون مین
ابھی تک اے پری رو تھا مرا دل ہوشیارون مین
عجب خوشبو ہی تیری پہنچی اوس گل کی گلزارون مین
ہماری پاس تنہائی فقط ہے غمگسارون مین
ہمارا دل ہماری عشق کے ہی پہرہ دارون مین
قرار آکر کبھی تو لی ذرا ان بیقرارون مین
فقط تخم محبت ہی بھری ہین ان انارون مین
شعاع مہر کی ضو ہے کناری کے کنارون مین
چمک تارون کی ہے اے ماہ ران گوشوارون مین
کری ایسی کہ دہرائی ہوں جس صورت سے آرون مین
کبھی ابر فلک ہوتا ہے اپنے اشکبارون مین
سمند ناز کا انداز ہی اسکے طرارون مین
کوئی بستا ہی پہلو مین کوئی رہتا ہی جارون مین
دم شمشیر کا عالم ہے قاتل کے اشارون مین
مزا شربت کا ملتا ہی اونہین تیغون کی دھارون مین
جگہ کیا خاک پائی سرکشی ہم خاکسارون مین
غبار اپنا بھی ملجائیگا اکدن اون غبارون مین
کسیکے استخوان تک بھی نہین باقی مزارون مین
خدا کے فضل سے اتنے ہوئی ہین نامدارون مین
تعجب اس مین کیا ہی شیر رہتے ہین کچھارون مین
ہماری جان اکدن جائیگی ان انتظارون مین
دل وحشی ہمارا آجکل ہے بردبارون مین
کو سید ہم بھی جو بیٹھے آکے یہ ہم بادہ خوارون مین
یہی پیشہ پسند آیا ہمین سب روزگارون مین
کہ ہم ہی کشتہ ابروی قاتل جان نثارون مین

ہمارے دلمیں سوزِ عشق ہی ہر اشکِ حسرت ہے
مقامِ آتش کا پانی ہیں ہر پانی کا شعلہ رو نہیں
تمہارے کشتۂ تیغ تغافل کا یہ عالم ہے
فقط کہنے کو جیتا ہے مگر ہے جان بار و نہیں
ادھر بھی اک نگاہِ نازِ معشوقانہ ہو جاتی
کوئی بیٹھا ہوا ہے اور بھی امیدوار و نہیں

محبت اوسکی بھی ہمسے تو دلکو تھامنے کو ہے
بُری جا پھنسگیا ہے یاس یہ جی جا ہی یارو نہیں

جب سے سودائی زلف و رخ جانان ہو نہیں
اے جنون مثل سحر چاک گریبان ہو نہیں
کیا مجھے خوف نگہ عاشقِ مژگان ہو نہیں
آنکھ جھپکی نہ کبھی شیر نیستان ہو نہیں
شمع سان سوزِ محبت سے فروزان ہو نہیں
باعثِ روشنی بزم حسینان ہو نہیں
اپنی محرم میں جگہ دی ہے کسی نے جب سے
دل یہ کہتا ہے چراغ تہِ داماں ہو نہیں
سجدہ کہتا ہے مری خاک سے پیدا ہے جنون
جسمیں ہے تربت مجنون وہ بیابان ہو نہیں
زمزمون پر مرے سب گوش بر آواز ہیں گل
بلبلیں ہیں متمتع وہ غزلخوان ہو نہیں
چوٹی گندھوا لو تو ہو جاے مرے خاطر جمع
بال کھولے ہیں جو تمنے تو پریشان ہو نہیں
عشق وہ علم ہے عالم میں جسکا کوئی
قول مجنوں کا ہے اک طفل دبستان ہو نہیں
میرے سودے کی تعلّی کو کوئی دیکھے تو
یہ تو کاہے اشارا کہ گریبان ہو نہیں
سمجھے کرتا نہ محبت نہ بلا میں پھنستا
خود ہی اے زلف ترا سلسلہ جنبان ہو نہیں
چند دن رہکے ہیں دنیا سے چلا جاؤنگا
کیوں ستاتا ہے فلک مجھکو کہ مہمان ہو نہیں
ساتھ ہی الفت رخ کے ہے مژہ کا سودا
خار کثرت سے ہیں جسمیں وہ گلستان ہو نہیں
وصل ہے آج تو ملجاؤ گلے کھولکے دل
سینہ سے سینہ ملا دو کہ پر ارمان ہو نہیں
اوسکی پاس ہوں وہ داغ ہوں میری تن پر
غیر کے گھر میں تو شادی ہے چراغان ہو نہیں
ایک خوشقد کی ہیں رفتار کا دیوانہ ہوں
حشر برپا ہوا گر اوسکے خرامان ہو نہیں
سیکڑوں دل نظر آتے ہیں ہر اک سو مجکو
مثل آئینہ تری بزم میں حیران ہو نہیں
اوسکے پیکان کو جو دی مینے جگہ دسنے لگے قریب
دونون ہمشکل ہیں جگرا ہوا یکجان ہو نہیں
اوسکی چھلے کے جو گل کھاؤں تو ہوں مور کی شکل
وہ پری دی ہے جو انگوٹھی تو سلیمان ہو نہیں
یار کے سامنے محزون ہوں تو مارے تیغین
میرے رونے پہ نہ ہنسیں نہ ہمیں وہ گریان ہو نہیں
جب میں کرتا ہوں شکایت خلش پہلو کی
دل یہ اتا ہے کسی تیر کا پیکان ہو نہیں

ارزو دل کی جو نکلی تو یہ آواز آئی ہائے ہائے
آہ ایسے جلد کوئی خانہ ویران ہوئیں

پھیر دی مجھ پہ جو اے دہر حوادث کی چھری
کچھ بھی اسکا نہ کیا پاس کہ مہمان تھے ہمیں

دیکھا یہ کہ دم کی بھی اچھی نہیں غفلت اے یاس
قول دنیا کا ہے اک خواب پریشان ہو ہمیں

ساقیا آیا تھا مے پینے خدا جانے کون
چمن گیا باغ مین یہ پھول لگی بہانے کون

زلف کے عشق کی موجد ہوئی دیوانی کون
ہوگئی خلق مین زنجیر کے یہ دانے کون

درد و غم ساتھ رہے چھوڑ گئے ہوش و حواس
عشق مین کون یگانی ہوئی بیگانے کون

عاشق آئینے اوسی دیکھنے ہر شب کو ضرور
دخل کیا شمع کو اوس بزم مین پروانے کون

یاربوسی مجھے دیتا ہی بگڑتے ہین رقیب
دولت حسن لٹی کسکی برا مانے کون

آپکی بزم کے مختار ہوئے کب سے غیر
روکتے ہین مجھے ہین یہ خدا جانے کون

مے جہان ملتی ہے چلو ہی سے پی لیتے ہین
جائے مستی مین بھلا ڈھونڈھنے پیمانے کون

دیکھکر کیون دل پہ داغ ٹھہرتا ہے جگر
آج اس باغ مین آیا ہے ہوا کھانے کون

بات یہ عقل کے برعکس ہے واعظ تیری
جائینگے نار مین تر دامن اسے مانے کون

کچھ نہ کچھ دل مرا ہر وقت کہا کرتا ہے
اس سے معلوم نہین سنتا ہے افسانے کون

آنسو آنکھو نہین ہین ہر وقت لہو دمین خوننابہ
بھر گیا ہجر مین یہ شیشہ یہ پیمانے کون

سنکے نالے مرے اغیار سے بولا وہ شوخ
پس دیوار یہ روتا ہے خدا جانے کون

کوچۂ عشق سے ناصح کو نہین آگاہی
جو کہ نادان ہو پھر اوسکی بھلا مانے کون

نام معشوق کا کچھ رٹتے ہین کچھ ہین خاموش
کون ان لوگون مین ہشیار ہے دیوانے کون

اشک حسرت بھی ٹپک کر نہ رہے پاس مرے
لیگیا ہائے مرے موتیون کے دانے کون

رقص بسمل کا تماشا کسے خوش آتا ہے
آگیا ہے دل خونگشتہ کو تڑپانے کون

نالے سینے سے نکلتے نہین کسکو بھیجون ہ
جائے میرے دل وارفتہ کو سمجھانے کون

کسکا جلوہ ہے سمائے گا جو چشم و دل مین
ان مکانون کو بنائیگا یہ پہچانے کون

تھا حجاب آنکھ کا یا میرے حد وکا تھا خیال
وصل مین آیا تھا اوس شوخ کو شرمانے کون

لیگیا دل مرا اقرار وفا پہ کوئی ہ
دیکھیا ہائے یہ دھوکا مجھے کیا جانے کون

میرے احباب مجھے عشق مین سمجھاتے ہین
جو مرے دل پہ گذرتی ہے اوسے جانے کون

ہوں وہ غم دوست خوشی کا جو خیال آنے لگا
نالا اکبار لگا سینے سے چلّا سنے کون

یاس کہتا ہی ہوا پاس کو کیوں نا یہ مرا عشق
میں تو بیہوش ہوں جاؤ اسے سمجھانے کون

عشق میں لاکھ اسے بہلاؤ بہلتا ہی نہیں
دل ناداں تو سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں

بزمِ جاناں سے عدو آکے تو ٹلتا ہی نہیں
کیا یہ ارمان ہے میرا جو نکلتا ہی نہیں

جو کہ بوسے کا تو کیا وہ نہیں دیتا دشنام
نخلِ الفت تو کسی فصل میں پھلتا ہی نہیں

ہمکنار آکے ہوا مجھسے جو کوئی سیم حسن
پانی پانی یہ ہوا غیر کہ جلتا ہی نہیں

ہو جو لغزش رہِ الفت میں تو آہیں کھینچے
بے سہارے کبھی انسان سنبھلتا ہی نہیں

گرم آنسو ہیں مرے دل میں سمندر سے فزوں
واہ رے ظرف چھلکتا ہے اور ابلتا ہی نہیں

خون ہو جائیں نہ دو چار کئے ناحق ناحق
یار اسی خوف سے مہندی کبھی ملتا ہی نہیں

آکے وہ شوخ جو پہلو میں مرے لیٹا ہے
دلکو یہ چین ملا ہے کہ اچھلتا ہی نہیں

ایک ہی حال پر آتا ہے نظر فرقت میں
رنگ عاشق ہے زمانہ کہ بدلتا ہی نہیں

موم ہو جاتے ہیں پتھر بھی مرے نالوں سے
دل ترا سخت ہے ایسا کہ پگھلتا ہی نہیں

ایک سا روزِ جدائی کا ہے میرے عالم
کیا یہ معشوق ترا جوبن ہے کہ ڈھلتا ہی نہیں

تجھکو مدت ہوئی ظالم کہ گڑا ہے مجھسے
کیا کھنچا ہے ترا خنجر بھی کہ چلتا ہی نہیں

دل پہ داغ کی میرے یہ خوش آئی ہے فضا
سینے میں جو آتا ہے ارمان نکلتا ہی نہیں

بزمِ جاناں میں مرے ضعف کا پہونچا ہے اثر
دوڑ کر بھی سست ہے ایسا کہ یہ چلتا ہی نہیں

دیکھنا چاہو دل نشینوں کی محبت کا اثر
نالہ کرتا ہوں مگر دل سے نکلتا ہی نہیں

میری غربت کا نہیں بیان سمجھی جاتی ہے
کیا دل شمعِ لحد ہے کہ پگھلتا ہی نہیں

میرے ارمان کا دیکھے تو کوئی استقلال
دم نکل جاتا ہے لیکن یہ نکلتا ہی نہیں

عاشقانہ ہی کہے شعر ہمیشہ اے یاس
واہ رے رنگِ طبیعت کہ بدلتا ہی نہیں

ردیف واؤ مہملہ

عشق رخسار میں گر جلوہ گری پیدا ہو
دل پہ داغ سے نورِ قمری پیدا ہو

مے گلرنگ کے مشتاق ہین میخوار تمام
جلد ساقی کہین شیشے سے پری پیدا ہو

اوس نہال چمن حسن کا سایہ جو پڑے
شجر خشک سے بھی شاخ ہری پیدا ہو

قبر پر میری پری آکے جو وہ سر وبھی
سنگ تربت سے عقیق شجری پیدا ہو

گل کھلائین یہ مرے داغ جگر وقت بین
ٹھنڈی سانسون سے نسیم سحری پیدا ہو

دشت غربت کو نکلجاؤن جو مین دیوانہ
صورت قیس مری ناموری پیدا ہو

پرزے ہوجائے مرا جامۂ عریانی بھی
دست وحشت سے اگر جامہ دری پیدا ہو

دنکو وحشت سے رہی رات کو اولجھن سے رہی
عشق گیسو مین وہ آشفتہ سری پیدا ہو

جم رہے آنسوؤنکے ساتھ اگر لخت جگر
خوب خوش رنگ عقیق شجری پیدا ہو

عشق گیسو سے جو ابرو کی ہو الفت مجکو
درد سر جائے تو درد جگری پیدا ہو

کیا وہ سوجھے جو ہو معدوم عدم کی صورت
کسطرح یار کی نازک کمری پیدا ہو

عشق کامل جو دکھائے اثر اپنا اے جور
تیری دیوانے کے سائے سے پری پیدا ہو

تیری الفت نے کیا یاس کے دلمین یہ اثر
اپنے سائے کو بھی دیکھے تو پری پیدا ہو

مجکو کہتا ہے وہ مقتول جفا ہو تو یہ ہو
پہلے مقتل مین مرے سر پہ فدا ہو تو یہ ہو

ذکر غیر و نکا کبھی لب پہ نہ آنے پائے
میرے گھر آئے نہ تم اونسے گلا ہو تو یہ ہو

بوسۂ سیب ذقن شربت دیدار ملے
مرض ہجر مین عاشق کی دوا ہو تو یہ ہو

دل ہی نے الفت گیسو مین پھنسایا مجکو
مورد آفت و آلام و بلا ہو تو یہ ہو

یا الٰہی مری بیتابیٔ دل بڑھجائے
عشق مین درد جگر کی جو دوا ہو تو یہ ہو

چشم حسرت نگران ہو سوئے قاتل میری
جسم سے سر جو ابھی میرا جدا ہو تو یہ ہو

جذب الفت سے یقین ہے وہ تڑپنے لگین خود
تہ شمشیر اگر میرا گلا ہو تو یہ ہو

وصل دلدار ہو بوسے ہون لب شیرین کے
زندگی کا جو زمانے مین مزا ہو تو یہ ہو

جب خیال آئے گنہ کا کہون توبہ توبہ
کانپے ہر بند مرا خوف خدا ہو تو یہ ہو

خود چلے آئین تڑپتے ہوئے ہی مجکو یقین
ہجر کی شب جو مری آہ رسا ہو تو یہ ہو

فلک پیر پھرا ساتھ مری سودے مین
منتحمل مین تو نہین ہان جو تھکا ہو تو یہ ہو

کبھی روؤن کبھی تڑپون کبھی غش ہو جاؤن
میرا محبوب اگر مجسے جدا ہو تو یہ ہو

بزم احباب یقین ہی کہ رہے پشیمان
پاس سن رہا ہی جو سو ملک بقا ہو گو یہ ہو

پالیے بلبل اگر اون پھول سے رخساروں کو
آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھے کبھی گلزاروں کو

نہ ملا شربت دیدار انہیں فرقت میں
کون دیتا ہی دوا ہجر کے بیماروں کو

خود مسلسل ہیں تری زلف میں یہ وحشی
پا بزنجیر نہ کر تازہ گرفتاروں کو

تلکی جانب ورا انکی نظر ہی رہتی ہے
ہجر یہ آزار نیا چشم کے بیماروں کو

دیکھتے خواب میں بھی تجکو تو جاتا رہتا
یار سودا تھا جو یوسف کے خریداروں کو

قید کرتا ہی جو مرغان چمن کو صیاد
ہے ستم اوسپہ کہ سی دیتا ہی منقاروں کو

نرگسی جس سے نظر لیلیا فتنا اوسکا دل
دلبری کسنے سکھائی ہے یہ دلداروں کو

تم ہمیں ہو کوئی یوسف سا بھی آیا نظر
ہمنے دیکھا ہی بہت مصر کے بازاروں کو

دیکھیں اعجاز فزون ہی ترا یا اوسکا فسون
لب جان بخش بچا چشم کے بیماروں کو

کبھی گلشن میں ہیں صحرا میں کبھی خاک بسر
ہی یہ سودا تری زلفون کے گرفتاروں کو

اپنا ہمدرد انہیں سمجھا کیے ہم غربت میں
پاس نے تلوؤں سے نکالا نہ کبھی خاروں کو

جا کے یہ خبر سنا ہی صبا کی ہاتھ سے بیداد ہو
آگئی عاشق کی مشت خاک یون برباد ہو

سچ ہے کیون سمجھو خیال عاشق ناشاد ہو
سنگدل ہو تم ستم ایجاد ہو جلاد ہو

ہچکیاں آنے لگیں پھر شاید ہو جانے خبر
آپکے دل میں اگر کچھ بھی ہماری یاد ہو

آئی ہی پھر موسم سی لا پتہ عروس فصل گل
بلبلو گلشن میں پھر شور مبارکباد ہو

طبع کہتی ہے جو دیتا ہو ہمیں غنچہ سی مثال
پھر کوئی مضمون دہان یار کا ایجاد ہو

کیا عجب وارفتگی سودے کی ہی گر اسطرح
بعد مرنے کے ہماری خاک بھی برباد ہو

مثل غنچہ من چل اوٹھی کھینچوں جو آہ برق را
میرے نالوں سے فنا یہ چرخ بے بنیاد ہو

دیکھکر دونوں کو خون آتا ہی اپنا جوش میں
خنجر جلاد ہو یا نشتر فصاد ہو

پھول سے باغ ریاضت سی بھی کہتا ہو دل
یار کا بوٹا سا قد بڑھ کر کہیں شمشاد ہو

گلشن رخ دیکھتا تھا پھنسگیا زلفوں میں دل
کیا کرے بلبل اگر پہلو ہی میں صیاد ہو

جال چل لینا انھیں ہٹ کھیلو نکی ہی ضرور
اسکی کیا پروا اگر کوئی مٹ جائے یا برباد ہو

قتل اگر قاتل کرے مجکو جنون نکلے شور مین — آب ہو جائی ابھی گر خنجر فولاد ہو
وصل کل مین سلسلہ جنبان جو ہو جائے جنون — غل مری زنجیر کا شور مبارکباد ہو
سمجھے کیا جاہل سوا شاعر کی شاعر کا سخن — کیا اوسی سوجھے بھلا جو کور مادرزاد ہو

پڑ گیا سکہ ترا ای یاس ملک نظم مین
کسطرح شہرہ نہو مونس ساحب اوستاد ہو

عدیل اپنا نہین رکھتے ہو تم ہر شی سے افضل ہو — ہر آخر کے نہین آخر ہو ہر اول کی اول ہو
جو اونکی نازکی رفتار ہو پاؤن مین چھاگل ہو — قیامت ہو بپا دو گام مین اسطرح ہلچل ہو
جہان تو جا کھڑا ہو اک دم مین بن جاے وہ مقتل ہو — ہر اکجا سرخرو قاتل تری تلوار کا پھل ہو
ہزارون پیچ ہون اور جسکا ایک اک بال مین بل ہو — تمہاری زلف کو سلجھا کے پھر شانہ نکیون شل ہو
جو کھینچون ایک نالہ رنگ دنیا کا مبدل ہو — زمین لرزے ہلے گردون و عالم مین وہ ہلچل ہو
وہی معشوق ہی یہ خوبیان سب جمع ہون جسمین — ادا ہو ناز ہو انداز ہو عشوہ ہو چھل بل ہو
پھری ہی آجکل مجھسے ہوا ایسی زمانے کی — فزون ہو درد سر گر مین مری صندل ہو
دل مضطر کو یہ کہکے سمجھاتا ہون مین ہردم — بہت دیر اب نہین ہی وصل جانان آج ہو کل ہو
جنون مین قدم سے خار ہون شاداب صحرا مین — مرے تلوون مین ہو جو آبلہ پانی کی چھاگل ہو
جگر ابرو سے گھائل ہو نشانہ دل ہو مژگان کا — جو یہ سامان ہو قاتل مرا اسمین کیون نہ مقتل ہو
ثنائے زلف جانان سلسلے سے گر لکھی جائے — ہر اک مضمون ہو پیچیدہ عبارت بھی مسلسل ہو
ثنائے زلف دلبر مین خیال رخ بھی لازم ہے — رہ تاریک مین یہ چاہیے ہمراہ مشعل ہو
فلک پر تھا مہ نو پھر تمہارا ناخن پا تھا — یہان حیرت نہو کیونکر جو اعلی ہو وہ اسفل ہو
جنون لیچل وہان مجکو جہان پر ہو نہ سایہ بھی — نہ آبادی عمارات بھی کہین ہون وہ جنگل ہو
وہان سمجھین سبھی اپنا جہان مجنون تو اکیلا اب — جنون بھی بھاگ جائے ڈر سے وہ پر ہول جنگل ہو
ثنائے نور رخ یار مین لکھتا ہون غزلون مین — شعاع مہر تابان کی مرے دیوان مین جدول ہو
مئی کافی ہے یہ رنگت سیہ شیشونکی واسطے ساقی — تعجب کیا سیہ مستی ہی آنکھ مین جو کاجل ہو
تعجب کیا جو تم اٹکھیلیونکی چال چلتے ہو — خدا کے فضل سے طناز ہو کمسن ہو چنچل ہو
اسیر اول ہی سے تھا بیڑیان پہنائیں کیون مجکو — تمہاری زلف کا قیدی سلاسل مین مسلسل ہو

ضرور ای یاس ہر شاعر کو مشق شعر لازم ہے

کہاں جوہر اگر تیغ زبان مین خوب صیقل ہو

اوڑ کے اوس غنچہ کی زلف رسا کا ہیکلو
آج اندھیر کیا تو نے صبا کا ہیکلو

عشق گیسو مین دل زار پھنسا کا ہیکلو
پہنچ گئی آکے مرے سر پہ بلا کا ہیکلو

ساری دنیا کے حسینونکا دغا شیوہ ہے
مہربان کیجیے گا آپ وفا کا ہیکلو

پھر یہ تکلیف ہے کیون جان یونہین دیتے ہین ہم
کھینچکر آئے ہو تم تیغ ادا کا ہیکلو

کیا کسی گل کے پسینے مین ہے بسکر آئی
آج اترائی ہے گلشن مین صبا کا ہیکلو

آج اس شیشے کو شاید کسی بت نے توڑا
یک بیک آئی مرے دل سے صدا کا ہیکلو

کیون نہ تم آئے جو نالے کیے دل نے میرے
اپنی بیچینی کا کرتے ہو گلا کا ہیکلو

ہمنفل غیر کے شاید ہے مرا رشک قمر
آج یہ دلمین مرے درد ہوا کا ہیکلو

راز کس طرح چھپا ئینگے وہین دلمین رقیب
اب ہمین ملنے لگا اوس نکا پتا کا ہیکلو

اندنون دوستون کو بھی مین ترکا پاتا ہون
پھر گئی مجھسے زمانے کی ہوا کا ہیکلو

دم دیا کیا کسی محبوب کے جلوون نے اسے
میرا دم ہے مرے سینے مین خفا کا ہیکلو

پہلے دیدین دل و جان وصل کی طالب پھر ہو
ہمسے یہ رسم ادا ہوگی بھلا کا ہیکلو

تمنے کیون مہندی لگے ہاتھ دکھائے مجکو
دل مرا پیس گیا رنگ حنا کا ہیکلو

آج سینے سے نکالوگے دل نالان کیا
تمنے کھولے ہین مرے بند قبا کا ہیکلو

پلکے چند اوسکی نگاہون نے چبھایا ہے اسے
اب مجھے ملنے لگا دل کا پتا کا ہیکلو

اتنو جنت مین بھی رہنا نہ خوش آئیگا ہمین
بھاگئی یار کے کوچے کی فضا کا ہیکلو

عاشقون کو یہ جلا ئینگے ستا ئینگے ضرور
بت بھلا کرنے لگے خوف خدا کا ہیکلو

صادق الغفت مین کدورت سے ہو دل صاف مرا
ایسی آئینے مین ہے صدق و صفا کا ہیکلو

ہجر مین کیا سفر اپنا ہے ٹھہرتا ہے جو دل
بار بار آتی ہے آواز درا کا ہیکلو

دیکھنا ہی ہمین ہے یار صفائی دل کی
ہمنے کھولے ہین ترے بند قبا کا ہیکلو

پھیر دو مجکو جو کہتے ہو تمہارا دل ہے بڑا
پاس اپنے اسے رکھتے ہو بھلا کا ہیکلو

ہین وہ بچپن ہی سے مشتاق ستمگاری کے
اوٹھ نہ رہیگی کوئی اب طرز جفا کا ہیکلو

عاشق ابرو کا جو پایا تو کہا قاتل نے
آگئی پھر تری اسکے پاس قضا کا ہیکلو

کھولدین آپ چمن مین جو معنبر گیسو ۔۔۔ پیچ کہا یا کرین سنبل کے زمین پر گیسو
پاؤن تک آگئے اوس شوخ کے بڑہکر گیسو ۔۔۔ ہوگئے طول قیامت کے برابر گیسو
چھوڑ دیتا ہے جو شانا تو نیہ دو دلبر گیسو ۔۔۔ ہر طرف پھینکتے ہین دام برابر گیسو
نہین آتے یہ ترے رخ کے برابر گیسو ۔۔۔ طعنہ زن ہوتے ہین ناکامی دل پر گیسو
جال مارا ترے بالون نے ہر اک عاشق پر ۔۔۔ اک بلا ہوگیا ہر دل کے لیے ہر گیسو
تیرے باعث سے بلا ہی شب فرقت آئی ۔۔۔ تو نے کیون وصل مین کھولے مرے دلبر گیسو
یونہین اوقات شب و روز بسر ہوتی ہے ۔۔۔ دن کو رخ پیش نظر رہتا ہے شب بہر گیسو
ان سیہ رویون نے کیا رتبۂ عالی پایا ۔۔۔ بالکی لین کیون نہ سر یار پہ چڑہکر گیسو
چھو لیا کسنے جو برہم ہوئے حد سے بڑہکر ۔۔۔ کھلکے جوڑا جو ہٹے آپ سے باہر گیسو
صاف ثابت یہ ہوا چاند گہن مین آیا ۔۔۔ اوڑ کے آگئے جو ہوا سے ترے رخ پر گیسو
حسن دونا ترے بالونکا ہوا افشان سے ۔۔۔ شب تار پہ مین دکھلاتے ہین اختر گیسو
لکھنؤ رشک ختن ہوگیا سارا دم مین ۔۔۔ بام پہ کھولے جو اوس گل نے معنبر گیسو
بڑہکے آخر کو بلا ہوگئے عاشق کے لیے ۔۔۔ ڈسنے ڈر لگنے لگا ناگنے کو اژدر گیسو
ان بلاؤن نے مجھے لوٹ لیا الفت مین ۔۔۔ کشور دل کے لئے ہوگئے لشکر گیسو
سایہ کیا اسنے تری زلف پریشان کا پڑا ۔۔۔ کہ جو سنبل کے نظر آتے ہین ابتر گیسو

ہاتھ سے دشمن موذی کی پریشان ہی یاس
اسکو دکھلائیے یا حیدر صفدر گیسو

سرمہ دیکے نہ تم ادہر دیکھو ۔۔۔ ہوگئے زخمی دل و جگر دیکھو
رخ تو بدلو کمان ابرو کا ۔۔۔ پھیر کر منہ ذرا ادہر دیکھو
ڈال لو تم نقاب چہرے پر ۔۔۔ چھپ گیا شرم سے قمر دیکھو
تمنے جانی کو وصل مین جو کہا ۔۔۔ ہوگیا فق رخ سحر دیکھو
زلف کی جھونک اوٹھیگی کب اس سے ۔۔۔ دوہری ہو جائیگی کمر دیکھو
قتل کرتی ہے ہمکو تیغ نظر ۔۔۔ کون کہتا ہے تم ادہر دیکھو
ہٹ گئے تم جو میرے پہلو سے ۔۔۔ پھر تڑپنے لگا جگر دیکھو
ٹھہرو دیکھیے گا اب کوئی دم مین ۔۔۔ جوشش پر آئی چشم تر دیکھو

دل لگا کر نالہ و فریاد سے
خون ہو جائے گا جگر دیکھو

کوئی مشتاق دید اور بھی ہے
اس طرف بھی تو اک نظر دیکھو

اب بھی باز آؤ اوس کی الفت سے
آہ میں ہے جان کا ضرر دیکھو

قبر میں لوگ کہتے ہیں ہم دفن
کھول کر آنکھ اپنا گھر دیکھو

اوڑ گیا رنگ میرے چہرے سے
اپنی الفت کا تم اثر دیکھو

کوچ ہونے کو ہے عدم کی طرف
یاس درپیش ہے سفر دیکھو

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ میں لے شیشۂ مل کو
لب مینا سے سنتا ہیں مست تیرے شور قلقل کو

پہنسایا کیا بلا میں کیا کسی غمدیدہ بلبل کو
لگاتا ہے جو تو اے باغبان گلشن میں سنبل کو

نہ تو نے لی خبر مرتا ہے عاشق رنج فرقت سے
کبھی تو آ کے دیکھ اس کشتۂ تیغ تغافل کو

گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اوتر جائیں
اگر اس گھاٹ پر تو کھینچ دے تلوار کے پل کو

بہار آ جائے یا رب باغ سے جلدی خزان جائے
دل مشتاق بلبل دیکھے روئے شاہد گل کو

بہار آئی مئے الفت سے پھر سرشار ہو جائے
صبا سنتا رہا بلبل سے لگا دے ساغر گل کو

یقین آتا نہیں معشوق کو جو اپنی الفت کا
گواہی میں دہر سنکے دیکھنا ہم شاہد گل کو

نیا کھٹکا رہا ہر روز اسے فصل بہاری میں
نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد بلبل کو

چمن میں آج بلبل امتحان ہے تیرے رونے کا
جبھی جانیں کہ اشکوں نے بجھا دی آتش گل کو

نظر آنے لگے مار سیہ گلشن میں لہراتے
جو بل دے دے کے چھوڑا اوس نے اوس گیسوئے کاکل کو

ترقی حسن کی ہو دمبدم عاشق زیادہ ہوں
خدا افزوں کرے اوس بت کے جاہ و تجمل کو

چمن پر خار ہیں ایسا خزان سے انقلاب آیا
کہ شب کو عندلیبیں دیکھتی ہیں شمع کے گل کو

خدا جو مجھکو دیتا ہے اوسی پر شکر کرتا ہوں
جہان میں اپنا توشہ جانتا ہوں میں توکل کو

جہان میں سقدر جو قیس کی وحشت کا شہرہ ہے
یہ دیوانہ ہوا سنکر مری زنجیر کے غل کو

چمن کی سیر کو یہ کون سا میخوار آیا تھا
کہ توڑا جسنے غنچے کے سبو کو ساغر گل کو

شرابیں پیکے کیوں گاتی نہیں میخوار یہ کیا ہے
مکرر روز سنتے آتے ہیں شیشے کی قلقل کو

ہوا ثابت یہ اکدن آگ گلشن کو لگا دیگی
غضب بھڑکا رہی ہے آہ بلبل آتش گل کو

کبھی اوس کے کوٹھے پر کبھی گلیوں میں روتے ہو

جہان مین یاس ہو کہو اس ترقی و تنزل کو

آہو نہ یہ بادِ سحر کا اونکو گمان نہو
ای سوزِ دل یہ پاس مرا رائگان نہو

جلجائے دل پر آہ نکلکر عیان نہو
ای ضبط عشق آگ لگے اور دہوان نہو

سُن لینگے میرا حال تو روٹھی گلین گے خود
افسانہ غم کا ہے یہ کوئی داستان نہو

جس بزم مین رہے صفت بوئے گل رہے
انسان کو چاہیے کہ کسی پر گران نہو

اوس بیوفا سے ہمنے وفا کی تو کیا حصول
کیون اپنی جان دین جو کوئی قدردان نہو

رونے لگے کرے جو تصور بہی قصہ خوان
وہ میرا حال ہے جو کسی سے بیان نہو

ہے آسمان تو میرے مٹانے کی فکر مین
مجکو خیال ہے کہ یہی بے نشان نہو

مرنے پہ بہی نہین مجہے راحت کی کچہہ امید
ڈرتا ہون مین کہ زیر زمین آسمان نہو

اونکا خیال کس مین رہے دل تو ہٹ گیا
کیا انقلاب ہے کہ مکین ہو مکان نہو

ایدل نہ کر فلک کے ستم کی شکایتین
منظور یار ہی کو ترا امتحان نہو

ہے مجکو شوق قتل نہ کہینچ مجہسے اسقدر
ای تیغ یار رُک کے گلے پر روان نہو

آئیگا اسمین ورحسینون کا بہی خیال
عاشق کا ہے یہ خانۂ دل لامکان نہو

چرخ مقدس ایک حسین کی کمان ہے
کسطرح اسکا تیر بہلا سبلے امان نہو

ٹٹنے پہ بہی نچہوڑینگے دامن کو تیرے ہم
اپنا غبار گردِ رہِ کاروان نہو

مجہسے ادیب عشق نے یہ بارہا کہا
یون ناتوان ہو تم کہ کسی پر گران نہو

بچپن مین کون جانتا ہے عشق و عاشقی
بہتر بشر کے حق مین یہی ہے جوان نہو

دل کی محافظت مری آنکہین نہ کیون کرین
بے قید ہے مکان اگر پاسبان نہو

دل لیتا جاتا جو آیا ہے تو ای خیال یار
آزردہ خاطر تری اسے میہمان نہو

ظاہر کر اپنی شکل کو ای حسرتِ وصال
تو ہمسے غمزدون کے دلون مین نہان نہو

پہچان لیگا ایک یہ عاشق کسی کا ہے
خاک ایسے عشق پر کہ جو رُخسے عیان نہو

ابرو مین اونکے بل ہے نگاہ کام کیا کرے
کیا تیر کا قصور جو سیدہی کمان نہو

آکر ہمارے ساتھہ رہین کوئی یار مین
گلشن مین بلبلونکا اگر آشیان نہو

کاوش اسی سے ہسپیگا یہ بعدِ مرگ بہی
مرقد بہی عاشقونکا تہ آسمان نہو

دردو الم کی دلمین بہ ابرہین دعوتین
کوئی وہ غم نہین جو مرا میہمان نہو

گلگشت روئے یار کو جاتا ہی میرا دل
خسپوش اس چمن مین کسی جا کنوان نہو

خاموش مجکو دیکھکے اوس شوخ نے کہا
بولی وہ خاک جسکے دہن مین زبان نہو

ہر وقت ہی خیال عدم کا لگا ہوا
عاشق ہو جو کمر کا وہ کیون نیمجان نہو

کس سی مثال دیجئے ابروئے یار کو
کیسے اگر کمان بہی تو خاطر نشان نہو

نکلے وہ ماہ بھر کے ستارے جو مانگ مین
اوس شب کبہی فلک پہ عیان کہکشان نہو

گر ضبط عشق ہجر مین نالونکا حکم دے
یا مین نہون زمین پہ یا آسمان نہو

تڑپون جو مین فراق مین وہ بہی ہو بیقرار
یہ کیا کہ اضطراب یہان ہو وہان نہو

گیسو کے عشق مین متحمل بلا کا ہون
ٹوٹے جو آسمان بہی تو مجپر گران نہو

ایدل شب وصال تڑپیو نہ تو ذرا
میری طرف سے یار کہین بدگمان نہو

ملتا ہے رنگ بلبل شیراز سے ترا
کیون یاس تو بہی طوطی ہندوستان نہو

نہو مثال صنم بے مثال ایسا ہو
مہ کمال خجل ہو جمال ایسا ہو

یہ چاہیے کہ رہے خواب مین تصور یار
نہ جائے دل سے کبہی جو خیال ایسا ہو

بروز حشر بہی یہ سرخرو رہے سب مین
ترے شہید کا ملبوس لال ایسا ہو

نہ سر اوٹھائے فلک تم جو چار گام چلو
مثال سبزہ رہ پائمال ایسا ہو

خوشی سے سرو نہ پہولا سمائے گلشن مین
تمہارے سایۂ قد سے نہال ایسا ہو

عجب نہین جو مسلمان سے ہون کافر
یقین ہے عشق صنم کا مآل ایسا ہو

پہنسا کے طائر دل زلف مین وہ کہتا ہے
نہو مجال نکلنے کی جال ایسا ہو

بشر تو کیا ہین فرشتون کو بہی جنون ہو جائے
خدا کی شان بتون مین جمال ایسا ہو

اونہین سے پوچھیے اونکی دہن کے مضمون کو
جواب دے نہ سکین وہ سوال ایسا ہو

یقین تو ہے نہ نکلے گا اب اک بہی یاس
گناہگار مرا بال بال ایسا ہو

ہر اک حسین ہے مہیا مرے جلانے کو
الہی آگ لگے اس بُرے زمانے کو

لطافت اونکی بہی ہی مرے دلمین آنے کو
نگاہ بنگئی آئینے مین سمانے کو

یہ اونسے روٹھا ہی الفت کے آزمائی کو
تمنا ہے آئے کہین یاس کو منانے کو

نکل رہا ہی مرا دم وہ مہندی ملتے ہین
بہانہ خوب ہی عاشق کا خون بہانے کو

خوشی ہوا کہ حنا مین گلے لگونگا ضرور
جھکا ہون یار تری ناز ہی اوٹھانے کو

دل و جگر مین کھٹکتا ہی پھانس ہو کر
خلش یہ غم نے نکالی ہی ستانے کو

اودہر رقیب جو بیٹھی ہین اونکے پہلو مین
ادہر بھی درد ہے پہلو مرا دبانے کو

وہ یہ کہین شب تاریک ہجر مین آئے
ہی میرا داغ جگر روشنی دکھانے کو

لگا رہی ہین جو ہر پھر کے قبر پر ٹھوکر
تلے ہوے ہین وہ میرا نشان مٹانے کو

مجال کیا تھی جو پہلو مین اونکے بیٹھتے غیر
خموش ہو رہے ہم دیکھکر زمانے کو

کھڑا ہون دل لیے اسواسطے مین رستے مین
سنا ہی آج کہ سجدہ وہ بت ہی ڈہانے کو

جتا جتا کے وہ دیتے ہین اور رنج مجھے
کیا تھا ذکر کسی کا ابھی سنانے کو

سکوت فرقت جانان مین طبع گیا کچہ اور
جو آئی حیرت دل آئینہ دکھانے کو

اودہر ہی تکتے ہین ترچھی نظرون سے
یہ آنکھین ہین فقط میرا دل لبھانے کو

ستائیگا ہمین سوز جگر تو رو دینگے
سرشک آئینگے دل کی لگی بجھانے کو

کسی کو زور و کہانا تھا ناتوانی کا
اوٹھے تھے آج جو ہم اشک کو گرانے کو

جنون کو جوش نے جامہ سے کر دیا باہر
وگرنہ آپ مین تجھ دیکھ اونکے آنے کو

گرا ہون بستر غم پر جو ہجر جانان مین
اجل مین درد اوٹھا ہی مری اٹھانے کو

کسی کو ہجر مین یہ کیا کرے بلا سے کیے بھلا
کہ آپ بیٹھا ہی دنیا سے یاس جانے کو

ردیف ہاء ہوز

دیکھے جو میرا آئینہ رخسار آئینہ
ہو عکس رخ سے غیرت گلزار آئینہ

دل آئینہ ہے سینۂ دلدار آئینہ
پیشانی آئینہ ہی وہ رخسار آئینہ

ہے جان و دل سے تیرا خریدار آئینہ
پھرتا ہی اسلیے سر بازار آئینہ

عاشق جو روئے صاف منور کا ہین
کیون دیکھتا ہی پھر تمہین سو بار آئینہ

دل سے ہماری ہو وہ مقابل یہ کیا مجال
اپنی صفا دکھاتا ہے بیکار آئینہ

خود اونکا منھہ کو دیکھکے حیرت مین آ گیا
ملتے ہی آنکھ ہو گیا بیمار آئینہ

دوست نے ایک بھی نامہ عاشق کا لکھا اور
جب بال بن گیا تو ہی بیکار آئینہ

لیلو قلم اسکو شوق سے جا خبر ہے بیدل
ای یار ہو گا آنکھوں میں درکار آئینہ

کچھ تیرے روئے صفا سے اچھا نہیں ہے وہ
دلمیں غبار رکھتا ہے بیکار آئینہ

آئے جو میرے گھر وہ سکندر حشم مرا
ہو عکس سے نہ کیسے در و دیوار آئینہ

کیوں ویسے ہو نہ رنگ طلائی یہ یار کے
دست نگار میں ہے طلا کا ر آئینہ

اس طرح رات وصل کی وہ کاٹتے ہیں پاس
ہر بار کنگھی چوٹی ہے ہر بار آئینہ

تھی جو الفت ہوگئی اوس ظلم کو بانی کے ساتھ
جان لی لیتا ہے جو عاشق کی نادانی کے ساتھ

یاد دنداں میں برسا ہے چشم طغیانی کے ساتھ
آج تیرا امتحان ہے اب پشیمانی کے ساتھ

دن کٹا سارا خیال رخ میں حیرانی کے ساتھ
شب بسر کی یاد گیسو میں پریشانی کے ساتھ

جیتے جی جو مشت نے دکھلایا کبھی اس جب سے
اب وہ میری لاش پر آئی پشیمانی کے ساتھ

دیکھی صورت تری دونوں تھے تصویر کی
دنگ ہو کر رہ گیا بہزاد بھی مانی کے ساتھ

نرگسمیں ہو مست صورت رخسار دکھلا دے اگر
دم نکل جائے تری عاشق کا آسانی کے ساتھ

جسجگہ جاتا ہے وہ عشاق بھی ہمراہ ہیں
کارواں رہتا ہے اک اوس یوسف ثانی کے ساتھ

ہجر میں جب شام سے آیا ترے رخ کا خیال
صبح تک رویا کیا شمع شبستانی کے ساتھ

فرقت جاناں میں ہر دم ڈرتا ہوں جلتا ہے جگر
آگ بھی ہمراہ رہتی ہے بیابان بانی کے ساتھ

میں جو تڑپا پھر نہ اوسکا دل بھی قابو میں رہا
خود بھی بسمل ہو گیا جلاد قربانی کے ساتھ

پاس یہ رنج و الم کی طبع تنگ ہو گئی
رہ گئی طرز فغاں میری غزلخوانی کے ساتھ

اب مجھی کو عشق ہے گیا اوس علاوہ جان کے ساتھ
بیشتر انساں کو الفت ہوتی ہے انسان کے ساتھ

وصف گیسو چاہیے بیشک رخ جاناں کے ساتھ
رات کا بھی ذکر لازم ہے مہ تاباں کے ساتھ

چاہیے خط کی نگارش عارض جاناں کے ساتھ
لازم و ملزوم ہے تفسیر بھی قرآن کے ساتھ

عشقبازی کی سند رکھتا ہوں میں قرآن سے
سورۂ یوسف لکھا جاتی ہے میرے دیوان کے ساتھ

عشق ہے رخ کا کبھی گہ چشم کا گہ زلف کا
اک نہ اک آفت لگی رہتی ہے میری جان کے ساتھ

قدر ہے لعل بدخشاں کی لبوں کی وجہ سے
آبرو موتی کی ہے تیرے در دنداں کے ساتھ

کیا حقیقت برق کی لگی تڑپ کے سامنے
ابر کیا برسیگا میری دیدۂ گریان کے ساتھ

سبزۂ خط بھی تو ہی قرب لب معجز بیان
سم قاتل بھی ہی اے دل چشمۂ حیوان کے ساتھ

اک نہ اک آفت بپا رہتی ہی انکی ذات سی
جان بھی جائیگی عاشق کی دل نادان کے ساتھ

ہی یقین بر مین نہ پھر پھولا سمائے دل مرا
ایک شب سوؤن اگر مین اوس گل خندان کے ساتھ

تنگ کیون ہوتا ہی تو اے دل خیال یار سے
اسقدر کمظرفیان لازم نہین مہمان کے ساتھ

اے صنم کیا خوب کی عاشق نوازی آپنے
رسم الفت کیا نبھی مجھ بیسر و سامان کے ساتھ

دل نکلتا ہی نہین میرا حصار زلف سے
تیرہ قیدی کو محبت ہوگئی زندان کے ساتھ

لاکھہ نالی کرے اونکو نہوگا کچھہ اثر
نامرادی بھی ازل سی ہی دل نالان کے ساتھ

حسرتین دل کی نکلتی ہین وصال یار مین
جی نکل جائے نہ میرا حسرت و ارمان کے ساتھ

سب نہ عاشق ہی برابر ہین نہ سب معشوق ہی
کیا کیا دیکھو زلیخا نے مہ کنعان کے ساتھ

ایسی ویسون سی نہین مطلب ہی دنیا مین بھی
یاس ہوگا حشر کے دن بھی ہمرہ انکے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

ہر اک سی مدح سلطان رسالت ہو نہین سکتی
حقیقت تو یہ ہی وحدت مین کثرت ہو نہین سکتی

دل کمظرف مین مخفی محبت ہو نہین سکتی
مگر غیرت یہ کہتی ہی کہ شہرت ہو نہین سکتی

تری فرقت مین کیا خوش آئین ٹھنڈی سانسین دل کی
جو خود افسردہ ہو اوس سی حرارت ہو نہین سکتی

تمنائی وصال یار مر کر بھی رہی دلمین
بیان اے بیکسی کچھ اپنی حسرت ہو نہین سکتی

جو تم ٹھوکر لگا دو فاتحہ پڑھکر تو چین آ جائے
کہ مسکن قبر مین بھی اسکو راحت ہو نہین سکتی

ہجوم رنج و غم سے دلمین راز عشق کیا چھپتا
جو صحبت عام ہو وہ جائی خلوت ہو نہین سکتی

کھلا گر راز الفت بھی تو ہوگی دلکی بدنامی
ہماری واسطے کچھ اسمین ذلت ہو نہین سکتی

ہمارا خون جو وہ تیغ کی گردن پہ رکھتا ہے
کچھ اس کہنی سی قاتل کی برائت ہو نہین سکتی

رگ گل گر کہا ادنی کمر کو پھر تکلف کیا
جو موٹی بات ہو اوسمین نزاکت ہو نہین سکتی

خلاف عقل ہی گر چشم جانان کو نہین آہو
کبھی وحشی مین اتنی آدمیت ہو نہین سکتی

مجھے آوارگی پہونچائیگی تا منزل مقصد
سفر مین مثل مجنون میری حالت ہو نہین سکتی

کہینگے ہم نہ کچھ منھہ سے جفائین وہ کرین جتنی
خلاف رسم الفت ہے شکایت ہو نہین سکتی

دہن کی وصف مین ذکر کمر آئے نہین ممکن
کسی شاعر سے یون دقت مین وقعت ہو نہین سکتی

وہ آہیو لاکہہ فتنے ایک ٹھوکر سے کرین برپا
مقابل اونکی قامت سے قیامت ہو نہین سکتی

تپ فرقت کا مارا ہون نہین کوئی علاج اسکا
مجھے بے شربت دیدار صحت ہو نہین سکتی

سکھاؤ سے کسی کے شعر کون اے یاس کہتا ہے
یہ دولت جمع ہر اک کی بدولت ہو نہین سکتی

دشمنی باطل پہ تھی حق نمائی ہوگئی
کسکی پیدائش سے کعبے کی صفائی ہوگئی

ستمگار اے شاہ مردان کل خدائی ہوگئی
آپ ہی سے خلق کی مشکلکشائی ہوگئی

آفت جان ان بتون کی آشنائی ہوگئی
اسطرف مین اسطرف ساری خدائی ہوگئی

ترک ہمسے ہوگیا عشق زنخدان صنم
چاہ غم سے یوسف دل کی رہائی ہوگئی

وصل مین کھینچا جو مینے ناز سے بولا وہ شوخ
ہاتھہ میرا چھوڑ دے بیکل کلائی ہوگئی

آسمان پر جا کے چمکی صورت تیر شہاب
آہ سوزان منھہ سے جب نکلی ہوائی ہوگئی

جسنے جو مانگا اوسے تونے دیا اے کردگار
تیرے در سے خلق کی حاجت روائی ہوگئی

سلسلہ وحشت کا ٹوٹا آگئی فصل خزان
دام گیسو سے مرے دلکی رہائی ہوگئی

روز اوسکی تیوریان چڑہتی ہین مجہپر عشق مین
لشکر غم کی مرے دلپر چڑہائی ہوگئی

وہ تلون پیشہ نیکی کو سمجہتا ہے بدی
کی جو عاشق نے بھلائی بھی برائی ہوگئی

ستھری ملکر ہاتھہ دریا مین جو دہوئی یار نے
واہ ری تاثیر سب مچہلی حنائی ہوگئی

دیدیا دل آپکو دعوی مجہپر پھیر اوسنے لیا
ہاتھہ سے اونکے گئی جو شے پرائی ہوگئی

مین تڑپتا ہون یہان وہ چین سے ہین اونکے پاس
فرقت جانان مین دلسے بھی جدائی ہوگئی

الفت محبوب میرے دلمین ہے حیرت کی جا
ایک اس کوزے مین دریا کی سمائی ہوگئی

اکثر آئینو مین خاکستر سے ہوتی ہے جلا
میرے دلمین جب غبار آیا صفائی ہوگئی

پہینکتے ہین اپنے بت اللہ کے گھر مین کمند
سالکون کی منزل دل تک رسائی ہوگئی

ملگیا اوسنے سوال وصل پر ہمکو جواب
بس چلو بھی یاس قسمت آزمائی ہوگئی

کہتا ہون مین صبح شب وصل یار سے
ہے سہل مجکو موت ترا انتظار سے

بڑھتا چلا ہو عشق رخ زلف یار سے
کچھ فرق نہیں ہو گردش لیل و نہار سے

جلتا ہی اک جہان ہی تو یہ تار زلف عیان نہیں
چھالی ہین آسمان مین دلکے بخار سے

رالون سے جا کے نے سیاہی کو کھو دیا
آنکھین ہوئین سفید تری انتظار سے

دو چار یا سیاہ نکا چھپا لیا ہے گا رنگ سا
ہین گفتگو مین بند نہونگا ہزار سے

وہ بے ثمر ہے اور یہ نخل مراد ہی
تشبیہ کیا مین سرو کو دون قد یار سے

پہلے تو ہم یہ سمجھے تھے پہلے کا خوب دل
تھی کچھ خبر نہ عشق کے انجام کار سے

پتھر کی جا بجا سے ہین ٹکڑی اوڑ تو ہوتے
دیوانگی ثبوت ہے میرے مزار سے

ٹھوکر لگا کے قبر پہ اوس شوخ نے کہا
ہم آپنے پاس جلد نکل آ مزار سے

ابتدا سودای گیسو کی دل مضطر سے ہو
خانہ بربادی محبت مین ہماری گھر سے ہے

ان بتون نے عشق مین کیا کیا نہ کھینچا دل مرا
نیچہ شیشہ کی یارب سامنا پتھر سے ہے

توڑ کر ہمارا نکالا سے نہ فرقت مین کہین
آنسو یہ دھڑکا مجھے اپنے دل مضطر سے ہے

بیوفائی کی گلہ تا کہ نہ پٹھرا ایک دم
یہ گلا کشتون کو ای قاتل تری خنجر سے ہے

مرگ کی شادی مبارک شمع تو عریس مین
ظاہر اک شان عروسی قبر کی چادر سے ہے

صاف ظاہر ہو نہ کچھ دیکھا بنا کر آئینہ
آنکھ و رشتہ سی عیان تصویر اسکندر سی ہے

سبزہ رہنا تو قاتل عکس آئینہ پڑ گیا
زہر کی رنبش تری تلوار کے جوہر سے ہے

کون دیکھے اوسکی چشم سحر کین کو الامان
تیزیٔ شمشیر پیدا یار کے تیور سے ہے

چاہین سی بستر پہ کبھی رہنے نہیں دیتی مجھے
کچھ چھپا کو لاگ سی میرے تن لاغر سے ہے

ہجر مین گھیرے ہین درد و رنج و غم حسرت سی
اک اکیلا مین ناتوان ہون سامنا لشکر سے ہے

وحشت نزع سے یہ کیون نفرت نہو جاوے مجھے
عشق مجاز تو جناب ساقی کوثر سے ہے

پسا جاتا ہو دل ہر بات پر ای یار کیا کہئے
ستم ہی قہر ہی ظالم تری گفتار کیا کہئے

کبھی اقرار وصلت ہی کبھی انکار کیا کہئے
مکر جانا ترا ہر بات مین ای یار کیا کہئے

تجھے جب دیکھتا ہون دل نکلتا ہی قابو سے
غضب جوبن ہی چہرے پر ترے ای یار کیا کہئے

فراق یار مین پہرون تڑپتا ہے یہ پہلو مین
جو کچھ آزار دیتا ہے دل بیمار کیا کہئے

بس اب بہانی ہی یہ لوین تجھ تشنی سبب سی بہتر ہے
وہ سنتا ہی نہین پہر اوس سے حال زار کیا کہئے

غضب ہے شام ہی سے وصل مین ہی نیند جاتی
سلا دیتی ہین ہمکو طالع بیدار کیا کہئے

سو اساقی کے رکہتا ہی نہین مین اور کسی سے مطلب
جو غافل ہو زمانے سے اوسے ہشیار کیا کہئے

کسی کی جان لیتی ہے کسیکو زندہ کرتی ہے
قیامت ہے کا شوخ کی رفتار کیا کہئے

نہین رکھتا مرا دل سینے مین پہرون [illegible] ہای
بہلا چنگا ہو جو اے یاس اوسے بیمار کیا کہئے

تیغ ادا کا قائل اسپر ہی وار کوئی
جانثار جنت در ہین سہی تقصیر وار کوئی

اوس کے خود تڑپتے کیون منتین کرین ہم
نکلی جو آہ دل سے بے اختیار کوئی

وہ چھپ کر نمین ہجائے دنگ ہو کر
آئے مقابلے کو بلبل ہزار کوئی

ہوگی خطا کسی سے ہمکو سزا ملیگی
مجرم ہمین ہین کو ہو تقصیر وار کوئی

رخ کے عرق کو ای گل اور زلف عنبرین کو
کہتا ہے عطر کوئی مشک تتار کوئی

مجھے شب کو غیر کے گہر دلکو مری خبر ہے
چہپتا ہے جاگنے کا صاحب خمار کوئی

بلبل ہین رنگ سہرا گل مین نہ اوسکی بو ہے
پھلکے ہزار کوئی مہکے ہزار کوئی

محنت تو باغبان کی بلبل غریب اوڑا لے
کوئی کرے ریاضت لوٹے بہار کوئی

جست بڑی ہی تیری بیشک تو بخشدیگا
مجھسے گنہ جو ہوگا پروردگار کوئی

کشتہ کیا صبا نے اک اک کو ضد سے آکر
روشن نہ ہونے پائے شمع مزار کوئی

کہتا ہے یاس اکثر صورت دکہا دی دلبر
در پر کھڑا ہوا ہے امیدوار کوئی

بخدا موسی عمران کو بھی حیرت ہو جائے
تو جیہ باتین کری کو بالیٹہ رغبت ہو جائے

کعبۂ رخ جو دکھاؤ تو زیارت ہو جائے
گہر [illegible] تجھے [illegible] عبادت ہو جائے

لطف جب ہے جو کسی سے تجہے الفت ہو جائے
سیرکی صورت [illegible] ترے صورت ہو جائے

سیر گلشن پہ اگر آپ کو رغبت ہو جائے
دیدۂ نرگس شہلا کو بھی حیرت ہو جائے

مجکو اوس غیرت لیلی کی جو الفت ہو جائے
پہر تو مجنون کیطرح نجد مین شہرت ہو جائے

اک برس تیری جدائی مین اوسی مین سمجھون
گہٹ گئے گر ایک گہڑی کی شب فرقت ہو جائے

منفعل اوسنے محبت کی جتانے مین نہون
تو مددگار جو ای اشک ندامت ہو جائے

دم گلگشت جو دیکھو نظر لطف سے تو — باغ مین نرگس بیمار کو صحت ہو جاے
کمسنی مین تو وہ اک حشر بپا کرتا ہی — اور بڑہ جائے وہ قامت تو قیامت ہو جاے
مردہ اسطرح تو ٹہوکر سے جلایا نہ کرو — اے مسیحا کہین برپا نہ قیامت ہو جاے
گیسو و نکا ترے جس رات کو بندہی کہولیں — وہ شب تار مجھے صبح قیامت ہو جاے
قتل عاشق کو تو یون تیغ نگہ کیا کم ہے — سرمہ آنکھون مین جو ہو اور بھی آفت ہو جاے
خط نکل آئے ترے روے کتابی پر اگر — مصحف رخ کی ابھی اور بھی زینت ہو جاے

وصف اوس غیرت عیسی کا جو موزون ہو یاں — چرخ چارم پہ مری نظم کی شہرت ہو جاے

شگفتہ رہتا ہے دل جب بہار آتی ہے — ہر ایک گل سے ہمین بوے یار آتی ہے
نہین یہ گرد جو اسے شہسوار آتی ہے — ہماری روح براے نثار آتی ہے
ہوا سے رنج یہ جو زلف نگار آتی ہے — نظر دو رنگی لیل و نہار آتی ہے
غبار قیس پریشان ہو تو عجب کیا ہے — ہوا کے ناقہ پر لیلی سوار آتی ہے
جو دیکھنا ہو تجھے جلد دیکھ لے مجنون — ہوا کے ناقہ پہ لیلی سوار آتی ہے
صبا بھی ابر بھی بلبل بھی گل بھی ہین ہمراہ — بڑے جلوس سے فصل بہار آتی ہے
پلادے بادۂ گلگون چمن مین اے ساقی — کہ تازہ رنگ سے فصل بہار آتی ہے
نہ اوٹھ سکیگا ترا بوجھ مجھ سے اے کاکل — کمر سے اونکی صدا بار بار آتی ہے
بھٹکا ہوا نہ پس کاروان کوئی رہجاے — صدا جرس کی بھی بار بار آتی ہے
مآل کار چمن ہے عیان جو شبنم پہ — گلون کے ہنسنے پہ یہ اشکبار آتی ہے
دل اوسکا لیتے ہو تم جس سے جو بھی ہارتے ہو — نئی طرح کی تمہین جیت ہار آتی ہے
تمہارے ہجر مین یون دم کی آمد و شد ہے — کہ جیسے سانس دم احتضار آتی ہے
خبر جو لے مری عیسی تو جسم بیجان مین — ابھی گئی ہوئی پھر جان زار آتی ہے
چمن پہ باد خزان چل گئی ہے کیا گلچین — نسیم آج بہت بیقرار آتی ہے
جلا کے دیتا ہے سوز فرقت محبوب — کہ دل سے آہ بھی بنکر شرار آتی ہے
خوشی کا دن ہے مبارک ہو تمکو اے مستو — صراحیون مین مئے خوشگوار آتی ہے
حضور نرگس شہلا چمن مین ہر بلبل — نگاہ لطف کی امیدوار آتی ہے

یہ اونکے ابروؤنکو عشق کی ہی سب تاثیر
کہ میرے خواب مین بہی تیغ ذوالفقار آتی ہے

کہلی ہی کاکل محبوب کی گرہ شاید
ہوا آج باد صبا مشکبار آتی ہے

ہوئی یہ عشق مجازی سی معرفت حاصل
جدہر سنو اودہر آواز یار آتی ہے

وہ کاٹتی ہین گلے آج دیکہیے ایدل
ہمارے قتل کی کس وقت بار آتی ہے

گذر چلا ہی بہر طور ہجر کا دن تو
غضب ہوا اب کہ شب انتظار آتی ہے

نہ خوف کر کہ غلام ابوتراب ہے یاس
صدا زمین سے یہ وقت فشار آتی ہے

پہلو مین کوئی دلسی جو دلدار نہین ہے
قابو مین ہمارا ابہی دل زار نہین ہے

آیا نہ دم نزع بہی وہ عیسیٰ دوران
قسمت مین مری دولت دیدار نہین ہے

کی جسنے نظر اوسکا جگر ہو گیا زخمی
تلوار ہے وہ ابروے خمدار نہین ہے

کیا تاب ہی اوس سے جو کوئی آنکھ ملائے
وہ چشم سیہ نرگس بیمار نہین ہے

پردیسے نکل آؤ اب ای یوسف ثانی
یہ مجمع عشاق ہی بازار نہین ہے

دل ٹکڑے نہ کسطرح ہو ابرو کی شکن سی
ہان کاٹ سی خالی کوئی تلوار نہین ہے

افسوس حسینوں سے جہان ہو گیا خالی
اب کوئی بہی معشوق طرحدار نہین ہے

کیونکر ہو مجہے وصل کی امید کہ وہان تو
انکار ہی انکار ہے اقرار نہین ہے

پروا نہین کچہ مجکو جو پہر جائے زمانہ
وہ جان جہان مجہسے تو بیزار نہین ہے

توڑا ہی مرے دلکو بہت سنگدلون نے
اس شیشے کا اب کوئی خریدار نہین ہے

حاضر ہے اگر تم دل شیدا کے ہو طالب
یہان جان کے دینے مین ہی انکار نہین ہے

دل دینے کو حاضر ہون مگر قدر نہو گی
دلبر ہین بہت پر کوئی دلدار نہین ہے

تو حول قیامت سی عبث ڈرتا ہی ای یاس
حامی ترا کیا حیدر کرار نہین ہے

کی خوب سیر باغ کی اے باغبان چلے
سائے مین بیٹہے پہول چنے شادمان چلے

دار فنا مین ایک بہی اپنا نہین رفیق
سب دوستون کا خوب کیا امتحان چلے

آتے ہی میری بزم سی تم اوٹہہ کہڑے ہوئے
کیا کچہ خفا ہوئے مری جان کیون کہان چلے

مجکو یہ اونکی بدمزگی کا خیال ہے
جاتے کہین وہ کہہ نہین سکتا کہان چلے

کہہ دونگا سر مین کاٹ لی قاتل کے پاؤن پر
تب نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے

ہمسے چمن بہار مین چھٹتا ہے بلبلو
رنگہائی گل کی پاؤن مین ہین بیڑیان چلے

بسمل بنا چلے مجھے تیر نگاہ سے
اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیون نیمجان چلے

جوبن پر اندنون ہی گلستان حسن یار
یارب اب اس چمن مین نہ باد خزان چلے

ای درد ہجر یار کھٹکتا ہے سب کو تو
ہم کیا چلے جہان سی تری قدردان چلے

صحرا نوردیون کی ہے یہ مشق آجکل
تھک جائے میری ساتھ اگر آسمان چلے

ای دوستو یہین مری لاشے کو سونپ دو
کوچے سے یار کی مجھے لیکر کہان چلے

روز آپ چھیڑ چھیڑ کے دیتی ہین گالیان
ایسا نہو کہ میری بھی اکدن زبان چلے

گل توڑنے پہ دیتی ہے دشنام عندلیب
سچ ہی کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے

ہین کیا سگان کوچۂ دلدار خود غرض
تربت پر آ کے کہائی مرے استخوان چلے

قاتل ہین خوش ہون شوق سے سر کاٹ لی مرا
گردن پہ کون اوٹھا کے یہ بار گران چلے

لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال اسی قلم
اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے

یون لکھ رہا ہی کلک مری آہ کا الف
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے

آیا وہ وقت مرگ عیادت کے واسطے
صد شکر اس جہان سے ہم شادمان چلے

بھکوگے پاس کوچۂ زلف سیاہ مین
تاریک شب مین ٹھوکرین کہائی کہان چلے

بے ستون مین لو ہی قیس خستہ تن آہن مین ہے
سنگ سے سختی سوا ای کوہکن آہن مین ہے

بت تو لو پوجا کری ہوگا نہ اوسکا دل گداز
نرمی اس سے تو سوا ای برہمن آہن مین ہے

ناتوان ہے زلف کا قیدی بھی ہے بھاگ گا لیا
کسلیے جکڑا ہوا یہ خستہ تن آہن مین ہے

تیغ قاتل چلتی ہے باد بہاری کی طرح
جوہر و نگاہ دیکھنا پھولا چمن آہن مین ہے

قیدیونکا حال کیون ابتر نہو جائے بھلا
رنج کیا زندان مین ہے کیسا محن آہن مین ہے

بل پڑا جب ابروی قاتل مین وقت امتحان
صاف یہ ظاہر ہوا اسکو شکن آہن مین ہے

کیون نہ وحشت ہو کہ لوہے کے قفس مین ہین اسیر
فصل گل مین عندلیب خستہ تن آہن مین ہے

قتل کرتی ہے کبھی ہردم تری شمشیر کیا
واہ ای قاتل غضب کا بانکپن آہن مین ہے

زلف کا قیدی تو ہون پہنائی کیون بیڑی مجھے
کسلیے یہ گرفتار رسن آہن مین ہے

بنہ کی آہنی ہین تختونسے مجہ وحشی کی بسر
وائی حسرت مین کفن مین ہمین کفن آہن مین ہے
ہاتھ ہتہکڑیون مین بیڑی پانوین گردن مین طوق
زلف کی دیوانی کا سب تن آہن مین ہے
صاحب جوہر فروتن ہو یہی لازم ہے یاس
دیکھلے شمشیر کی تابین شکن آہن مین ہے

مردہ بھی جی اوٹھینگے زندہ پر آئے آفت ہوگی
حسن قامت سے تری تازہ قیامت ہوگی
مجکو اوس غیرت یوسف کی جو الفت ہوگی
مصر و کنعان مین مری چاہ کی شہرت ہوگی
مرگیا دیکھ کے انداز تری قامت کا
مین نہ سمجھا تھا مجھی پر یہ قیامت ہوگی
چھالے پڑ جائینگے تلوار مین قاتل دم قتل
تیرے دیوانے کے خون مین وہ حرارت ہوگی
جو پریزاد ہین ہوتے ہین وہ مغرور مزاج
طینت یار مین بے شبہ شرارت ہوگی
یار کی آنکھ سے نرگس کو بہلا کیا نسبت
وہ سمانے گا جسے کچھ بھی بصیرت ہوگی
مضطرب ہون کہ جلدی جو کٹیگا یہ گلا
دم تیغ قاتل سے بڑی مجکو ندامت ہوگی
رنج دشمن کا ترے دھیان جو تڑپائیگا
شب فرقت بہی مجھے صبح قیامت ہوگی
ہین وہ بیمار نہین جسکو دوا سے ہو شفا
ملگیا شربت دیدار تو صحت ہوگی
قتل ہونے پہ بھی آیا نہین بس دلمین غبار
اب بھی ہین صاف ہون قاتلکو کدورت ہوگی
جسکا جی چاہے حسینون کا مرقع دیکھے
سب کی تصویر نہین کھینچا تری صورت ہوگی
ابھی ٹھہرو ہوا سوقت چلے جانا تم
جان جب خانۂ تن سے مرے رخصت ہوگی

یاس وہ شعر جو تحریر کیے ہین شب وصل
گر سناوگے تو محظوظ یہ صحبت ہوگی

آج ہے وصل تو کل یار سے فرقت ہوگی
یاس الفت جسے ہوگی اوسے کلفت ہوگی
ہجر جب تک ہے نہ صدمونسے فراغت ہوگی
رنج کے بعد ہوا وصل تو راحت ہوگی
کب یقین ہے کہ نہ کافر وہ مسلمان ہوگا
ای صنم خلق مین تجھسے جسے صحبت ہوگی
ہم بھی اس باغ مین چاہینگے نشیمن اپنا
یہان آئی گل مین اگر بوئے محبت ہوگی
امتحان ہمنے کیا ہر کہ حسین جو ہوگا
نہ اوسے ہوگی محبت نہ مروت ہوگی
یاد آئیگی جو فرقت مین تری زلف دراز
ہر شب تار مجھے صبح قیامت ہوگی
سرخی عارض نازک جو دکھاوگے کبھی
شرم سے زرد گل تازہ کی رنگت ہوگی
قصۂ کوچۂ جانان نہ مجھسے چھوٹے گا
یاد بلبل کو گلستان کی حکایت ہوگی

بے نقاب آج جو مصحف رخ دیکھ لیا
کیا گلہ ظلم کا معشوق کے ہم عاشق ہین
جو فدا ہو مرے یوسف کے لب شیرین پہ
بند ہو نگی نہ پس مرگ بھی آنکھین اونکی
جیسے کچھ سبزہ تر مردہ نظر آئیگا
وقت تلقین نہ ہلائیگا کوئی شانہ میرا

ابے مرے دلکو نہ تسکین کسی صورت ہوگی
دم نکلنے مین بھی لب پر نہ شکایت ہوگی
قند مین یہ نہ نبات مصری مین حلاوت ہوگی
جسکے دلمین تری دیدار کی حسرت ہوگی
اسے حسین وہ ترے بیمار کی تربت ہوگی
زخم دل کے ابھی آلی ہین اذیت ہوگی

لقمہ جان دینگے خریدار مری یوسف کے
یاس جب گرمی بازار محبت ہوگی

بیان عاشق و معشوق مین ہر شعر و مطلع ہے
رخ پر نور کی توصیف مین ہر ایک مصرع ہے
یہ سنتی ہین وہ کوٹھے سے دکھاینگے جمال اپنا
خبر شاید ملی ہے ان سبھونکو قتل ہونیکی
پسند آئی نہ کیون عاشق فدا جو نکو سخن میرا
گرا پڑتا ہے ہر بسمل پہ بسمل پاے قاتل پر
نہین کس حسن کی ان ساری معشوقونکی تصویر
تجھی سے مجکو ملتی ہے ہر اک شی ایمرے رازق
نمود اہل دولت اسطرح ہے اس زمانے مین
یہ وقت امتحان ہے تیغ اوس قاتل نے کھینچی ہے
لکھے ہین سیکڑون یا لخت مضمون لب دندان
پڑا ہے عکس جو ساقی لب و دندان جانان کا
ہر اک بند شکی سیدھی چال مضمون بھی ہے موزون
تری دونون یہ ابرو دونون مصرع ہین برابر
وہ سرکی زلف اونکی رخسے آئین عاشق ابرو

غزل جو یاس کی دیوان مین ہے اک مرقع ہے
بنا ہے مطلع خورشید جو دیوان کا مطلع ہے
در جانان پہ جو ہم عاشقونکا آج مجمع ہے
گنہگار ونکا جو قاتل کے در پر آج مجمع ہے
حسینان مضامین کا مری دیوان مین مجمع ہے
پڑی ہے بھیڑ کیا تلوار پر آفت کا مجمع ہے
میان عالم ایجاد یہ کیا ہی مرقع ہے
تجھی سے التجا میری ہے تو ہی میرا مرجع ہے
کہیں کیونواسطے دو چار دن جیسے ملمع ہے
نہ سر کے پاؤن جسکا کیست ہے وہ شخص اشجع ہے
نہین کچھ ریب و شک آئین سخن میرا مرصع ہے
عجب قدرت خدا کی ہے لب ساغر مرصع ہے
مثال سرو وصف قامت جانانکا مصرع ہے
بیاض حسن مین یہ اے صنم کیا خوب مطلع ہے
ہٹی بدلی ہلال عید دیکھین صاف مطلع ہے

جکے دلمین اے یاس اکر شکر سویدا دلکار دشمن ہو
تماشا ہو کر وہ کہ دلبر مین وہ مطلع ہے یہ مقطع ہے

محبت ہے مجھے اوس مصحف ناطق کی صورت سے ۔ سنوارا ہے خدا نے جسکو اپنے دست قدرت سے
مجھے معلوم ہوتا ہے یہ اے دل تیری خست سے ۔ نہ نکلیگا کبھی مانند مجنون دشت غربت سے
جلا جاتا ہوں مین اک داغ سودا کی حرارت سے ۔ خدا محفوظ رکھے گرمی روز قیامت سے
عجب آئینہ رخسار تابان پہ صفائی ہے ۔ تمہارا روے انور دیکھتا ہے چاند حیرت سے
بہت پچھتا رہا ہون اک بت عیار سے ملکر ۔ نہ دونگا دل کسیکو اب مین باز آیا مروت سے
نقاہت کی سبب کروٹ بدلنا سخت مشکل ہے ۔ ہمارا حال اب یہ ہوگیا ہے درد فرقت سے
ازل سے تو نشہ ہے صہباے الست کا یہان دلمین ۔ تمہاری چاہنے والو نہین ہم مین آیات سے
قفس مین عندلیب بستان فریاد کرتی ہے ۔ کہو صیاد بہلا دے گلستان کی حکایت سے
پلایا آب خنجر اپنے سب کشتون کو قاتل نے ۔ ہمین محروم آخر رہ گئے جام شہادت سے
بہلا یہ ہو سکتا ہے کیا ذکر انسانکی حقیقت کیا ۔ نہ دیکھین تیرے عاشق آنکھ اگر حورین بہی جنت سے
بہائے اشک خون قاتل کی بہی اوس وقت آنکھون ۔ پہر خنجر جو دیکھا اوسکو چشم حسرت سے
جمال اپنا دکہا دو سبکو چہرے سے نقاب اولٹو ۔ شرف پا جائین عاشق مصحف رخ کی زیارت سے
ہمارا ذکر کیا اے ماہ تابان ہمتو انسان ہین ۔ ترا منہ دیکھنے لگتے ہین پریان چشم حیرت سے
کبہی لپٹے گلے لگ کر یا وصل مین مجکو ۔ کسی پہلو وہ باز آتے نہین اپنی شرارت سے
ہمارے اونکی تنہائی مین باتین ہونیوالی ہین ۔ ہے جن اونکو نسی پردہ وہ تو اوٹھے ہین سر خلوت سے
کبہی دشمن کیجانب سے غبار آیا نہین سمین اپنی ۔ مرا آئینہ دل پاک ہے عیب کدورت سے
جفا پر کی جفا اوس بت نے پر اللہ شاہد ہے ۔ ہوے واقف نہ اپنے لب کبہی حرف شکایت سے
اثر ہے بعد مرنیکے بہی سید عشق گیسو کا ۔ پریشانی ہے ظاہر تیرے سودائی کی تربت سے
اوتارا سر مرا قاتل نے اپنے ہاتھ سے یارے ۔ سبکدوش آج عاشق ہوگیا بار امانت سے
قیامت مین الٰہی پرسش اعمال کو جب تو ۔ گذر ہو ہم گنہگارو نکا یارب باب رحمت سے
جلے تڑپ کر اہے روے صدمے ہجر کے جہیلے ۔ جو عاشق ہو کسی کا پہر وہ سے کیا کام راحت سے

غزل سنکر ہوے محظوظ سب اہل مجلس صحبت مین
سناؤ اور اک مطلع فصاحت سے بلاغت سے

جہان مین عشق کامل ہے مجھے اوس ماہ طلعت سے ۔ کہ جسکا نور تہا پہلے کہین آدم کی خلقت سے
وہان ظاہر تہا بالکل تماشا یوسفی صورت سے ۔ یہان رگ رگ بہری ہے صنعت حسن ملاحت سے

وہ سمجھے جو تجھے دیکھیں صنم چشم بصیرت سے
نہین ماہر کوئی عشق مجازی کی حقیقت سے

کیا ہے چاک تا دامن گریبان دست وحشت سے
قبا بھی تنگ آئی ہے مری سودے کی شدت سے

پڑے پھرتے ہین ہم صحرا بصحرا ایک مدت سے
نہ پوچھو حال کچھ محنت کشان دشت غربت سے

مرے نزدیک مرجانا ہی بہتر اس مصیبت سے
قسم اوس زلف کی دل کانپتا ہے نام فرقت سے

وہ دلبر ہو لڑے ہی پوچ جسکا صبح روز وصلت سے
وہ گیسو ہون جو بڑھ جائین شب تاریک فرقت سے

بہت جھیلے الم دوری کے اسنے ایک مدت تک
یہ صدمہ اٹھا اوٹھیگا تری بیمار فرقت سے

خیال رخ مین تڑپا مین تو الجھین پڑگئی دل کی
تری گیسو ملے مجکو شب تاریک فرقت سے

خدا کیواسطے صورت دکھادے عیسی دوران
مرا دم اب لبون پر آگیا ہے طول فرقت سے

فراق یار کیا آیا پہاڑ اک آپڑا سر پر
بھلا کسطرح مین سنبھلون دبا ہون بار فرقت سے

کہان کی یہ سیہ بختی مرے حصہ مین آئی ہے
ستارے منہ چھپاتے ہین شب تاریک فرقت سے

خبر انجام کی اسکو نہ سمجھے واہ رے غفلت
دگرگون تھا ہمارا حال کچھ آغاز فرقت سے

گذاری ہجر مین برسون کہ اکدن وصل بھی دیکھا
ملا ہے مصرع یہ دردیہ دیوان فرقت سے

جسے کچھ رنج ہوتا ہے خوشی بھی اسکو ہوتی ہے
وصال یار کا آغاز ہے انجام فرقت سے

پتا اسکی درازی سے ملا زلف پریرو کا
جنون بڑھنے لگا تاریکی شبہائے فرقت سے

دیا بوسہ نہ تمنے خال کا رخسار و لب کیسے
ملا ہمکو نہ اک تل بھی تمہارے خوان نعمت سے

کھلا یہ اب کہ تربت سی مکان کوئی نہین بہتر
کسیکا غم نہین گوشے مین ہم سوتے ہین راحت سے

تپ فرقت کی سینے مین حرارت کچھ جو باقی تھی
دھوان نکلا کیا برسون ہماری سنگ تربت سے

مہک ہان عطر کی یہان گلشن جنت کے پھولونکی
کفن میرا معطر ہے کہین دولہا کی خلعت سے

دکھا دین مست آنکھین اوس پری نے کیا گلشن پر
کھلا ہے میرے چشم نرگس شہلا کی حیرت سے

سحر جب ہوگی صبح حشر مین تربت سے اٹھینگے ہم
یہ شب فرقت کی بڑھ کے ملگئی صبح قیامت سے

کہان نرگس کہان تو ہو کہان وہ چشم دیکھین تو
مین اتنی التجا کرتا ہون ارباب بصیرت سے

ازل سے مارا ہوئے ہین ہم ابروئے جانان کے
اسی گوشے مین ہم جا نشین ہین ایک مدت سے

تمہاری الف قامت سے بھی ہے کچھ طولمین افزون
یہ شب کو بڑھتی بڑھتی بڑھ گئی روز قیامت سے

بڑا احسان ہے اسنے اوتارا سر سے تنکا ہی
مری گردن گئی قدمون پہ جھککر بار منت سے

وہ چھینا ئینگے جسکا ہجر دم بھر ناگوارا ہے
صدائے الفراق آتی ہے ہمکو کوس رحلت سے

خدا کو رحم آیا تم جو روئے یاس محشر مین
چلو سب دہو گئی فرد گنہ اشک ندامت سے

ہان وصل مین بہی یار کی تیوری چڑہی رہی
میرے گلے پہ تیغ ہمیشہ چہری رہی

رنج و الم رہین تو خوشی سی خوشی رہے
سینے مین غم رہے تو مری دل لگی رہے

جب تک ہی اونکا وصل مری زندگی رہے
شاید ہو ہجر یاس اجل بہی کہڑی رہے

اے سوزِ عشق کچہ تو تری دل لگی رہے
دل جل چکے تو آگ جگر مین لگی رہے

باغون مین گل کہلے رہین بلبل کی ہے دعا
بادِ بہار کی یونہین گودی بہری رہے

اوجہل ہو آنکہ سے تو غضب کا ہو سامنا
پہلو مین تم رہو تو مری دل لگی رہے

کیا خوب آپکی قدر انداز یان ہین واہ
دل کو ہدف بناکے خطا سے بری رہے

وہ سبزہ رنگ آنکہ سے اوجہل نہو کبہی
یارب ہماری کشت تمنا ہری رہے

مدت کے بعد حضرتِ دل پہر کے آئے ہین
پائی جو اونکی پاس جگہ خوب ہی رہے

گر ایک شب بہی سو رہے آکر وہ گلبدن
بہولونگی بو سے میری پلنگڑی بسی رہے

شکوہ نصیب کا ہے گلہ یار کا نہین
خلوت مین بہی تو وصل سے محروم ہی رہے

کیا لطف ہو جو وصل میسر ہو اسطرح
اک یار میرے پاس ہو اک بیخودی رہے

آئے کبہی نہ فاتحہ پڑہنے کو بہی وہ یاس
بہتر ہے گر لحد پہ مری بیکسی رہے

غضب تہین لیلی و شیرین ستم تہی ناز دونونکے
گئے آخر کو اپنی جان سے سرباز دونونکے

غضب وہ چشم و ابرو ہین ستم ہین ناز دونونکے
تلے بیٹہے ہین مرنیکے لیے جانباز دونونکے

تڑپکر دل نے رو کر آنکہ نے اونکو لبہایا ہے
ہوئے دا جب ہین اب دوستو اعزاز دونونکے

پسند آتے ہین اونکو چہچہے قمری و بلبل کے
ہین سرو و گل چمن مین گوش بر آواز دونونکے

نگاہِ لطف کرنا پوچہہ لینا مہربانی سے
جلا دیتی ہین عاشق کو یہ ہین اعجاز دونونکے

بلا ہے زلف کا ہلنا ستم ہے جنبش ابرو
قیامت ہی کرینگے اک نہ اکدن ساز دونونکے

بہت دعوی ہے میرے دل جگر کو صبر پر اپنے
اوڑا دی ہوش تو ہی اے نگاہِ ناز دونونکے

ٹہہرتا ہے دلِ مضطر روان ہین آنکہ سے آنسو
جدا حافظ بڑی ہین عشق مین انداز دونونکے

نہین معلوم پنہان کون ہے اس دیدہ و دل مین
نہ افشا کیجیو اے جوشِ الفت راز دونونکے

وہ گیسو مانگتا ہے دل نگہ ہی جان کی طالب
نہ اوٹھینگی نہ اوٹھینگے کسی سے ناز دونونکے

ہماری چشم و دل کا دیکھیے انجام کیا ہوگا
محبت مین بہت بیرنگ ہین آغاز دونونکے

غنا و ہجو اونہین ہجو کرینگے وصلمین ملکر
یقین ہے رنگ لائینگے کسیدن ساز دونونکے

جو دیکھین قمری و بلبل نگاہ ناز اوس گلکی
ابھی کر جائین سر سے ہوش تک پرواز دونونکے

ہمارا اور مجنون کا اگر ساتھی نہین کوئی
مگر نالے تو ہین ہر وقت مین دمساز دونونکے

کلام ناسخ و آتش سے کیون بہرہ نہون شاعر
سخن انکی نہین ایسی پاس ہین اعجاز دونونکے

راہ آنے کی تری تا صبحدم دیکھا کیے
کیا کہین تجھسے شب وعدہ جو ہم دیکھا کیے

زلف چہرے پر تری ہم اے صنم دیکھا کیے
روز و شب کی نور و ظلمت کو بہم دیکھا کیے

مہربان کیا کیا عدو پر تمکو ہم دیکھا کیے
جو مقدر نے دکھائی وہ ستم دیکھا کیے

فرقت جانان مین اپنے دلکو ہم دیکھا کیے
سیر کی دنیا کی شب بھر جام جم دیکھا کیے

دی شراب اورونکو اوسنے اور ہم دیکھا کیے
آج میخانے مین ساقی کا کرم دیکھا کیے

باری انکی آئے جب تک اشتیاق قتل مین
اپنے قاتل کی طرف حسرت سے ہم دیکھا کیے

غش ہوا جسدم مین جلوہ اوس پری کا دیکھکر
دیر تک احباب میری تن مین دم دیکھا کیے

خانۂ دل اب رہا خالی غم و اندوہ سے
اس مکانمین ہم ہمیشہ بزم غم دیکھا کیے

جب بہائی اشک برپا نوح کا طوفان کیا
جوش کیا کیا تیری ہم اے چشم نم دیکھا کیے

ابروئے یار کے اکثر رہا دلمین خیال
خواب مین ہم صورت تیغ دو دم دیکھا کیے

بعد مدت وصل کی شب لو جو یکجائی ہوئی
وہ ہمین دیکھا کیے اور انکو ہم دیکھا کیے

ساز و مطرب ساقی و مے جمع تھے آئے نہ وہ
ہم یہ سارا عیش کا سامان بہم دیکھا کیے

آبلونسے خار وحشت مین نہین ہین رشک گل
ہم عجب رنگین چمن زیر قدم دیکھا کیے

وائے بدبختی ہماری سر نہ کیون کٹوا دیا
معرکے مین تیغ قاتل کی علم دیکھا کیے

اور گستاخی ہوئی ممکن نہ رعب حسن سے
وصل کی شب صبح تک روئے صنم دیکھا کیے

کٹگیا وہ صاف مضمون لڑگیا کوئی اگر
تیری تیزی ہی ہم اے تیغ قلم دیکھا کیے

کیا رقیبون کو جلایا شعلۂ تقریر سے
آپکی آتش زبانی پاس ہم دیکھا کیے

کھینچکر تیغ ادا اگر مرا قاتل اوٹھے
جس اک ہاتھہ پڑے پھر نہ وہ بسمل اوٹھے

تیری شمشیر پے قتل جو قاتل اوٹھے
ہر گنہگار ابھی ہونے کو بسمل اوٹھے

میری اشکونکا جو موجہ کبھی ایدل اوٹھے
شور دریا مین ہو طوفان لب ساحل اوٹھے

جو یہان آئی ہین تیار ہین جانے کیلیے
جب ہوا کوچ وہین چھوڑ دی منزل اوٹھے

ضبط کی آہ و فغان جب کبھی جاکر بیٹھے
جب اوٹھے وہانسے سنبھالی ہوئے ہم دل اوٹھے

لیلی آتی ہی زرا کھینچ تو آہین مجنون
یہ ہوائین جو چلین پردۂ محمل اوٹھے

تو وہ لیلی ہی کہ عاشق ترے مجنون کیطرح
نقش حیرت ہون اگر پردۂ محمل اوٹھے

ای صنم دولت دیدار ملے عاشق کو
بیٹھکر در پہ نہ خالی ترا سائل اوٹھے

خواب مین بھی ہی خیال سفر ملک عدم
جب اوٹھے صورت گرد رہ منزل اوٹھے

خاک چھانا کرین وحشت مین بیابانونکی
پھر نہ بیٹھین تری محفل مین اگر دل اوٹھے

نگہ چشم و مژہ لیس ہین خونریزی پر
قتل کرنے کو مجھے دو کئی قاتل اوٹھے

خواب راحت مجھے دشوار ہوا ای رشک پری
میری رفتار سے یہ شور سلاسل اوٹھے

ضعف کا زور بڑھا ہی یہ تپ فرقت سے
ہم جہان بیٹھ گئے پھر وہان مشکل اوٹھے

اشک کی طرح گری تیری نظر سے جو گرے
جب اوٹھے صورت درد جگر و دل اوٹھے

یاس کہہ کہکے اسے رو دین حسینان جہان
اس جہان سے جو ترا عاشق بیدل اوٹھے

آزار عشق نے یہ کیا ناتوان مجھے
مشکل ہی درد دل کا بھی اب ہی بیان مجھے

ملتا ہی کب کسی کی گلی کا نشان مجھے
ای جذب شوق لیکے چلا تو کہان مجھے

سمجھا ہی خار خار چمن باغبان مجھے
صدما ہوا بنا کے یہان آشیان مجھے

راحت ہوئی نصیب جہان مین کہان مجھے
پہونچا مین جب زمین پہ ملا آسمان مجھے

خوش ہونگا بوکر دانہ الفت کو دل مین کیا
پیسے گا آسیا کی طرح آسمان مجھے

اک وار اور کیون نہ کیا تیغ تیز کا
یہ کیا کیا کہ چھوڑ گئے نیم جان مجھے

مین خاک اوڑا کے رہگیا ساتھی نکل گئے
دشوار ہی بس اب کہ ملے کاروان مجھے

خواہش نے مجکو ناموری کی مٹا دیا
اس جستجو نے اور کیا بے نشان مجھے

کھانے کو غم تو پینے کو خون جگر دیا
ای عشق خوب تو نے کیا میہمان مجھے

ڈھونڈھا حرم مین دیر مین گلشن مین دشت مین
تیری تلاش لائی کہان سے کہان مجھے

اوس رشک گل کی ہجر کا اچھا ثمر ملا
کہتے ہین لوگ بلبل رنگین بیان مجھے

ہی موسم بہار بہی روز وصال بہی
ساقی پلا نہ کر آج مئے ارغوان سے مجھے

گلشن مین بلبلون سے بہی کی بحث بارہا
لیکن ملا نہ کوئی مرا ہمزبان سے مجھے

بہولا سماون چہیڑ تو نہ فصل بہار مین
ملجائے شاخ گل پہ اگر آشیان سے مجھے

نقرون سے میرے بزم مین کٹ کٹ گئے رقیب
شمشیر سے بہی تیز ملی ہے زبان سے مجھے

ذرے کبھی کیے یار کی انجم سے کم نہین
آئی نظر بہشت کی زمین آسمان مجھے

محظوظ ہو رہا ہے وہ میرے سخن سے یاس
معشوق بھی خدا نے دیا قدردان سے مجھے

بہار آئی گھٹا گھنگھور چھائی اور برس نکلے
وہ گل پہلو مین ہو کچھ تو مرے دل کی ہوس نکلے

بہار آئی ادہر ہم توڑ کر کنج قفس نکلے
یقین ہے سیر گلشن کی ہوس اب کی برس نکلے

دم آخر اوسے دیکھون تو کچھ دل کی ہوس نکلے
بلا لینا جو اس بستی سے وہ عیسی نفس نکلے

ہمین محروم فصل گل مین کہا ناتوانی نے
گریبان چاک وحشت مین نہ ہم اب کے برس نکلے

جنازہ کوچۂ محبوب کی جانب سے لیجانا
مرا دم اوسکی دوری مین اگر ای ہمنفس نکلے

نہ ہاتھ آئے قدم تیرے غرض محروم جاتے ہین
تری محفل سے ہم خالی ای دست ہوس نکلے

ہوئی مدت کہ اس سر مین ہوائے وصل جانان ہے
خداوندا کبھی تو میرے دل کی بھی ہوس نکلے

فغان دل بھی کرتے ہیم ہین جب اشک آنکھوں سے
رواں ہے کاروان جسدم تو آواز جرس نکلے

ہمارا ہی وہان بستر جہان بستر ہے مجنون کا
کسی لیلی ادا کے عشق مین نکلے تو بس نکلے

ہمین بس ایک ٹھہرے امتحان مین شکر کی جا ہے
ہزارون اوسکے عاشق تہے مگر صادق نہ وہ نکلے

اذیت مین ہون یارب ہم ہی جبتک خانۂ تن مین
ملے آرام یہ بلبل جو بیرون قفس نکلے

اودہر سے آمد آمد عشق و سودا کی ہوئی باہم
ادہر سے پیشوائی کو دل و جان پیش و پس نکلے

خدایا یاس جسدم روضۂ شبیر مین جا کے
ضریح پاک سے سینہ کو اپنے کر کے مس نکلے

کہلے وہ زلف تو مشک ختان کی بو نکلے
دماغ نافۂ چینی سے بھی لہو نکلے ہا

شراب جانے سے لیکر جو ہم سبو نکلے
بہت بچائی ہوئی مثل آبرو نکلے

جو تیغ ہجر سے ہوا چاک دونون پہلو ساکھہ
ادہر سے دل اُدھر نکلے اودہر سے تو نکلے

خدا کرے کہ نہ ویران خانہ دل ہو
جو آرزو رہی اونکی تو آرزو سے نکلے

مبصرون نے گلون کو جو باغ مین دیکھا
ہمارے داغ کی تصویر ہو بہو نکلے

غم و جراحت دلکا ثبوت دین آنکھین
بہاؤن ایک سو اشک ایک سو لہو نکلے

سحر کے شام سے کوٹھے پہ یار بیٹھا ہے
کہو قمر سے ذرا اوسکے روبرو نکلے

جو تھک کے بیٹھین بہی ہم دل تلاش یار کرے
ہماری گوشہ نشینی مین جستجو نکلے

مقابلہ ہو اگر یون عیان ہو نقص و کمال
افق سے بدر تو بیت الشرف سے تو نکلے

گیا جو دشت مین مجنون ترا گریبان چاک
درخت بید سے کانٹے لپٹے رفو نکلے

زبان خنجر قاتل پہ ہے یہی جاری
جو میرے گھاٹ کا پانی پیئے لہو نکلے

یہان تو کچھ نہیں کہتا مگر سنا دونگا
جو تیری بزم سے باہر کبھی عدو نکلے

گیا تصور مینا نہ چشم ساقی سے
گر دست مست سے کیا شیشے کا گلو نکلے

ہزار رنگ سے قائل ابہی کرے آکر پاس
دہان غنچہ سے جو تیری ہی گفتگو نکلے

اگر وہ کہولے گیسوے مشکبو نکلے
یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے

ہمین نہ گہر سے فقط کعبہ جستجو نکلے
تری تلاش مین نالے بھی چار سو نکلے

مجاز مین بھی حقیقت کی گفتگو نکلے
جو بولے سانس ہماری صدا ہو ہو نکلے

ملی ہے چہرے پہ مے دونون ہاتھ بھی تر ہین
شراب خانے سے کیا شیخ با وضو نکلے

ارادہ رونے کا ہے منفعل گناہ سے ہین
ہماری فرد عمل بہر شست و شو نکلے

فنا کے بعد بھی ظاہر ہو جوش رقت کا
جو میری قبر کو کہودین تو آبجو نکلے

طمانچے کہا کے چلے میکدے سے حضرت شیخ
جناب ہاتھ سے رندون کے سرخرو نکلے

رہے وہ سر کہ جو مملو ہو تیرے سودے سے
خوشا وہ دل کہ تری جسمین آرزو نکلے

وہی حسین ہے عاشق نوازیان جو کرے
وہی ہے پہول کہ جسمین وفا کی بو نکلے

عدم سے آئے جہان مین گئے جہان سے عدم
تری تلاش مین ہم یار کو بکو نکلے

خدا کا شکر یہ ہے سنا منا تھا غیرون کا
بتون کی بزم سے ہم لیکے آبرو نکلے

بہار کی ہو جو آمد چمن مین اے ساقی
زبان سے مستون کی آواز طرقو نکلے

قبا کے چاک نہ دکھلائین ہم رفوگر کو
جو لیکے سوزن عیسی بپے رفو نکلے

گئے تو صبح شب وصل دل کو تڑپا کر
مری کنار سے وہ مثل آرزو نکلے

قریب اس سے ہے کوئی نہ تیغ کر قاتل
ادب کی جا ہے نہ خون رگ گلو نکلے

جنون مین بھی مری غیرت یہ مجھسے کہتی ہے
جگر ہو چاک قبا مین اگر رفو نکلے

کرین تلاش جو اے یار کعبہ و دل مین
کہین جو تو تو کہین تیری آرزو نکلے

پئین شراب جو رندو مین بیٹھکر زاہد
بجائے قلقل شیشے سے اشربو نکلے

پھنسایا عشق کی آفت مین چشم و دل نے یاس
جنہین سمجھتے تھے ہم دوست وہ عدو نکلے

کسی سے رخ کو چھپا رہا ہے کسیکو چہرہ دکھا رہا ہے
وہ شوخ فتنے اوٹھا رہا ہے لگا رہا ہے بجھا رہا ہے

کسیکو وہ لہا نبھا رہا ہے کسی کی میت اوٹھا رہا ہے
کسی کو گردون ہنسا رہا ہے کسیکو ظالم رولا رہا ہے

فراق مین یہ ستم کا مارا تڑپ تڑپ کر رولا رہا ہے
ہمارے سینے مین دل ہمارا ہمین پہ آفت اوٹھا رہا ہے

جو اوسکو دیکھا تو ہوگا سکتا عشق اسکا مجھکو سکھلا رہا ہے
یوہین تصور سے اوسکا جلوا مری نظر مین سما رہا ہے

کبھی ان انکھو وصل کا ہے فراق کا گاہ سلسلہ ہے
یہ رنگ گردون دکھا رہا ہے ہنسا رہا ہے رولا رہا ہے

اسی لیے ہمنے دل دیا ہے گناہ ایسا تو کیا کیا ہے
جو ایک بوسہ کبھی لیا ہے تو یار برسون خفا رہا ہے

بلا ہے وہ لٹنی زلفون لا ہے کہ یہ ہی جال وحشی الا
ہمارا صیاد ہے نرالا کہ طائر دل پھنسا رہا ہے

جہا مین مشہور ہے وہ دلبر کہ ہے نہ پھر دلبری کیو کر
ہر ایک کی پہلو سے وہ ستمگر ہر ایک کی دلکو چھڑا رہا ہے

دکھا دیا اپنا عشق کامل مٹے یہ بھی ننگ لائی بسمل
ہمارا خون جو ہوا ہے شامل تو برسون رنگ حنا رہا ہے

یہ ظلم کرتا ہے روز مجپر ستا رہا ہے مجھے ستمگر
مین عاشقو نکا ہون لیا مقدر جو چرخ مجکو پھرا رہا ہے

عجب طرح کا ہے مجکو سودا کہ اٹھتے بیٹھتے ہون جون بگولا
یہ بات کہتا ہون وڑ وڑ تا کہ یار مجکو بلا رہا ہے

فرانہ مصر مین بھی یہ پایا نہ قند ہے اسطرح کا میٹھا
لیا تھا اکدن لبو نکا بوسہ زبان پہ برسون مزا رہا ہے

تمہارا عاشق بچارہ کسکو دیا فلک نے جلن جسکو
لحد مین بھی کٹ ایک اسکو بلا کی شانہ جگا رہا ہے

گداو نکو بھی مثل چار کٹھکا عدو مجھے باغبان بھی سمجھا
صبا یہ کیا ہے نسیم پر کیا ہر اک چمن مین کار رہا ہے

بتا دیا اونکی ہر ادا کو دکھا دیا گیسوئے رسا کو
زمانے کی آیا آک بلا کو فلک مرا گھر بتا رہا ہے

نہ کیون ہو بیزار ہر کسی سے ہر ایک سے اسکو رنج پہونچے
اوٹھائے ہین یاس نے وہ صدمے کہ دل جہان سے اوٹھا رہا ہے

گھٹا یہ خون ہمارا کہ زرد ہوکے اوٹھے
تمہاری بزم سے ای یار درد ہوکے اوٹھے

فلک کی خاک کیا ہمکو موت نے ٹھنڈا
اوٹھی جو در سے تری گرد سرد ہوکے اوٹھے

کیا تھا قتل جو قاتل کی ٹھنڈی گرمی نے
یہ وجہ تھی کہ زمانے سے سرد ہوکے اوٹھے

جو غیر سامنا کرنے ہمارا اوٹھتا ہے
تو ہم جتاتے ہین مرد نبرد ہوکے اوٹھے

یہ جھکے بیٹھے کہ آخر رقیب بھاگ گئے
تمہاری بزم سے ہم آج فرد ہوکے اوٹھے

نہ پوچھ کچھ ترے دیوانے کسطرح گذری
مٹایا عشق کی صحرا نورد ہوکے اوٹھے

سمجھکے گل جو اوٹھائین ادل صد چاک
تو اسکو چاہیے اتنا کہ زرد ہوکے اوٹھے

مٹایا کھیل محبت کا ترک عشق کیا
کسیکی بزم سے جو ہر کی نرد ہوکے اوٹھے

کسی کے در پہ جو ہم خاکسار بیٹھے تھے
یہ انتہا ہوئی اوسکی کہ گرد ہوکے اوٹھے

نظر سے گر کے کسی کی ہوا پھر اوج تو کیا
گرے تھے اشک کی مانند گرد ہوکے اوٹھے

کسی سے اوٹھکے لپٹنے کا تھا جو شوق ہمین
تو حشر مین بھی سوار یکی گرد ہوکے اوٹھے

نہ شوق دید کی اوٹھنے دیا گلی سے تری
بٹھایا آنسوؤن نے ہم جو گرد ہوکے اوٹھے

رقیب کی بھی مصیبت پہ بیٹھکر روئے
کسی کی بزم سے ہم اہل درد ہوکے اوٹھے

اثر ستم کا رہے اوسکی ترک عشق پہ بھی
اوٹھے بھی ال جو اودہر سے تو درد ہوکے اوٹھے

کسیکے عشق مین دیکھے عجب نشیب و فراز
کہ بیٹھے دل کی طرح اور درد ہوکے اوٹھے

مشاعری مین جو رفعت کے پاس ہم بیٹھے
بہت سے شعر پڑہے اور فرد ہوکے اوٹھے

خزان مین سیر چمن کو جو وہ نگار آئے
ہرے درخت ہون پھر موسم بہار آئے

شفیق و مونس و ہمدم بھی کوئی پاس نہین
شب فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے

یقین تو ہے کہ نہ بھولا سماؤن تربت مین
جو پھر فاتحہ وہ گل سر مزار آئے

خزان مین بلبل نالان کا ہے یہی نالہ
چمن مین جلد الٰہی کہین بہار آئے

ہزار شکر کہ وعدہ وفا کیا پس مرگ
وہ ساتھ میرے جنازے کے تا مزار آئے

یقین ہی آبلے آنکھون مین دین جگہ اوسکو
جو میرے پاؤن مین چبھنے کو کوئی خار آئے

ضرور پھول چڑہانا مزار بلبل پہ
خزان کے بعد جو ای باغبان بہار آئے

یوہین کبھی مرے ویرانے مین بھی آئے وہ گل
کہ جیسے باغ خزان دیدہ مین بہار آئے

شب فراق مین جو کچھہ گذر گئی مجھپر — بیان کرون نہین اگر تمکو اعتبار آ لئے
وہ نغمہ سنج ہون ہرگز کبھی جمیگا نہ رنگ — چہک کے سامنے بلبل اگر ہزار آ لئے
کہین پتا دلِ گم گشتہ کا نہین ملتا — تری گلی مین کئی بار ہم پکار آ لئے

شب فراق سے جان آگئی لبون پر یاس
گلہ تو کیجیو گر دیکھنے کو یار آ لئے

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن مین بہار آ لئے — کہلی میخانہ کا در ساقی رنگین عذار آ لئے
و یا سر معرکے مین کیا سبکدوشی ہوئی حاصل — گئے تھے کوچہ قاتل مین بار اپنا اوتار آ لئے
یہانتک تجکو ڈہونڈ ہا ملگئے ہم خاک مین آخر — لحد مین پاؤن اپنے اب دبانے کو فشار آ لئے
نہین معلوم یہ کیسی کشش پیدا ہوئی دلمین — تری کوچہ مین ہم دوڑے ہوئے بے اختیار آ لئے
نہ پایا چین مر کر بہی تو اونکے ہاتھہ سے ہمنے — ہوا اک حشر برپا وہ جو بالین مزار آ لئے
وصال یار مین سونا نظر بازی کا مانع ہے — وہ آنکھین پھوٹ جائین نیند کا جنمین خمار آ لئے
سحر تک منھہ نہ کہلایا نہ کی اک بات بھی مجھسے — وہ آئی وصل کی شب بہی تو کیسے شرمسار آ لئے
کمد رہین نہین دشمن سے بہی وصاف باطن ہون — نکالون دلکو پہلو سے اگر اسمین غبار آ لئے
جنونکا شور ہو صحرا کے دامن پرزے پرزے ہو — نئے نگڑونکی بہی بن آئی اگر وہ بہار آ لئے

فراق یار مین ائی یاس کیونکر سر نہ ٹکراؤن
محبت جس سے ہو بے اوسکو دیکھے کیا قرار آ لئے

ہالم پہ جب وہ مرار شک قمر جاتا ہے — رو کے خورشید اوسی وقت اوتر جاتا ہے
صفِ عشاق سے قاتل جو گذر جاتا ہے — کوئی ہو جاتا ہے بسمل کوئی مرجاتا ہے
اشک بہنے سے مرا دردِ جگر جاتا ہے — زخم دل مرہم کافور سے بھر جاتا ہے
آج بھی وہ جو نہ آئے تو گئی بات تری — دیکھ اے دل تری نالونکا اثر جاتا ہے
داغ بڑہتے ہین کبھی دلمین کبھی مٹتے ہین — کبھی آتا ہے کبھی ہاتھہ سے زر جاتا ہے
دیکھہ سکتا ہے اوسے کون جو بے پردہ ہوا — دہیان تیرا کدہر اے دیدۂ تر جاتا ہے
مل لے پروانے سے کچھ رات ابہی باقی ہے — وقت اتنا ہی بہرا سے شمع سحر جاتا ہے
الفت گیسوئے محبوب سے تہی نسبت مری — سر سے سودا نہین جاتا ہے یہ سر جاتا ہے
اور کسطرح مرا حال ہو معلوم اونہین — میرا نالہ مری لے لے کے خبر جاتا ہے

راہ کی ہر جگہ و دلمین ہمارے کسنے
ذبح کرتا ہی ہمین اولٹی چھری سی ظالم
اسقدر رنج و الم گذرے ہین میرے دلپر
اپنی حالت پہ مجھے رہنے دو ای چارہ گرو
نیمجان کیون نہون عاشق کہ ہی کمسن قاتل
اوسکے کوچہ مین ملی خاک مین ارمان میرے
وصل مین ہین جو لپٹتا ہون جھجکتا ہی وہ شوخ
ہجر مین مجکو یہ سودا ہی کہ چیخ اوٹھتا ہون
سرخی آجاتی ہے اوس شوخ کے رخسار و نپر
اوسکی غصے کی اداؤنسے ہمین بچنے کی جان
میری میت سی وہ کہتے ہین کہ کچھ بات تو کر

کون ہے یہ کہ ادھر سے جو ادھر جاتا ہے
پھیر کر پایہ جو ہر بار شکر جاتا ہے
عشق کا نام بہی آتا ہے تو ڈر جاتا ہے
خیر ہے کچھ کہین یہ درد جگر جاتا ہے
نیمچہ اوٹھکے ابہی تا بہ کمر جاتا ہے
دلکو دیکھو کہ یہ بیخوف و خطر جاتا ہے
یار کا سن جو ابہی کم ہی تو ڈر جاتا ہے
اسطرف آکدھر اے رشک قمر جاتا ہے
می جو پیتا ہی تو رنگ اور نکھر جاتا ہے
جب بگڑتا ہی تو یار اور سنور جاتا ہے
کوئی خاموش بہی ہنگام سفر جاتا ہے

کھیلتا ہی جو کوئی بازی دل عشق مین پاس
ہمنے اکثر ہی دیکھا ہے کہ ہر جاتا ہے

نالۂ گرم اگر تا بہ فلک جاتا ہے
حسن محبوب کا شعلہ جو لپک جاتا ہے
کبھی عاشق پہ توجہ ہے کبھی خنجر ہی
مانگ لیتا ہی وہ ہین عاشق ناشاد سی دل
حال دل اوس سی جو کہتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
شرمگین ہوتے ہین گل لالہ پہ پڑ جاتی ہی اوس
کسقدر شوخ طبیعت ہی وہ بت نام خدا
یار غیرونسے جو کرتا ہی اشارے سر بزم
بیخبر رحمت غفار سے ہے کیا واعظ
چال اوس سرو خراماں کی قیامت کی ہی
غیر کا ذکر بہی آتا ہی جو صحبت مین تری
کبھی کوٹھی پہ جو کھلجاتا ہے جوڑا اوسکا

صاف تار نظمین شرارا سا چمک جاتا ہے
زرد ہو جاتا ہی خورشید جھجک جاتا ہے
نشۂ حسن سی خود یار بہک جاتا ہے
یار گیسو جو ترے رخ پہ لٹک جاتا ہے
تیری باتونسے کلیجا مرا پک جاتا ہے
میرے داغون سی چمن جبکہ لہک جاتا ہے
جب لطیفہ کوئی کہتا ہون پھڑک جاتا ہے
سچ کہون مجکو تو کچھ اور ہی شک جاتا ہے
حال دوزخ کا یہ رند وہ سہی جو بک جاتا ہی
ساتھ چلتا ہی اگر کبک تو تھک جاتا ہے
ایک کانٹا سا مرے دلمین کھٹک جاتا ہے
لکھنؤ مشک کی خوشبو سی مہک جاتا ہے

کن امنگون پہ ہی اوس غیرتِ گل کا جوبن
دیکھکر بلبل دل جسکو پھڑک جاتا ہے

کون یہ قبر مین بہی روندرہا ہے مجکو
یار جاتا ہی لحد پر کہ فلک جاتا ہے

ساتھہ کیا دیگا جوانونکا جنونمین یہ بھلا
فلک پیر تو دو گام مین تھک جاتا ہے

فیض اوستاد سی ایسا ہون خوش الحان ای یاس
سنکے نغمے مرے ہر ایک پھڑک جاتا ہے

طفلِ اشک آنکھہ سے گرکر جو مچل جاتا ہے
میرے دامن کی ہوا کھاکے بہل جاتا ہی

یار اقرار سے ہر روز نکل جاتا ہے
رنگِ عاشق کی طرح صاف بدل جاتا ہی

آتشِ عشق جو بھڑکی ہی تو دل مثلِ سپند
تھم کے ہر مرتبہ سینے سی اوچھل جاتا ہے

فرقتِ یار مین ہی ضبطِ فغان نا ممکن
آہ کی ساتھہ ہی نالہ بہی نکل جاتا ہے

یون تو دلکو نہین ہوتی کسیصورت تسکین
ذکر جب آپکا کرتا ہون بہل جاتا ہے

قہر کرتی ہے تری نازکی رفتار صنم
میری سینے مین کوئی دلکو مسل جاتا ہے

کمسنی مین ہین تر خود رفتہ جو وہ کیا ڈر ہی
ہوش آتا ہی تو انسان سنبہل جاتا ہے

اوسکے پہلو سی نہ اوٹھونگا کبھی لاکھہ دہا
قطب بہی اپنی جگہ سے کہین ٹل جاتا ہی

مجھسے یون دم مین بگڑ جاتا ہی وہ طفلِ حسین
جسطرح رنگ زمانے کا بدل جاتا ہے

پھنسگیا اب تو تری زلف گرہ گیر مین دل
دیکھیے کب مری تقدیر کا بل جاتا ہے

سر وگڑ جاتے ہین ہوتا ہی خرامان جو وہ گل
دلِ حنا کا بہی کوئی ہاتھہ سی مل جاتا ہے

کیا گذرتی ہی مرے دلپہ خدا خیر کرے
کوچۂ یار مین یہ پہلے پہل جاتا ہے

فرقتِ یار مین ہی نزع کی حالت میری
کبھی سکتا ہے تو سنکا کبھی ٹل جاتا ہے

روز وعدی کا جو ٹلجاتا ہی اے غیرتِ ماہ
دہوپ کی طرح ترا زار بہی ڈہل جاتا ہی

وقتِ رخصت جو اونہین غور سی دیکھا مینے
بولے پہچان لو انسان بدل جاتا ہے

میری نالونمین وہ تاثیر ہے دل تو کیسا
سنگ بہی موم کے مانند پگھل جاتا ہے

بیقراری اسی کہتی ہین اسے بیتابی
دل تڑپتا ہی تو پہلو سے نکل جاتا ہے

ہجرِ جانان کی بلا اونکا جو رہتا ہی خیال
جب دھڑکتا ہی جگر دل بہی دہل جاتا ہے

بحث پڑجاتی ہی ہو جاتی ہین فتنے برپا
ذکر اگر یار کی رفتار کا چل جاتا ہے

لاکھہ سلجھا ہی اولجھن نہین جاتی دل کی
زلف کا پیچ تو دم بہر مین نکل جاتا ہے

کشمکش رنج و الم کی ہے تو پھر جسم کہان
کہنہ ہو جاتا ہی جامہ تو نکل جاتا ہے

رنگ کٹجاتا ہی حاسد کا سر بزم اے یاس
وار جب تیغ زبان کا مری چل جاتا ہے

رہتے ہین بالکین تری مثل سنان کسکے لیے
لیس ہین یہ تیری ابرو کمان کسکے لیے

یہ زمین گھیری ہے مثل آسمان کسکے لیے
سنتمو اتنی بناتے ہو مکان کسکے لیے

خاکساری اپنا شیوہ ہی غرض نخوت سے کیا
اسقدر سر کھینچتا ہی آسمان کسکے لیے

کونسا گل انکی نظرون سے نہان ہی باغ مین
بلبلین کرتی ہین گلشن مین فغان کسکے لیے

جمع ہوتی ہین جو میری پاس درد و رنج و غم
بھیجتا ہی یہ بلائین آسمان کسکے لیے

زیور گل کونسا گل پیرہن پہنے گا آج
چن رہا ہی پھول تو اے باغبان کسکے لیے

تیری مرنیکا یہ ماتم ہے بپا تم لو سمجھ لو
رو رہے ہین آج یہ پیر و جوان کسکے لیے

بند ہین لب کوئی ملتا ہی نہین جو ہمشناس
میان سے باہر کرون تیغ زبان کسکے لیے

وصل کی شب ہے سحر گھبرائی ہی کب ہو صبح
روز دیتی ہین موذن پھر اذان کسکے لیے

اک اشارے مین سمجھ جاتے ہین جو کچھ حال ہو
عاشق اونکا پھر کرے شرح بیان کسکے لیے

غیر پر الطاف مجھسے رنجی واہ اے صنم
مہربان کسکے لیے نامہربان کسکے لیے

کونسا دیوانہ جکڑا جائے گا زنجیر مین
بن رہی ہی کاکل عنبر فشان کسکے لیے

کونسا میخوار آیا ہے ذرا ہم بھی سنین
جام لب بھرتا ہی تو پیر مغان کسکے لیے

فاتحہ پڑھنے کو بھی آتا نہین کوئی عزیز
پھر بنا دیتے ہین تربت پر نشان کسکے لیے

کونسا مہرو جھلک دکھلا کے سکو چھپ گیا
ٹکڑے ٹکڑے ہی دل ہوا مثل کتان کسکے لیے

ہی سگ جانان کا ذات اپر ہما ہی خواستگار
فکر ہی رکھو مین اپنی استخوان کسکے لیے

ہر مہینے کیون دکھاتا ہی مجھے رو یہ ہلال
تیز کرتا ہے یہ خنجر آسمان کسکے لیے

چھٹ گیا کیا قافلے سے کوئی ہمسا ناتوان
رہگئی پیچھے یہ گرد کاروان کسکے لیے

ہو فدا ہین سب حسین ہی یاس پچھتاوگے
دل لیے جاتے ہو تم اپنا کہان کسکے لیے

دل دیا تھا آپکو جیسے گذرنے کے لیے
ہمنے یہ سامان کیا تھا اپنے سر دینیکے لیے

وہان اگر آیا ہی قاتل قتل کرنے کے لیے
یہان کمر باندھی ہین ہم سر سے گذرنیکے لیے

آئی ہین دنیا مین ہم جی سے گذرنیکے لیئے
زندگی اپنی ہی معشوق تو نہ مرنے کے لیئے

دیکھکر سبزہ مری تربت کا کہتا ہی وہ گل
ہمنے بہی یہ دوہرن چہوڑی ہین چرنیکے لیئے

جائیے قربان اس ادو ستد پر آپکی
دل لیا تہا آپ نے ہمسے مکرنیکے لیئے

ای پیرو عاشق و معشوق مین یہ فرق ہی
ہم نہی ہین صبر کو تم ظلم کرنے کے لیئے

یہ بہی تہی اک بات جو سر مین جو دلکو دیو
ہم یہ بازی آپ سی کہیلے تہی ہرنیکے لیئے

ہی اگر ہمت تو دنیا کی اطاعت کیون کرین
کیا نہی ہین مرد اس عورت سے ڈرنیکے لیئے

قبر مین جاکر رہینگے جب عدم کو جائینگے
ہمنے تجویزی ہی یہ منزل اوترنیکے لیئے

اونکی دلمین کسطرح خالی رہی میری جگہ
لوگ تو ہر وقت ہین موجود بہرنیکے لیئے

بیقراری ہجر مین ہمکو پسند آئی نہین
کیا تڑپتا ہی جگر دلسے اوترنیکے لیئے

تیغ قاتل پر غضب جوبن نظر آتا ہی آج
یہ پری خونمین نہائی تہی نکھرنے کے لیئے

اونکے سینے پر نمو پستان کی اب ہونے لگی
یہان بہی ہین دو آبلے دلمین ابہرنیکے لیئے

کیا گلو نسی اوڑ جلینگی بلبلین گلزار مین
قینچیان شاخین بنینگی پر کترنے کے لیئے

بات تہی جو کچہ وہ بوسہ مانگنی سے مٹ گئی
منہ چڑہی تہی یار کی دلسی اوترنے کے لیئے

یاس لایا تہا ہمین شوق شہادت کھینچکر
کوچۂ قاتل مین ہم آئے تہے مرنیکے لیئے

داغ سودا میری تن مین گل ہی گلمین خاک ہی
عشق دلبر کے چمنمین گل ہی گلمین خاک ہی

ہو دل داغی مین مرنے پر بہی غیر ونسے غبار
تیری عاشق کی کفن مین گل ہی گلمین خاک ہی

غیر نے چہلے کا گل کہایا مکدر ہم ہوئے
یار تیری انجمن مین گل ہی گلمین خاک ہی

مٹی دی ہی یار نے دست حنائی سے مجہی
دیکہنا شاخ سمن مین گل ہی گلمین خاک ہی

پہل ملا عاشق کو کیا جز داغ جز گرد ملال
یار کی سیب ذقن مین گل ہی گلمین خاک ہی

رو کی رنگین سے کسی کی کیا اوسی نسبت بہلا
دیکہ گلچین جس چمنمین گل ہی گلمین خاک ہی

غیر سے گلبازیان ہوتی ہین گر تا ہی پہول
دست یار گلبدن مین گل ہی گلمین خاک ہی

ہی تن داغی مجنون لالہ صحرائے نجد
وحشیون کی پیرہن مین گل ہی گلمین خاک ہی

یاس پروانون کی جلنیکی ہی یہ وجہ خاص
شمع کے گل سی لگن مین گل ہی گل مین خاک ہی

ہم اشک سرخ تو رو کر دکھا نہین سکتے
پر اوسکے درد کی رخ کو چھپا نہین سکتے

گرہ مین پڑی سہی لیکن او نہین کہ عاشق ہین
وہ اپنی آنکھ سے ہمکو گرا نہین سکتے

بتون کے در پہ مجھے کھینچکر تو لے آئے
یہان سے حضرت دل پاؤن اوٹھا نہین سکتے

زمین کیا ہین پسینے کی بو ترابی ہین
کہ آسمان تو ہمکو دبا نہین سکتے

جنون سا ہی نہین رہتا ہے پا بزنجیر الٰہی
اسیر زلف ہین پر غل مچا نہین سکتے

رقیب بیٹھے ہین آنکھون مین انکہین ڈالی ہو
اشارہ سے بھی وہ ہمکو بلا نہین سکتے

یہ سوز دل سے مرے استخوان دہکتے ہین
سگان کوچۂ دلدار کھا نہین سکتے

ہوا سے ٹوٹ گئی جو حباب کی صورت
کسیکو آبلۂ دل دکھا نہین سکتے

نہ سنتی دیکھی بدی اونکو میری دل کی لگی
رقیب میری طرف سے لگا نہین سکتے

وہ بد مزاج ہنوز خواب سے کہین اوٹھکر
ہم اس خیال سے اونکو جگا نہین سکتے

اثر ہی جسمین ہلاتی ہے عرش کو وہ آہ
کسی کا دل مری نالے ہلا نہین سکتے

خیال ہے جو ہمین اونکی بد مزاجی کا
وہ ہمسے روٹھ گئی ہین منا نہین سکتے

نہ پوچھو کون سی خوش آگئی تمہاری ادا
ہمارے دلمین ہے جو کچھ بتا نہین سکتے

یہ پاؤن ضعف نے پھیلائے اونکی فرقت مین
کہ اپنی جان سے بھی ہمتو جا نہین سکتے

تدرو و کبک نے چال اونکی گو اوڑائی ہے
خرام ناز کا انداز پا نہین سکتے

بدن پہ سکۂ داغ جنون ہزارون ہین
خدا نے دی ہے یہ دولت لٹا نہین سکتے

مقام خاص ہے یہ جلوہ گاہ ہے اونکی
خیال غیر کا ہم دلمین لا نہین سکتے

ہوا ہے جلوۂ محبوب سے یہ آئینہ
ہم اپنی حیرت دلکو دکھا نہین سکتے

عروج عشق مین کسطرح ترک عشق کرین
دل اب جو بیٹھ گیا ہے اوٹھا نہین سکتے

مٹا رہے ہین مری جسم تون کو حضرت دل
بتون کا نقش محبت مٹا نہین سکتے

چمک وہ ہے رخ پر نور یار مین اے یاس
کہ جسکی شمس و قمر تاب لا نہین سکتے

وہ چھیڑ کر ہمین کیا خود رولا نہین سکتے
دل پر آبلہ شاید دکھا نہین سکتے

تن ضعیف مین طاقت ہے پہلوانون کی
یہ کون کہتا ہے ہم ناز اوٹھا نہین سکتے

کیا تھا خون مری دلکو اس ندامت سے
وہ میری لاش پہ آنسو بہا نہین سکتے

اوٹھا ہو رزق انہاں سے فراق مین ایسا
کہ اونکی یاد مین ہم غم بھی کھا نہین سکتے

یہ طائران چمن کیسے عاشق گل ہین
کہ میری طرز فغان تک اوڑا نہین سکتے

رقیب اونسے نہ کہدے کہ یہ خوشامد ہے
ہم اس سے اپنی محبت جتا نہین سکتے

چھپائیگا دل صد چاک عشق ابرو کیا
کہ زخم تیغ کا پانی چھپا نہین سکتے

یہ خوف ہے کہ نہ کھلجائے شوق دید مین آنکھ
وہ میرا قبر مین شانہ ہلا نہین سکتے

یہ ہے محال کہ ہون ہستی و عدم یکجا
دہن سے اوسکے دہن ہم ملا نہین سکتے

سبب تسلی دلکا ہے جذب ہی اسکا
وہ ہاتھہ دل سے ہمارے اوٹھا نہین سکتے

وہ دوستون سے مری حال پوچھتے ہین مرا
عدو کو لیکے بھی کیا آپ آ نہین سکتے

یہان تھے داغ وہان چاک شگفتہ ہونگے
ہم اپنے دلکا پتا کچھہ بتا نہین سکتے

پڑے ہوے ہین ضعف سے بستر پہ ڈہونڈھے قاصد کون
ہمارے نام کے نامے بھی جا نہین سکتے

دل اپنا جنکے لیے عمر بھر جلایا تھا
وہ شمع قبر پہ میری جلا نہین سکتے

عیان ہے وصل مین بھی کوتہی مقدر کی
کہ دست شوق بھی اپنا بڑہا نہین سکتے

کبھی کے سوز محبت نے خشک کردی اشک
لگی ہے آگ جگر مین بجھا نہین سکتے

غش آتا ہے اونہین جب دیکھتے ہین آئینہ
خود اپنی دید کی وہ تاب لا نہین سکتے

وہ اشک ضعف سے ہون خشک آنکھ ہی مین جو ہو
وہ مجکو اپنی نظر سے گرا نہین سکتے

بتون کو ڈہونڈہ کے کعبے سے کیا نکالینگے
کہ اپنے دلمین ہی جو اوسکو پا نہین سکتے

ہر وقت نزع ہمین دیکھہ جاؤ تم آکر
وہان چلے ہین جہان سے آ نہین سکتے

فلک نے یاس ہمین اسطرح مٹایا ہے
کہ لوگ ڈہونڈہتے ہین اور پا نہین سکتے

پری ہی پیدا ہمارے دل سے ہوگی
عیان لیلی اسی محمل سے ہوگی

کریگا قتل مجکو بھیسہ کر منہہ
یقین ہے بیرحمی قاتل سے ہوگی

مین بیتابی مین لونگا اونکا بوسہ
خطا مجسے نہوگی دل سے ہوگی

ہے میرا روح کا اک عمر کا ساتھہ
جدا تن سے مرے مشکل سے ہوگی

جوان وہ ہوگئے نام خدا اب
مثال اسکے مہہ کامل سے ہوگی

دکھائیگی شب فرقت ہمین آنکھہ
سیہ بختی عیان اک تل سے ہوگی

کسی مہر جبین پر ہو نہ مائل ۱۲
صدا ہیہات اچہ بابل سے ہوگی

پھنسا کر زلف مین مجکو وہ بولے
رہائی اب تیری مشکل سے ہوگی

یہی جو سخت جانی ہے ہماری
تو پھر شرمندگی قاتل سے ہوگی

کرونگا بند دلمین جلوۂ یار
سنحر یہ پری عامل سے ہوگی

لپٹ جائیگا دامن سے تڑپ کر
خطا اتنی ترے بسمل سے ہوگی

وہ ظاہر مین تو مجسے ملگئے ہین ۱۲
صفائی دیکھیے کب دل سے ہوگی

قدم رکھا رہ الفت مین اپنا تو
کمی مجسے نہ میرے دل سے ہوگی

ہم اونکا وصل چاہینگے تو یہ ہجر
اسے ضد ہمسے ہمکو دل سے ہوگی

لحد تک اور سب احباب ہین ساتھہ
جدائی بس اسی منزل سے ہوگی

وہی ہے جسکو اچھا جانتے تھے ۱۲
برائی یار کی کس دل سے ہوگی

دعا سے وصل ہو یا ہجر کی آہ
اثر کر جائیگی جو دل سے ہوگی

نہین کچہ سہل جانا یار تک یاس
رسائی آپ کی مشکل سے ہوگی

خانۂ دل کی بنا ہے محض غم کے واسطے
ہے الم میرے لیے اور مین الم کے واسطے

صبر خالق نے بنایا میرے دم کے واسطے
یار کو پیدا کیا ظلم و ستم کے واسطے

ابرو و گیسو و مژگان قتل پر تیار ہین
آفتین ہین سو طرح کی میرے دم کے واسطے

قامت موزون جانا نکی ثنا لکھتا ہون مین
شاخ طوبی چاہیے میرے قلم کے واسطے

کھینچ چکی شمشیر ابرو پھر قتل عاشقان
بس ہین تیر نظرہ ظلم و ستم کے واسطے

دیکھنا ہے سیر دنیا کی ہمین پیکر شراب
ساقیا اک جام دے ہمکو بھی جم کے واسطے

تیر کرتا ہے جو ای منعم تو دلکو کھولدے
چاہیے وسعت ذرا دست کرم کے واسطے

کھینچکر تلوار قاتل اک لگا ہمپر کبھی ہاتھہ
لے تجھے دیتے ہین شمشیر دو دم کے واسطے

ہے ارادہ کوچۂ جانان مین چلکر بیٹھیے
لوٹتا ہے دل بہت باغ ارم کے واسطے

بہر زینت روغن مشک و عبیر و عود دہو
شانہ دلکش چاہیے زلف صنم کے واسطے

میرے گھر تک یار کا آنا بھلا ہو کسطرح
منع کرتی ہے نزاکت دو قدم کے واسطے

الفت ابرو نچھوڑینگے سپاہی جو کہ ہین
سر کا کیا دھڑ کا بھلا ثابت قدم کے واسطے

چشم دریا بار رونے کو عطا کی ہے مجھے
دل مرا حق نے بنایا تیر غم کے واسطے

جوہر شمشیر ابرو لکھ رہا ہوں آجکل
ہاں روانی چاہیے میرے قلم کے واسطے

ہر کسیکو ناز و غمزہ راس کیا آئے بھلا
قطع ہے یہ جامہ زیبا صنم کے واسطے

ہونگے بندونسے گنہ بخشش خدا کی ہے یقین
ہم خطا کے واسطے ہیں وہ کرم کے واسطے

چشم فتان کی ثنا لکھی ہے کیسی صاف صاف
معجزہ ہے خامہ جادو رقم کے واسطے

ہے کسے سر پر ہاتھ رکھتا ہے جو تو ہر بات میں
اے صنم قرآن نہیں ہے جھوٹی قسم کے واسطے

داغ عشق یار اوٹھاتا ہوں میں مرنے کے لیے
روشنی کچھ چاہیے راہ عدم کے واسطے

قبر تک پہونچا نہ آئے لاش مجھ دلگیر کی
دوستوں نے ہاتھ کھینچا دو قدم کے واسطے

یاس دیکھے عاشقانہ شعر ہم کیونکر کہیں
یہ زمین خاص مختص ہے الم کے واسطے

دلمیں بھڑکا سوز عشق آگ جان جان کیواسطے
پڑ گئی دوزخ میں ہم حور جنان کے واسطے

دل بہت تڑپا مرا جانے کو سوئے کوئے یار
رہ گئی بلبل پھڑک کر بوستان کے واسطے

ہیں عروج عشق میں تڑپوں جو اونکو ہو
نارسائی اسقدر بخت جوان کے واسطے

آہ کرتا ہوں تپ فرقت میں وہ کہتے بیٹھتے
چاہیے ایسا عصا مجھ ناتوان کے واسطے

قتل گہ میں دیکھیے ثابت قدم رہتا ہے کون
آج آتا ہے وہ قاتل امتحان کے واسطے

لاکھ ڈھونڈھا پر نہ پایا ساتھیوں کا کچھ نشان
رہ گئے ہم خاک اوڑا کر کاروان کے واسطے

کس سے وعدہ ہے صنم جاؤگے بنکر کسکے گھر
ہو رہی ہے آج تیاری کہان کے واسطے

ہے سگ جانان بھی مائل اور ہما بھی خواستگار
پڑ گیا جھگڑا ہماری استخوان کے واسطے

ساقیا بھر دے ہمارا جام اپنے خم کی خیر
ہاں تو دیتے ہیں ہم پیر مغان کے واسطے

دیکھنا صورت ہماری پوچھتے ہو حال کیا
کب بیان درکار ہے صاحب عیان کے واسطے

یار کی تصویر تربت میں لگا دینا ضرور
چاہیے زینت ہماری اس مکان کے واسطے

اپنے جلسے میں کوئی معشوق ہونا ہے ضرور
ایک یوسف چاہیے اس کاروان کے واسطے

چھپتے کیسے کیا صیاد نے جب سے اسیر
کھل گئی منقار بلبل کی فغان کے واسطے

ہجر میں آہ رسا پہونچی مری مثل کمند
نردبان درکار تھی اک آسمان کے واسطے

جو سخن رس ہے وہی سمجھے گا اسکو خوب یاس

یہ غزل لکھی ہے مینے قدردان کے واسطے

جو کچھ اِکی بار گذر گئی ہمین کیا جو بار گذر گئی
غرض اہی نگار گذر گئی شبِ انتظار گذر گئی

نہ ہوئی فراق کے کچھ گلی نہ حجاب سی وہ گلا ملے
رہی دل کی دل ہی مین جو صل شبِ وصل یار گذر گئی

ہوئی شمع بزم مین کیا خجل وہ گل آ کی بیٹھا جو متصل
یہ پکار اسینے مین داغ دل کہ مری بہار گذر گئی

ہوا ازا بد اپنا رقیب اب یہ اذا انکی دیر کا ہی سبب
یہی غل ہے جسکو سُنی جب شبِ وصل یار گذر گئی

بڑی سختیان تہین فراق کی ارے چلنی خوب سُنی مری
یہی نا کہ جان نکل گئی وہ بس ایکبار گذر گئی

جو کسیکی جستجو نظر پھری تو گیا نگاہ کا نور بھی
جو بصارت آنکھ مین تھی مری شبِ انتظار گذر گئی

کبھی حال قیس یہ تھا عجب کبھی کوہکن یہ ہوا لقب
مری روح نجد سی ہو کے جب سُوئے کوہسار گذر گئی

نہیں اسمین نام کو بھی فا مین پٹ تڑپکی گذر گیا
یہ نہ پوچھا مجسے کہ تجپہ کیا ای جانہار گذر گئی

تری اسطرح جو نظر اُٹھی مجھے آپی جان ہی کی پڑی
یہ ادا تھی برچھی نگاہ کی کہ جگر کے پار گذر گئی

وہ جو میرے پاس سے اُٹھ گیا مری ہوش ہی نہ بجا
یہ بتا دی مجسے کہ تجپہ کیا دلِ بیقرار گذر گئی

تری یاد کا جو ہوا گذر نہ اسے کسی کی رہی خبر
وہ بیان کیا کرے پاس پہ جو کچھ ایکبار گذر گئی

کس ناز کا پلا یہ دلِ غم نصیب ہے
پر اب نیاز مند ادا کی حبیب ہے

راحت کچھ اسکے ہاتھ سی دلکو نصیب ہے
دردِ جگر فراق مین اپنا طبیب ہے

افسوس دلمین حسرتِ دیدار رہ گئی
ہے یار دور وقت ہمارا قریب ہے

چھاتی پہ چڑھ کے یار نے کاٹا جو سر مرا
بولی اجل کہ واہ ترا کیا نصیب ہے

دل عاشقون کے نام سے جسکے لرز گئے
دیکھو شبِ فراق غضب کا مہیب ہے

دیکھا جو غور سے تو جگہ اسکی دلمین تھی
سمجھے تھے جسکو دور وہ اتنا قریب ہے

دل لیکے میرا ناز سے کہنے لگا وہ شوخ
کیا دیگا تو کسیکو تجھے کیا نصیب ہے

جاری ہین متصل شبِ فرقت جو اشکِ غم
اس قافلے مین نالۂ عاشق نقیب ہے

سُن لو اگر تو گاہ نہو گاہ رو و تم ہا
قصہ ہمارے دلکا عجیب و غریب ہے

آنکھون مین اشک ہاتھ جگر پر لبون پر آہ
دیوانگانِ عشق کی ہیئت عجیب ہے

دلکو ہمارے عشقِ حقیقی کا ہے مزا
جسکا نہین جواب وہ اپنا حبیب ہے

رکھتا ہون اسے دوست کہ پہلو مین ہی جگہ
دردِ فراقِ یار بھی اپنا حبیب ہے

عاشق ملا جو خاک مین دلبر کے ہاتھ سے
ہر وقت دوڑ دوڑ کے جاتا ہے اوسکے پاس

آئی صدا افلاک سے بڑا خوش نصیب ہے
میرا خیال ہجر مین میرا رقیب ہے

معشوق جو ملا اسے وہ لاجواب تھا
فضل خدا سے یاس بڑا خوش نصیب ہے

قابو مین رکھے دل جسے پروردگار دے
حکم اپنے ساتھ سونے کا مجکو نگار دے
چوسر کسی حسین سے اگر کھیلتا ہون مین
پیسا ہی عمر بھر مجھے گردون نے اے زمین
تاثیر عشق زلف گرہگیر ہو اگر
کرتا ہے تو اشارے مژہ کے جو غیر سے
ایسا کچھ آجکل ہے فلک مجھسے برخلاف
سینہ لبینہ غیر سے وہ ہین تو سوز غم
رکھین وہ سامنے اسکے گلدستہ جانکر
عشق مژہ مین جانسے عاجز ہوا ہون مین
گر وصل یار کا مری تقدیر مین نہین
چلتا نہیے تنکے سامنے طاؤس باغ مین
کیون مضطرب ہے ہجر مین تو جا اوسکے پاس
جاگے گا اے نیدا شب تاریک ہجر کیون
سونگھو تو میرے سینے پہ منہ رکھکے یار تم
مجھسے یہ حسرتونکا تقاضا ہے بار بار
مرجاؤن اس امید پہ تجھسے بگاڑ کر

کوئی دیار عشق مین اپنا بگاڑ دے
تقدیر حسرتون کو نکلنے کی بار دے
کہتا ہے دل یہ شوق مین مجکو بھی مار دے
اک مشت استخوان ہون نہ مجکو فشار دے
دل میرا بوے نافۂ مشک تتار دے
اے گل نہ اسطرح دل عاشق کو خار دے
چاہون جو اک خوشی تو یہ صدمے ہزار دے
دو آبلے ہمارے ہی دل مین ابھار دے
دل اغذار ہو کے کچھ ایسی بہار دے
اے تیر یار آج تو جی سے گزار دے
تو صبر مجکو اے مرے پروردگار دے
تو بھی کچھ اپنے سینے کو اے گل ابھار دے
آرام مجکو اے دل بے اختیار دے
آنکھین بھی وے سفید اگر انتظار دے
بو سے وفا یقین ہے دل داغدار دے
رستا ہی مین نکلنے کا اے دلفگار دے
ہٹتی مجھے اگر ترے دلکا غبار دے

اے یاس عرش پر ترا نالہ چڑھا تو کیا
ہے قہر کی جگہ جو وہ دلسے اوتار دے

گھر ہی ابر جو ممکن شراب ہو جائے
وہ مہر بام پہ جو محو خواب ہو جائے

ہمارا دل قدح آفتاب ہو جائے
تو چاندنی رخ مہ پہ نقاب ہو جائے

فراق مین ہون اگر اشکبار دیدۂ تر
یہ جوش آب ہو گردون حباب ہو جائے

لیا ہے دل تو ملے ہمکو بوسۂ رخ بھی
یہ ہمسے تمسے حساب و کتاب ہو جائے

مسافران عدم چلکے قبر مین ٹھہرو
روا رہی ہین ابھی پا تراب ہو جائے

اوٹھائی ہین جو تمہارے فراق مین صدمے
جو مختصر بھی لکھون تو کتاب ہو جائے

کبھی تو قبر پہ عاشق کی فاتحہ پڑھیے
کبھی تو آپ سے کار ثواب ہو جائے

پلک جھپکتی ہی دنیا ہو درہم و برہم
پھرے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے

وہ بدنصیب ہون جاؤن اگر مین دریا پر
یقین ہے آب مثال سراب ہو جائے

سوال وصل پہ عاشق کے یا تو ہو اقرار
نہین تو اے شہ خوبان جواب ہو جائے

فراق ساقی مہوش کی اشتعالک سے
یقین ہے دل سوزان کباب ہو جائے

یہ بات کچھ نہین اے حدیث عشق مین تڑپون
اودھر بھی تو اثر اضطراب ہو جائے

بیان کرون عرق آلودہ ابروؤن کا جو وصف
تو اور تیغ زبان پہ لعاب ہو جائے

خیال رخ مین اگر سوز دل سے ٹپکین اشک
تو پھر یہ آب یقین ہے گلاب ہو جائے

سوال اونکی طرف سے ہو لن ترانی کا
اودھر سے بھی ارنی کا جواب ہو جائے

نہین ہراس کہ رحمت وسیع ہے تیری
گناہ یاس کا یارب حساب ہو جائے

جو یار کے رخ روشن کی دید ہو جائے
یقین ہے دل عاشق کو عید ہو جائے

جو دلکو یاد خدائے مجید ہو جائے
بتون کا عشق ابھی ناپدید ہو جائے

کلام اسمین نہین تیری ذات واحد ہے
بنا لے تو جسے اپنا وحید ہو جائے

تڑپتے ایک مہینہ فراق مین گذرا
دکھا دو چاند سی صورت تو عید ہو جائے

ترے دہن کی جسے یار فکر لاحق ہو
مگر کسطرح ابھی ناپدید ہو جائے

ملے جو مستون کو ساقی شراب تھوڑی سی
بلند نعرۂ ہل من مزید ہو جائے

جو ساتھ سوئین وہ تلوار بیچ مین رکھکر
ہمارے واسطے کوہ حدید ہو جائے

پھرائے آنکھ جو اپنی وہ قاتل عالم
ہماری جان پہ ظلم شدید ہو جائے

خوشی سے بیچون جو قیمت مین یار بوسہ دے
بس اسطرح مرے دلکی خرید ہو جائے

وہ مست ہین نہ کرینگے اطاعت اسکی ہم
ہمارا پیر مغان خود مرید ہو جائے

رہو رقیب کے گھر یار کیا قیامت ہے
حقیقتاً جو اسیطرح تو قریب رہے
نگاہ لطف سے دیکھیں وہ مجھ میں آن کی جان
تم اپنی تیغ ادا سے اسے جو قتل کرو
بہار آئے گریبان اُلجھے چھٹے دامن
کہیں کچھ اپنی جو ہم اور تم ہماری سُنو
چلا ہے ساتھ ہی قاصد کے شوق بھی میرا
دکھا کے زلف جو پھیر لی یار چہرے پر

کبھی تو ہمسے بھی وعدہ وعید ہو جائے
تو ٹوٹ کے عرش سے حبل الورید ہو جائے
یہی علاج یقین ہے مفید ہو جائے
خدا گواہ ہے عاشق شہید ہو جائے
مرے لباس کی قطع و برید ہو جائے
عجب مزے کی یہ گفت و شنید ہو جائے
جواب یار جو لکھے رسید ہو جائے
تو دل مقید قید شدید ہو جائے

اسی کا نام جہان میں ہے حسن نظم اسے یاس
پرانی بات بھی گر ہو جدید ہو جائے

گھٹے یہ ضعف سے ہم عشق میں اک ماہ کامل کے
جہان میں مشتری زہرہ جبینوں کے ہوئے ہرگز
جلاتے ہیں ستاتے ہیں اسے آزار دیتے ہیں
تری فرقت میں مجھپر آجکل یہ ضعف طاری ہے
ہنسا جب ناز سے میرا ہمیں اندا گلشن میں
نہیں معلوم انسانو نہیں باہم دشمنی کیوں ہے
کہیں ایسا نہو تھوڑی سی گردن کٹکے رہجائے
عجب کیا راہ میں گر کاروان لٹجائے ان سب کا
جو سودائی شہادت ہے تو چلنے میں تردد کیا
حباب آئینہ کس منہ پر اسکے روبرو آیا
ٹہرے جتنے ترے گیسو جنون اوتنا بڑہا اسکا
تہ شمشیر ہونگے ایک دن سب عاشق ابرو
یہ پاس عشق ہے ابتک نہ دیکھے کوئی لیلی کو
تڑپنا ہجر میں سو رہی میں مرنا عشق میں مرنا
کسی کی جان بھی جائے تو قاتلکو تماشا ہے

لبان تار بستر رہگئی بستر میں ہم مل کے
مچاتی ہیں یہ غل ہر بار قیدی چاہ بابل کے
وہ ناحق بخیلا ہو جہ دشمن ہیں مری دل کے
نحافت کی سبب کروٹ ہی لے سکتا نہیں ہلکے
شگفتہ ہو گئے گل اور غنچے رہ گئے کھلکے
ہر اک ہمجنس آپس میں بسر کرتا ہے مل ملکے
الٰہی خیر کرنا کانپتے ہیں ہاتھ قاتل کے
عدم کے جانیوالے سو گئے نزدیک منزل کے
نشان تجکو ملیں گے ہر جگہ پر کوئی قاتل کے
بھلا پہلے مقابل جام جم تو ہو مری دل کے
تری دیوانے کو ملتے گئے درجے سلاسل کے
ازل سی سر ہماری بک چکے ہیں ہاتھ قاتل کے
غبار قیس پردہ دار ہے ہمراہ محمل کے
کسی کی ہو سکیں کیا ہیں بہت یہ کام مشکل کے
ستم دیکھو کہ ہنستا ہے تڑپنے پر بھی بسمل کے

سوا ہی ذات خالق کون ہی بے نقص دنیا مین — مٹائی دیتی ہین سب حُسن دہتی ماہ کامل کے
نہ جام جم ہی صاف ایسا نہ مرآت سکندر ہی — صفائی آگئی حصہ مین کیا آئینۂ دل کے
پہونچتی ہی در جانا نہ کہینچا موت نے مجکو — مری کشتی ہوئی ہی غرق آکر پاس ساحل کے
تری زلفِ رسا بل کر رہی ہی پیچ مین لاکر — ہماری گردن نازک پہ ہین جھٹکے سلاسل کے
ہوا ہی ایکی سودا عشق مین اک چشم مشکین کے — ہمارے آبلو نکے پوست ہین انگور کے چھلکے
ستم صیاد کا دکہلا رہا ہے طرفہ کیفیت — نہی ہین باغمین ہر جا چمن خونِ عنادل کے

لحد تک کون تمکو پاس پہونچائے گا بولو تو
غضب کی ہی جگہ تم سو گئے نزدیک منزل کے

عدم کی راہ کو دم مین یہ خستہ تن کاٹے — گلا جو تیغ سے وہ ترک تیغزن کاٹے
کبھی جو یون رخِ رنگین یار کا بوسہ — تو مثلِ مار مجھے زلفِ پرشکن کاٹے
تمہین جو شوق ہوا افشان کی چننے کا ایسا — تو مہر اپنی بہت شوق سے کرن کاٹے
جو دیکھ لے رخِ روشن تمہارا پروانہ — تو اپنے پر سے سرِ شمع انجمن کاٹے
غزل کا ذکر ہی کیا شعر کسکو کہتے ہین — برا ہو لفظ بھی تو صاحب سخن کاٹے
پھرے نہ دشت و بیابان مین جو رہتے مجنون — وفا کی راہ نگر مثل کوہکن کاٹے
جو اوسکی زلفِ سیہ کا رہی خیال مجھے — تو سانپ بنکے شبِ ہجر تن بدن کاٹے
بھرین جو ابروِ قاتل کا دم تو بنکر تیغ — گلا ہمارا گریبانِ پیرہن کاٹے
بچھائے دام جو صیاد بلبلو نکے لیے — تو سانپ بنکے اوسے سنبلِ چمن کاٹے

پہونچنا باغ مین ای پاس بوئی گل کیطرح
نہ پاؤن مین کوئی خارِ رہِ چمن کاٹے

عجب صنعت کی صانع نے تری صورت بنائی ہی — بجا ہی جسقدر ای یار تجکو خود نمائی ہے
گریبان چاک صحرا کو چلے جاتی ہین دیوانے — جنونکا شور ہی گلشن مین پہر فصلِ گل آئی ہے
کبھی راتونکو دلکو دہیان اونکی لٹ کا رہتا ہی — کس آفت مین پہنسا ہون کیا بلا یہ سر آئی ہی
نہ تو نے لی خبر بڑا یا کیے ہم تیری فرقت مین — خدا شاہد ہی ای بت ختم تجھ پہ بے وفائی ہے
دیا کاندہا جو اوس محبوب نے تابوت کو آکر — سبکدوشی سے تربت تک ہماری لاش آئی ہی
سمجھتا ہی نہین وہ بت حقیقت اوکی بالکل — غرورِ حسن ہی ایسی خدا دی دلمین سمائی ہے

کہو نہین کیا تلون ہی مزاج یار مین کیسا ؛
کبھی مہر و وفا ہی اور کبھی بے اعتنائی ہے

کبھی گجری جو پھولونکے پہنتا ہی وہ ہاتھون مین
نشان پڑجاتی ہین اوس گلگلی پہ نازک کلائی ہی

ملادو میری ہونٹھونسی ذرا لب اپنے ای قاتل
مسیحائی کا موقع ہی لبونپر جان آئی ہے

ستانی کے لیے وہ شوخ ہر دم مجھسی کہتا ہے
بتاؤ آجکل ای یاس کس سی آشنائی ہے

وہ سرگرم ادا ہی جان زہر میری نکلتی ہی
قضا تو آچکی ہی دیکھیے کسطرح ٹلتی ہی

شرر اوڑتی ہین او گرم جب منھ سی نکلتی ہی
نہین معلوم سینے مین مری کیا چیز جلتی ہے

خیال ابرو کا اوسکے خوابمین بھی مجکو رہتا ہی
کئی دن سی چھری ہی آگ جگر پر میری چلتی ہی

وبال جان ہی عشق گیسوی پریشان کا
بلا یہ دیکھیے کسطرح میری سر سی ٹلتی ہے

تصور زلف کا ہو دہیان یا خال سیہ کا ہو
بلا جب کوئی آتی ہی تو پیش مشکلسے ٹلتی ہے

بلا سی گر وطن چھوٹا ہوئی برباد سودی مین
فضائی دشت سی لیکن طبیعت تو بہلتی ہی

خیال یار مین ہوتی ہی وحشت سیر گلشن سے
ہم اسکو لاکھ بہلاتی ہین طبیعت کب بہلتی ہے

بنائی ہین خدا نے دلفریب اصنام کی شکلین
عجب رونق ہی چہرونپر نگہ جنپر پھسلتی ہے

محبت جسکو ہوتی ہی ہمیشہ بڑہتی جاتی ہے
طبیعت آئی جب پھر کب سنبھالی سی سنبھلتی ہی

اگر چھولی اسی عاشق تو پانی ہوکے بہ جائے
تمہاری زلف کی ناگن قیامت زہر اگلتی ہے

لہو عاشق کا ملتا ہی جو قاتل پاؤنمین اپنے
حنا بھی حال پر اوسکے کف افسوس ملتی ہے

نکلکر میان سی پہنا ہے جامہ خون عاشق کا
تری تلوار ای قاتل نئی کپڑے بدلتی ہے

اسی مارا اوسے بسمل کیا اللہ رے چالاکی
عجب پیچ سے عجب پیچ سی تری تلوار چلتی ہی

جوانی جا چکی ای یاس آیا وقت پیری کا
زوال شمس ہے دن کم رہا ہی دہوپ ڈھلتی ہے

کھینچکر تیغ آئیے تو سہی ؛
دل مرا آزمائیے تو سہی

سنکے شاید وہ رحم فرمائین
حال دلکا سنائیے تو سہی

مین بھی آہین کرونگا تڑپونگا
آپ مجکو ستائیے تو سہی

جانتے ہین کہ شر کرینگے آپ
خیر جو کچھ ہو آئیے تو سہی ؛

ہے بتون کو غرور حسن بہت
شان اپنی دکھائیے تو سہی

حالِ دل مجھسے سُن ہی لینگے آپ
پاس اپنے بٹھائیے توسہی

سیر اس شیشے کی ہی قابلِ دید
میرے دلمین سمائیے توسہی

مجکو زندہ نہ پائیے گا پھر
پاس سی میری جائیے توسہی

مجکو سمجہائیے گا پھر ناصح
اوسکو سمجہا کے لائیے توسہی

رنگ کیا کیا نہ لائینگے عاشق
آپ مہندی لگائیے توسہی

ہچکیان لیجیے گا یا در ہے
مجکو دل سے بھلائیے توسہی

سہل ہے یاس کیا بتون کا عشق
پہلے سختی اوٹھائیے توسہی

ظاہر غمِ دل کا یہ اثر ہے
جب دیکھیے میری چشم تر ہے

بس آگئے تو بس کا سفر ہے
دنیا بھی ایک رہگذر ہے

ہی نام حد اشباب اونکا
نخلِ امید بارور ہے

اوکتا ہے کیون تو عاشق زار
چندہی مین مہم عشق سر ہے

تیرے دندان و لب کے آگے
کیا چیز ہے لعل کیا گہر ہے

سودا جو سر پہ زلف کا ہے
کس شخص کو ایسا درد سر ہے

جل اوٹھیگا خود بخود مرا دل
پنہان اس سنگ مین شرر ہے

کسطرح اسے قرار آئے
یہ دل سیماب ہی شرر ہے

سب سوئی عدم ہین جانیوالے
جو ہے آمادہ سفر ہے

ایسا تو آنکہ مین کہبا ہے
جلوا تیرا مری نظر ہے

سب اپنی غرض کے آشنا ہین
کسکو مرے حال کی خبر ہے

خالی تجھسے نہین کوئی جا
تو ایک ہی اور کدہر کدہر ہے

تو غیر کے گہر تہا شب کو مہمان
دلکو مرے شام سے خبر ہے

کیا دور جو برق کو جلادے
نالہ میرا یہ پر شرر ہے

رہتا ہون جو آجکل پریشان
عشقِ گیسو کا یہ اثر ہے

غنچہ ہے کہان کہان کی گل
تیرا وہ دہن ہے یہ کمر ہے

کیون قدر نہو ترے سخن کی
اے یاس یہ بے بہا گہر ہے

ای بحر حسن پائین پہ آب موتیون کی
اللہ رے قدر تیرے بالون کی پہیلیونکی

یادِ چشم مین پیہم آنسو ٹپک رہے ہین
جپتا ہون نام اوسکا سمرن پہ موتیونکی

ابنائے دہر بیشک ہین قاتل برادر
یوسف سے کوئی پوچھے الفت کو بہائیونکی

حصہ سگ و ہما کا ان سب کے ہین سراپا
تقسیم ہو رہی ہے شاہون کی ہڈیونکی

افلاک کو ہے گردش کیا خاک نیند آئے
جب ہو بلند سر پہ آواز چکیون کی

احباب ہین بپا کل ماتم اونہین کا ہوگا
دہوم آج ہو رہی ہے جنکی شادیونکی

چٹکی ہے چہوٹ روئے پر نور کی جو اوسکے
اک برق کوندتی ہے ہیرے کی بجلیونکی

لیلی ادا کی میرے رفتار ہے قیامت
مجنون بنا رہی ہے جھنکار بیڑیونکی

پل بہر مین او ستمگر پہرتی ہے آنکہ تیری
کچہ حد ہی ہے میری جان بے اعتنائیونکی

فرہاد و قیس ہمسے ٹکر کبہی نہونگے
ایسی بہت سنی ہین باتین کہانیونکی

تن ہے ضعیف میرا بوسیدہ استخوان ہین
دل پہڑپہڑا رہا ہے ہو خیر پسلیون کی

آنکہونکے آگے میری شد آگیا سمندر
شورش تو کوئی دیکہے ان دونون ندیونکی

اک گل کی چشم میگون کے عشق کا اثر ہے
ہے جو پسند ہمکو صحبت شرابیونکی

اوڑجائین ہوش ہوویں دیوانہ پن سب اپنا
مجنون جو شان دیکہے ان تیرے وحشیونکی

مانند تاج سرپر رکہے ہوئے ہما ہے
رفعت تو کوئی دیکہے عاشق کی ہڈیونکی

رندون نے آج انکا کیا حال کردیا ہے
پگڑی اوچہل رہی ہے محفلمین قاضیونکی

وہ دیکہتے ہین مجکو مین دیکہتا ہون اونکو
کیا سیر ہو رہی ہے آنکہون کی پتلیونکی

جاتے ہین عرش تک یہ افلاک کے سہارے
نالون کو بہی ہماری حاجت ہے سیڑہیونکی

ہمراہ لاش کے سب احباب کیسے خوش ہین
دیکہے تو کوئی شادی میرے براتیونکی

جانے ہی کو ہین سوئے ملک عدم جہان سے
ہم راہ دیکہتے ہین کچہ اپنے ساتہیونکی

دیکہے چمن مین ہمنے دستے جو نسترن کے
تشبیہ ہاتہہ آئی نازک کلائیونکی

شرمندہ ہو گنہ پہ اللہ بخشدے گا
توبہ قبول ہوگی اے یاس عاصیونکی

بیکار دشمنی یہ قاتل نے ہمسے کیونکی
ناحق ہمارے دلمین برچھی نگہ کی بہونکی

راتین وصال کی تہین تقدیر تہی سیہ ہی
اب دن جو ہجر کے ہین خوبی ہے یہ دنونکی

مطلب کے آشنا ہین پھر آشنا نہین ہین
جیسے کہ انکو دیکھا بندہ تھا ویسے انکا
پھر کر نظر لگاوٹ کو دیکھا بھی تھا نہ جیسے
مخلص ہین اپنی تجکو ہمدردی سے ٹہر کے سمجھے

قائل ہون دوستی کا عیار دوستون کی
دیکھو خدا کی قدرت کیا شان ہے بتونکی
کیون باغ مین صبا کی آنکھین نہین جا کے جہونکی
گویا کہ اجنبی تھے تقریر مجھسے یونکی

فرمائش جنابِ اوستاد جو ہوئی تھی
اے یاس قید کی تھی ان چند قافیونکی

چشم باران کہین نہ ہو جائے — اشک طوفان کہین نہ ہو جائے
نہین لیتا ہے اوسنے وعدہ وصل — ہے یہ ڈر ہان کہین نہ ہو جائے
حشر لوٹے نہ جانِ عاشق پر — وہ خرامان کہین نہ ہو جائے
صحبتِ منکر و نکیر سے قبر — بزم یاران کہین نہ ہو جائے
چشمِ عاشق خیال دندان مین — ابر نیسان کہین نہ ہو جائے
کثرتِ داغہائے سودا سے — دل گلستان کہین نہ ہو جائے
بچپن اوسکا ہے جب ستم تو شباب — آفتِ جان کہین نہ ہو جائے
وعدہ وصل اوسنے ہے ایدل — اور سامان کہین نہ ہو جائے
دُرِ مقصد کی جستجو مین صدف — دست گردان کہین نہ ہو جائے
بڑہتے بڑہتے ہمارا داغ جگر — مہرِ تابان کہین نہ ہو جائے
دوست دل کو بہت سمجھتا ہون — دشمنِ جان کہین نہ ہو جائے
بال ہنسکر نچوڑنا اونکا — برق و باران کہین نہ ہو جائے
اشک برسائے جا یونہی اے چشم — خشک دامان کہین نہ ہو جائے
وصل کی شب یہ دلکو دھڑکا ہے — صبح ہجران کہین نہ ہو جائے
عاشقون کو نگاہ قاتل کی — سیفِ بران کہین نہ ہو جائے
بڑہتے بڑہتے فراق دلبر کا — کاہشِ جان کہین نہ ہو جائے

ذکر دزدِ حنائے یار سے یاس
چوری دیوان کہین نہ ہو جائے

ہوا اسلام زندہ حیدرِ کرار کے دم سے — مسیحائی فزون ہے آپکی عیسیٰ مریم سے

ترا کوچہ بھلا اے حور چھوٹے کسطرح ہمسے
نکلنے کا کوئی جنت سے پوچھے رنج آدم سے

دہوان نکلے نہ کیون ہر آہ کے ہمراہ مونہ سے
بہرا ہے سینۂ سوزان ہمارا آتش غم سے

محبت مین تری کیا کیا ستم ہمنے اوٹھائے ہین
ہوا جو کام عاشق سے تری ہوگا نہ رستم سے

چلن کچھ اور ہی انکا ہے اونکا اور ہی کچھ ہے
بھلا دو غنچہ کو کیا تشبیہ دون دینار و درہم سے

ہوا ہے وصل اوس گلکا ہمین فصل بہاری مین
شگفتہ غنچۂ دل ہے ہوائے باغ عالم سے

نفس کی آمد و شد بھی دم شمشیر ہے اسکو
جسے الفت ہے اے قاتل تری ابروئے پرخم سے

تاسف ہے ملائک کو تو ہین جن و بشر غمگین
دو عالم ہوگئے مملو تری عاشق کے ماتم سے

کوئی عزت کا خواہان ہے کوئی ہے جاہ کا طالب
محبت ہمنے کیا کی لی عداوت ایک عالم سے

نہ لین ہم خم گردون سے بھی اے ساقی مہرو
نہ بدلین جام کوثر سے کبھی ہم ساغر جم سے

ہوئے جو قتل اس سے زندۂ جاوید ہین وہ سب
مسیحائی ہے اے قاتل تری تلوار کے زخم سے

محبت تیرے گیسو کی ہمین زندہ نچھوڑیگی
نہین بچتا کبھی انسان کالے سانپ کے سم سے

جہان جلجائے ہم آہ آتشین کھینچین جو فرقت مین
فزون ہے ہر شرارہ آہ کا نار جہنم سے

سنا ہمکو نہ اے واعظ خبر روز قیامت کی
خدا کے رحم کا منکر ڈرے نار جہنم سے

تمہین سچ ہو مانا سیکڑون عاشق تمہارے ہین
دکھا دو تم کوئی وہ جا رہے اہل وفا ہمسے

ترے کشتے بھٹکتے ہین نہ مرکے ہین کہین قاتل
ملی راہ عدم سیدھی نہین تلوار کے خم سے

جہان زیر نگین ہے حکم مین ہین سب پری پیکر
نشان پایا سلیمانی کا ہمنے تیری خاتم سے

گلو سے بو شجر سے پہل ہوا ہے روح کو راحت
ملا کیا کیا نہ ہمکو صنعت صناع عالم سے

یہی ہے پاس ہردم اپنے خالق سے دعا اپنی
نہ چھوٹے کربلا کی خاک بعد مرگ بھی ہمسے

کھلا زور ید اللّٰہی جہان مین باب خیبر سے
عدالت مستند ہے قصۂ باز و کبوتر سے

پریشان ہون بہت مین الفت زلف معنبر سے
یہ سودا دیکھیے کسطرح جاتا ہے مرے سر سے

بہت خائف ہون مین مژگان خوبان ستمگر سے
خدا ہی کچھ بچائے جان ان ترکون کے لشکر سے

ہمارا نامہ اوس محبوب تک کسطرح پہونچیگا
اودہر سے آکے خط لیجائیگا عنقا کبوتر سے

دیا نامہ ہمارا ہاتھ مین اوسکے جو قاصد نے
وہ بت بولا کہ ہمنے آج بیعت لی پیمبر سے

سحر وصل صنم کی جان کو میری قیامت تھی
صدائے الفراق آنے لگی دیوار سے در سے

سمجھتے ہین جو تم پا جنبش ابرو ہی قاتل کی
ہمارے ہاتھہ آئی نارسیان اوس سہی قد کے
پہرین ٹھنڈی جو سانسین داغ دل جلنے لگے ہیرے
ہوتا عشق مجکو ہو گیا ایوا ایسے بیدردی
گئی ہی جان اپنی چشم و عارض کی محبت مین
شب وصل پری رو ہی نہ رکھہ مجھ سو وہم اے ساقی
اوٹھایا رقص مین ہاتھہ اوسنی بہانے لیر کی برچھی
جو میری چشم گریان تہی مین ہو جاتی طوفانی
غضب کرتی ہی چشم مست مین تحریر سرمے کی
ہماری سخت جانی سی ہوا عاری جو اے قاتل
ہوا مصروف گریہ ٹھنڈی سانسین لیکی جب عاشق
تصور لبون کے ہجر مین اعجاز دکہلایا
چھپایا راز الفت مین کب کثرت نے داغون کی

یکایک چل گئے دلبر یہ دو خنجر برابر سے
تعجب کی جگہ ہی ہمنے پہل پایا صنوبر سے
ہوئی روشن چراغ اس گہر مین دیکہو باد صرصر سے
کہان ٹکیون مین سر پہوٹی ہی قسمت جا کے پتہر سے
دہت مین لینگی جم سی جام آئینہ سکندر سے
ہمارا جام بہر دی آج راح روح پرور سے
سرِ محفل لڑی ہم جاکہین قاتل کی ٹھوکر سے
یقین تو ہی ملا دون پاٹ دہن کا سمندر سے
اوپی تلوار ہی ظاہر ہی یہ قاتل کے تیور سے
بہت گہوا ہمین خنجر نے تیرے چشم جوہر سے
گرایا ئی سی کوئی گہر تو کوئی باد صرصر سے
توانائی ہوئی ظاہر ہمارے جسم لاغر سے
عبث ڈہانکا ہماری قبر کو پہولونکی چادر سے

تحمل اس مصیبت کا بہت اے یاس مشکل ہے
نکل جائیگا دل بر سے چھٹا پہلو جو دلبر سے

دل چھپاتے کسطرح ہم اوس ستمگر سے
کیمیا حاصل ہوئی یہ عشق کی تاثیر سے
جذب کہتے ہین کسی گہر سے چلے آنا کجا
اسقدر کہینچی مشقت پہر نہ کچہ حاصل ہوا
رات بہر مستون کی ہو حق سی نہ چہوٹا واہ وا
سرکشی بیش نہ چ روشن کرچکی یہ اگر
پا گئی بس واسطی تربت کے اک دو گز زمین
وہی کتابون سی سند الفت کی و حجت بہی کی
ہجر تہا قسمت مین کیونکر وصل ہوتا یار کا
الفت شیرین دامین مر گیا سر پہوڑ کر

زور چلتا ہی کسی کا خواہش تقدیر سے
عاشقون کی زرد رنگت ہی فزون اکسیر سے
یار چونکا بھی نہ میرے نالۂ شبگیر سے
کیون نہ اوبلی کوہکن کا خون جوئی شیر سے
صبح کو زاہد اوٹھا اک نعرۂ تکبیر سے
بزم مین سر شمع کا کٹ جائیگا گلگیر سے
مضمونکو بعد مردن یہ ملا تعمیر سے
اونکو قاتل کردیا تحریر سے تقریر سے
سامنی تقدیر کے کیا ہو سکے تدبیر سے
گر گئی قسمت مری فرہاد کی تقدیر سے

طائر تصویر ہو جاتی ہین سنکر چہچہے
بلبلون کی ہوش اڑ جاتی ہین مری تقریر سے

یہان تک معشوقون کی اسی سرمہری بڑہی
تا کہنو بھی کم نہین کچہ خطہ کشمیر سے

ابرو و مژگان سے کتنے دل نشانہ کر دئیے
کمسنی ہی کہیلتے ہین وہ کمان و تیر سے

یار جہنجہلائیگا خط مین دیکہکر مضمون وصل
اک نہ اک آفت بپا ہوگی مری تحریر سے

لخت دل منہ سے گرے جسپر پڑا تیر نظر
لعل اوگلواتا ہی وہ قاتل ہر اک نخچیر سے

اپنی جا پائی نہ پاوہ پہلوے محبوب مین
ہم ذلیل و خوار ہین دل عزت و توقیر سے

کٹ گیا سر شمع کا وہ بزم مین دیکہا کئے
حیف پروانہ نہ لپٹے دوڑ کر گلگیر سے

ضبط الفت مین ہوا ہی اسقدر مجکو سکوت
ہو گئیں لب بستہ زیادہ غنچہ تصویر سے

ہون وہ دیوانہ جو ہو جاتے کسی جا سامنا
شرمگین تصویر مجنون ہو مری تصویر سے

دیکہتا ہون جب نظر آتی ہی اوس بت کی شبیہ
دل مرا کچہ کم نہین آئینہ تصویر سے

ابرو و زلف پریرو نے بنایا ہے اسیر
عمر بہر چہوٹے کہ ہم اس طوق اس زنجیر سے

قید مین بہی سلسلہ جنبان ہی عشق زلف یار
دم گہٹا جاتا ہی میرا نالہ زنجیر سے

دیکہئین تو بہر کسطرح کرتا ہے دیوانگی
باندہ رو مجنون کو مجہ دیوانے کی زنجیر سے

خون ناحق کی مرے تاثیر ہوگی بعد قتل
اشک خون ٹپکینگے چشم جوہر شمشیر سے

ضبط سی قاتل کی چشم سرمگین کب سرخ ہے
بسملونکا خون ٹپکتا ہی دم شمشیر سے

قتل ہو کر پاک دنیا سے اوٹہے تیرے شہید
دہو گئے سارے گنہ آب دم شمشیر سے

کفش کیونکر پاس تربت کی ملی جا جگہ
یاس کی یہ انتہا ہے حضرت شبیر سے

لب تمہارا اور ہے برگ گل تر اور ہے
سنبلستان اور ہے زلف معنبر اور ہے

حال مجنون اور حال یاس مضطر اور ہے
داستان وہ اور ہی غم کا یہ دفتر اور ہے

دل جگر تو ابرو نسی ٹکڑے ٹکڑے کر چکا
قتل کو میری ہی قاتل کوئی خنجر اور ہے

دل بہی حاضر ہے اگر آیا ہے تو بہر شکار
ایک صید بی ترک اودہر بے بال و پر اور ہے

زلف نی دل لیلیا ابرو ہی خواہان جان کا
قتل پر آمادہ میرے اک ستمگر اور ہے

ایک بوسہ کیا ملین ہیہم تو پہر دو تجہے مزا
شہد خالص اور ہے قند مکرر اور ہے

فوج غم کی ہو چڑہائی خوف کچہ اسکا نہین
کشور دل لوٹ لینے والا لشکر اور ہے

تیرہ ہر روئے صاف سے آئینہ کو نسبت کہان
صنع خالق اور ہی صنع سکندر اور ہے

خاکپر سوتا ہون مین وہان فرش مخمل پہ ہی خواب
میرا بستر اور ہے اوس گلکا بستر اور ہے

اسمین تلخی ہے تو اوس سے جانکو ہے تازگی
بادۂ عشق اور راح روح پرور اور ہے

تیر بارہ آیا اودھر نالہ گیا اوسکی طرف
اوسکا قاصد اور ہے میرا پیمبر اور ہے

راستی پر خلد کی حیدر لگا دینگے مجھے
خضر کی پروا نہین کچھ میرا رہبر اور ہے

دونون ابروے یار کے ملکر نہی ہین ذوالفقار
دیکھنا دنیا مین اک تیغ دو پیکر اور ہے

باعث آرام یہ ہے وہ ہے عبرت کا سبب
بستر گل اور ہی پھولون کی چادر اور ہے

لیگیا جب نذر دینے دل سر دربار مین
ہنسکے فرمایا کہ کچھ تجھکو میسر اور ہے

ولولہ دیکھو جو ساقی مجکو دیتا ہی شراب
جام پیکر یہ جھپتا ہون کوئی ساغر اور ہے

دل ہمارا یار کا دشمن کا کیونکر ایک ہو
آہن ہے اور شیشہ اور پتھر اور ہے

حصن غم مین گھر گیا ہے یاس یا مشکلکشا
آسئے اللہ دلکو اک باب خیبر اور ہے

رنج و ملال اونسے جو ہو یہ اک آڑ ہے
تقدیر ہی کا اپنے یہ سارا بگاڑ ہے

ٹلتی نہین یہ سر سے ہمارے کسیطرح
فرقت کی شب ستم ہے بلا ہے پہاڑ ہے

شور جنون ہے جمع ہین دیوانے دشت مین
جنگل بسا ہے شہر دلکی بستی اوجاڑ ہے

ہے روز وصل آنکھہ سے اوجھل شب فراق
اب تل کی اوٹ میری نظر مین پہاڑ ہے

داغ جگر ہے سینہ پہ داغ کا فروغ
روشن ہے جسمین ایک کنول یہ وہ جھاڑ ہے

کیا فوق ہے جو تو قد جانان سے بڑھ گیا
تجھسے سوا بلند تو اے سرو تاڑ ہے

سوز الم سے پھنکتے ہین اوسکے فراق مین
گھر ہے ہمارے واسطے یا کوئی بھاڑ ہے

جب سے وہ ہم بغل ہی نہین لیلی اوسکی یاد
پہلو بسا ہوا ہے مگر گھر اوجاڑ ہے

وہ جھانکتے ہین تیر نظر مجھپہ چلتے ہین
رندہ ہے یا کہ یار کے در کی دراڑ ہے

کیون اسیر لپٹنے سے نہ ٹھنڈا ہو دل مرا
موجین ہین یا پلنگ کی تیرے نواڑ ہے

جب ہو خدا کہ وصل مین تم بھی ہو بیحجاب
منہ پر دوپٹا یار قیامت کی آڑ ہے

جنکی زبان درست نہین وہ کہین غزل
اے یاس فن شعر کی کیسی جھاڑ ہے

دل بیتاب جاکر آہ مین تاثیر ہوتی ہے
جو یون سیماب آتش زدہ ہو تو اکسیر ہوتی ہے

تمہارے روے آتشناک نے وہ نور پایا ہے
خجل جس سے مہ و خورشید کی تنویر ہوتی ہے

ادہر دیکھی بتون کی شکل اور دل ہو گیا مائل
خدا شاہد ہی انکے حسن مین تاثیر ہوتی ہے

محبت اپنی عاشق سے اگر معشوق کرتا ہے
یہی ہے عشق صادق مین الٹی تاثیر ہوتی ہے

جدا جانے پر پرواز کیون بنکر کبوتر لیے ہین
یہ جانا وہ کمین کسکے قتل کی تدبیر ہوتی ہے

لگا لیتا ہے یہ بیٹھے بٹھاے دل حسینون سے
نہین سمجھا بالآخر جب ہوتی دامنگیر ہوتی ہے

کہا کرتا ہون ساری آرزو دین جیسے تن مین لگی
لئے دو رسی کبھی کے کچھ عجب تقریر ہوتی ہے

حقیقت مین اگر دیکھو تو محبت کچھ نہین باقی
کبھی گر آہ کرتا ہون تو لیے تاثیر ہوتی ہے

وہی ہوتا ہے اے دل جو لکھا قسمت کا ہوتا ہے
نہین مٹتی جو تحریر خط تقدیر ہوتی ہے

جنون مین حال پر فرہاد کے مین جبکہ روتا ہون
روان انکھون سے جاری اشک جوے شیر ہوتی ہے

نشان قبر جب وہ آکے ٹہوکر سے مٹاتے ہین
تو اڑ اڑ کر ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہے

بہلجایگا دل آخر کو مجہ شیدا ے گیسو کا
طبیعت آشنائی خانہ زنجیر ہوتی ہے

بتون کو کھینچتا ہے دل مرا اپنی محبت مین
پری زادونکی اس شیشے مین اب تسخیر ہوتی ہے

اونہین منظور بعد مرگ ہے عاشق کی رسوائی
سر بازار میری لاش جو تشہیر ہوتی ہے

قلم سے روشنائی چھوٹ کے کاغذ مین لپٹتی ہے
اگر تاثیر جذب دلکی کچھ تحریر ہوتی ہے

ملائی جاتی ہین شکلین جو عالم کے حسینونکی
مرقع مین نرالی یار کی تصویر ہوتی ہے

خوشی سے سر کا کٹوانا محبت سے نہین خالی
یہ شمع انجمن بھی عاشق گلگیر ہوتی ہے

اگر دیکھا ہے ہجر یار اے دل وصل پھر ہوگا
سنا ہے خواب بد کی نیک ہی تعبیر ہوتی ہے

سزا کی آرزو و تعذیر کی حسرت ہے مدت سے
نہین دیتے ہین دل ہم سے بھی اک تقصیر ہوتی ہے

ترانے سنکے میرے بلبلین گلشن مین کہتی ہین
ہزارونمین نرالی یاس کی تقریر ہوتی ہے

نہین سمجھا کبھی جو عشق کا آزاری ہے
لا دوا جو ہے وہ اے یاس یہ بیماری ہے

عشق گیسو مین مرے کوچ کی تیاری ہے
تیرے بیمار پہ یہ رات بہت بھاری ہے

موت کا دھیان نہین تجکو یہ کیا ہے غفلت
خواب سمجھا ہے جسے تو وہی بیداری ہے

کیون نہ تڑپون ترے ابرو نے کیا ہے بسمل
دلمین جو زخم لگا ہے مرے وہ کاری ہے

صدمۂ ہجر صنم آہ اوٹھاؤن کب تک
اے فلک کونسی یہ طرز ستمگاری ہے

رنج ہر عشق مین داغی جگر و نکو راحت
ستم چرخ یہان مرہم زنگاری ہے

سخت جان ہی تو نہین کیون نہین کٹتی گردن
خنجر ابروئے ترک مری قتل مین کیون عاری ہے

نصف مین سلسلۂ زلف نے پابند کیا
پاؤن کیا اوٹھے کہ زنجیر بہت بھاری ہے

مرا آنا تھا کہ اغیار اوٹھے محفل سے
خوب سمجھا مین یہ سب آپ کی ہشیاری ہے

جاگتے ہی مجھے فرقت مین بسر ہوتی ہے
بخت خفتہ یہ بھلا کیسی بیداری ہے

یاس ہر کوچہ و بازار مین چلاتا ہے
کون لیتا ہے کہان دل کی خریداری ہے

تھکتو ہمین تو نہین وہان رات بسر ہوتی ہے
نالۂ و آہ مین یہان شام سحر ہوتی ہے

گیسو و رخ کے تصور مین بسر ہوتی ہے
شام ہوتی ہے کبھی گاہ سحر ہوتی ہے

ہاتھ آتی ہے نہ محسوس نظر ہوتی ہے
ایسی باریک بھی دنیا مین کمر ہوتی ہے

عشق کیون ہو گیا اوس آئینہ رو کا مجکو
عمر میری اسی حیرت مین بسر ہوتی ہے

عاشقو نسے کوئی پوچھے شب فرقت کا الم
حال کیا قلب کا کیا شکل جگر ہوتی ہے

چاند سی شکل کی دوری نے دکھایا ہے یہ رنگ
جان جاتی ہے شب غم نہ سحر ہوتی ہے

کسی دلبر کی عنایت ہے کسی کی خفگی
میری اوقات اسیطرح بسر ہوتی ہے

جھوم کر ابر برستا ہے تجھے ہے غفلت
دیکھ ہٹتی تری سارے دیدۂ تر ہوتی ہے

بیقراری نے کیا ہے یہ مرا حال افشا
دل دھڑکتا ہے تو لوگون کو خبر ہوتی ہے

دمبدم وصل کی شب ہوش اوڑا دیتے ہین
چھیڑنے کو مرے کہتے ہین سحر ہوتی ہے

زلف کے پیچ مین تم پھنس تو گئے ہو اے یاس
دیکھین کسطرح مہم عشق کی سر ہوتی ہے

کون کہتا ہے گناہون کی جزا ہونیکو ہے
حال اک دم کا نہین معلوم کیا ہونیکو ہے

اوس صنم سے وصل کا وعدہ وفا ہونیکو ہے
آجکی شب مجھے بھی فضل خدا ہونیکو ہے

تا کمر زلف سیہ اونکی رسا ہونے کو ہے ٭
اب سر عشاق پر نازل بلا ہونیکو ہے

یار پھر کانے سے غیرونکے خفا ہونیکو ہے +
عاشق ناشاد پر ناحق جفا ہونے کو ہے ٭

پرزے پرزے ہو جسم کی اصلی قبا ہونیکو ہے
ہستی انسان ہے کیا اکدن فنا ہونیکو ہے

کاروان اشک آنکھون سے روان ہی ہجر مین
دل بھی میرا نالہ کش مثل درا ہونیکو ہے

عشق مین ہمدم صبر بھی ساتھ چھوڑ ہی جاتا ہی
صبر تو رخصت ہوا دل بھی جدا ہونیکو ہے

دست قاتل سے وہ تم ہو جائینگے قتل
فرض جو سر پر ہماری ہے ادا ہونیکو ہے

آج کل اسکا ادا کچھ اور کے سی عادت ہو گئی
عشق گیسو مین مرا دل مبتلا ہونیکو ہے

مشک و عنبر زلف کو بانڈھی ہے ہمارا خیال
دیکھا ہی طبع رسا تجسے خطا ہونیکو ہے

کسی مین مثل یاد تو ملا او بچپن سال
اب جوان ہونیکو ہین جو بن سوا ہونیکو ہے

بحر عالم مین سدا انسان کی ہے شکل حباب
اکدن موج حوادث سے فنا ہونیکو ہے

آ جاتے ہین انمین کچھ چلین فنا رکے
کچھ دنون مین فتنہ محشر بپا ہونیکو ہے

دیکھلو باغ جہان مین چند دن کی ہے بہار
رنگ رخسار چمن اکدن ہوا ہونیکو ہے

آہ عاشق کا دل محبوب تک ہوگا اثر
گوش گل تک نالۂ بلبل رسا ہونیکو ہے

سرمۂ چشم یار کا لائیگی گلشن مین صبا
نرگس بیمار کی بھی اب دوا ہونیکو ہے

چشم تک آئے تھے گیسو اب ہٹاتا ہے وہ شوخ
یاس دیکھو دام سے وحشی رہا ہونیکو ہے

تم جسجگہ ہو یہ دل دیوانہ ساتھ ہے
جس انجمن مین شمع ہے پروانہ ساتھ ہے

گو دل جدا ہے الفت جانانہ ساتھ ہے
اپنے کو چھوڑ بیٹھے ہین بیگانہ ساتھ ہے

جاتا نہین تصور چشم سیاہ یار
ہر دم خیال نرگس مستانہ ساتھ ہے

غنچے صراحیان ہین تو ساغر ہر ایک گل
ساقی چمن مین جائی تو میخانہ ساتھ ہے

مستون کی طرح سمجھتا ہون واعظ کی وعظ کو
ایسا خیال مشرب رندانہ ساتھ ہے

عاشق سے وصل مین بھی نہین جاتی اونکی شرم
لو آج بھی حجاب سا بیگانہ ساتھ ہے

خالی نہین بتون کے تصور سے ایکدم
پہلو مین میرے دل نہین بتخانہ ساتھ ہے

جاتا ہے جسطرف کو تو اے شمع بزم حسن
مہتاب سر بہ صورت پروانہ ساتھ ہے

تجکو اگر بلایا ہے اوس شاہ حسن نے
قاصد بتا تو یہ کوئی پروانہ ساتھ ہے

دیوانگی مین بھی ہے حسینونکی دلمین یاد
جاتا ہون مین جہان یہ پریخانہ ساتھ ہے

آنکھون مین اشک دلمین مے عشق ہے بھری
سیلش وہ ہون کہ شیشہ و پیمانہ ساتھ ہے

جو لوگ اسکے جلسے مین ہین سب وہ مست ہین

فضلِ خدا سے یاسؔ کا رندانہ ساتہہ ہے

ذوقافیتین

راز الفت اوسکی ہی دہونڈہنا دشوار ہے
جو عیان ہی یاسؔ ہی اوسکا بیان بیکار ہے

کیا کہین اپنی پہونچ تا رفتگان دشوار ہے
ناتوان ہین ہمکو گرد کاروان دیوار ہے

میری دلکو آجکل نالونکی عادت ہوگئی
فرقتِ محبوب مین آہ و فغان ہر بار ہے

اور کوئی کام عاشق کا نہین اسکے سوا
نام تیرا ای صنم وردِ زبان ہر بار ہے

زیست کا پہر کیا مزا جب ہجر برسون کا ہوا
زندگی سی اپنی تیرا ناتوان بیزار ہے

بہکی بہکی باتین کرتا ہی ہر اک میخوار سے
نشہ مین کچہ آج خود پیرِ مغان سرشار ہے

زرد ہی نرگس گل بادام کو سکتا سا ہے
چشم جانان دیکہکر سب بوستان بیمار ہے

حال عاشق کا کوئی اوس سی اگر پرسان ہوا
سر جہکا کر یار یہ بولا کہ ہان بیمار ہے

عشق تمسے کیا کیا عالم کی نفرت مول لی
شکل کیسی نام سے سارا جہان بیزار ہے

خوشہ چین لیجائین خرمن سی مرے جنس ہنر
فضل خالق سے مضامین کا یہان انبار ہے

زار گو ہی بلبل اے صیاد پر اللہ رے شوق
دیکہ اوڑ جانی کو سوی بوستان طیار ہے

فتنۂ محشر بپا ہونے لگا ہر گام پر
کیا قیامت کی تری ای نوجوان رفتار ہے

یار کیا آیا بہار آئی شگفتہ دل ہوا
وصل کی شب ہی مرا سارا مکان گلزار ہے

سخت جان ہون تیغ ابرو پہیر ای قاتل لگا
گر تری تلوار کو سنگِ فسان درکار ہے

الفتِ گیسوی جانان کا تحمل ہے محال
کون اوٹہائے سر پہ یہ بارِ گران بیگار ہے

لوٹتی ہین بسمل ای قاتل ترے ہر وار پر
کیا صفائی ہاتہ مین ہی کیا روان تلوار ہے

رہروِ ملک عدم بستر اوٹہاتے جاتے ہین
کوسِ رحلت بج چکا ہی کاروان تیار ہے

اپنا بار اجال اوسکا دل چرا کر لے گئی
کسقدر وہ کاکل عنبر فشان طرار ہے

چاہتا ہون جاؤن چوری سے مکانِ یار مین
دلکو یہ دہڑکا لگا ہی پاسبان بیدار ہے

ایک ہی تلوار مین عاشق کا سر تن سی اوڑا
دست نازک کیا ترا ای نوجوان تیار ہے

قتل کا مژدہ دیا جسکو وہ بسمل ہوگیا
سچ اگر پوچہو تو قاتل کی زبان تلوار ہے

بعد مردن قبر پہ پتہر لگانا ہی فضول
بے نشان خود ہو گئی جب پہر نشان بیکار ہے

کچھ عجب سامان ہے دلکی اسیری کے ہوئے
عشق گیسو سلسلہ آہ و فغان جھنکار ہے

استخوان سینے کے پہونچاتی ہین نالہ تا بلب
ناتوان کی آہ کو بھی نردبان درکار ہے

بیچکر دل لیگیا اک یوسف لقا کو پاس دل
کسلیے سودا یہ بکتا ہے کہان بازار ہے

بہار آئی جنون خیز ایکے پھر وحشت کا سامان ہے
وہی دامنکے پرزے ہین وہی ٹکڑے گریبان ہے

چمن تازہ کھلا ہے لائق گلگشت جانان ہے
ہجوم داغ سے سینہ ہمارا رشک گلستان ہے

تمیز نیک و بد مطلق نہین اسکو محبت مین
ہمارا دل مگر پہلو مین کوئی طفل نادان ہے

کہین گل مسکراتی ہین کہین ہے چشم تر شبنم
کوئی خندان ہے باغ دہر مین اور کوئی گریان ہے

کیا ہے قتل عاشق کو لہو بہتا ہے کہنی سے
بلوری ہین وہ کلائی دیکھو اب شاخ مرجان ہے

ہدف ہوتا ہے عاشق کھینچتا ہے قاتل عالم
کمان کڑکی ہین تکبیر لب سوفار خندان ہے

بہت گھبرا رہا ہے یہ کسیکے پاس جائے گا
ہمارا دل ہمارے پاس کچھ دن اور مہمان ہے

لکھے ہین شعر اس پردہ نشین کے صفحے مین ہمنے
غزل مین شاہد مضمون چراغ زیر دامان ہے

اسیر زلف ہے دل قید الفت سے نچھوٹے گا
دم اسکا کیون نہ گھبرائے بہت تاریک زندان ہے

تمہاری زلف کے سودائی اکدن رنگ لائینگے
بہار آئے تو دو دم مین یہ مجموعہ پریشان ہے

سکھائی ہین اسی ہمنے طریقے عشقبازی کے
جسے کہتے ہین سب مجنون وہ اک طفل دبستان ہے

دیا سر جو اوس قاتلنے اپنی چشم مسکون مین
ہوا ثابت کہ دست مست مین تیغ صفاہان ہے

گری ہے چاندنی غش ہوکے جلوہ دیکھکر تیرا
ترے نقش قدم سے چہرۂ مہتاب حیران ہے

بلائین کیون نہ بھاگین عاشق زلف پریشون
وہ مجنون ہین جنون بھی دیکھکر جسکو گریزان ہے

دکھا دے مصحف رخسار وقت نزع عاشق کو
ترا بیمار الفت چند ساعت اور مہمان ہے

اوٹھانیکی ہوس مین قافیے پریان نکل بیٹے
ہوا دار اے شہ حسن آپکا تخت سلیمان ہے

جسے ابرو مہ نو ہی پہ دل لوگ کہتے ہین
یہ دامن تیرے دیوانی کا ہے اور وہ گریبان ہے

یہ کیسا وصل ہے جسکی الگ لیٹے ہو منہ پھیرے
لپٹ جاؤ گلے گرمی نہین فصل زمستان ہے

ہجوم بیخودی ہے جیسے دیکھین یار کی زلفین
یہ مجموعہ وہ ہے جسکے لیے خاطر پریشان ہے

رقم کرتا ہون جب اوصاف تیغ ناز قاتل کے
صدا دیتا ہے خامہ آج میرے ہاتھ میدان ہے

صریر کلک مین انداز ہے ضیغم کے نعرے کا

نہین میرا قلمدان پاس شیرونکا نیستان ہے

مرجائینگے ہم ہجر کا انجام یہی ہے
عاشق کے لیے موت کا پیغام یہی ہے

ہے گوشۂ عزلت مجھے ہم تیغ کا قاتل
کہتے ہین جسے دار مرا بام یہی ہے

پھر جائے زمانہ جو پھرے آنکھ تمہاری
عاشق کے لیے گردش ایام یہی ہے

ہر وقت بھری رہتی ہے آنکھین مئی الفت
سب دل مین کہتی ہین مرا جام یہی ہے

اللہ ری شرارت کہ وہ دیکر مجھے گالی
پھر پوچھتا ہے مجھسے کہ دشنام یہی ہے

پاس اپنے بٹھالے مجھے وہ بادشہ حسن
مجھکو یہی اعزاز ہے اکرام یہی ہے

لوگون سے لگا کہنے مجھے دیکھکے وہ شوخ
کیون صاحبو وہ عاشق بدنام یہی ہے

پیدا جو ہوئے ہم تو فقط مرنے کی خاطر
واللہ اس آغاز کا انجام یہی ہے

میخانے مین دیکھا جو کوئی جام شکستہ
ہم سمجھے ہمارا دل ناکام یہی ہے

دنیا سے تعلق نہین کچھ ہمکو غرض ہے
پھولین نہ نہین ہمکو نہین کام یہی ہے

آخر کو خرابی ہے محبت مین بتونکی
آغاز تو جو کچھ ہوا انجام یہی ہے

کسطرح مجھے وصل کی امید ہو اوسے
کہتے ہین جسے یاس مرا نام یہی ہے

پہلو مین جو اے یاس وہ گلفام نہین ہے
دل سینے مین ہے پر ہمین آرام نہین ہے

وہ درد ہے دلمین کہ بیان ہو نہین سکتا
بیچین ہین ہمین راحت نہین آرام نہین ہے

پھنس جائیگا یہ بلبل دل زلف رسا مین
صیاد ترے پاس جو گلدام نہین ہے

اچھا نہین کہتا کوئی مجنون ہو کہ فرہاد
عاشق نہین جو عشق مین بدنام نہین ہے

مین نزع مین ہون اور ٹھہر جائیے دم بھر
یہ آپکے جانے کا تو ہنگام نہین ہے

کسطرح چلے آئین وہ عاشق کے مکان تک
حکم اونکی نزاکت کا تو دو گام نہین ہے

اک زلف ادھر ہے اک ادھر مصحف رو کے
اس لام مین شک لائے تو اسلام نہین ہے

مین کہتا ہون دل زلف سے آزاد کرین آپ
فرماتے ہین کچھ بندۂ بے دام نہین ہے

دیتا ہے صراحی کہ مین چلو سے پیون مے
ساقی ترے میخانے مین کیا جام نہین ہے

کہتا ہون مین رخسار کو تیرے مہ کامل
ناقص ہے یہ تشبیہ مگر تام نہین ہے

ہم جو جسے چاہین کہین اے یاس روا ہے

دیوانے پہ کچھ شرع کا الزام نہین ہے

فراق یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہے
شب ہجران تو گھٹتی ہے مصیبت بڑھتی جاتی ہے

عروج حسن ہے انکا محبت بڑھتی جاتی ہے
بہار آتی ہے جوں جوں میری وحشت بڑھتی جاتی ہے

مجھے منظور ہے دم بھر نہ وہ اوجھل ہوں آنکھوں سے
انہین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہے

خدا علم کو وہ مرتبہ بخشتا ہے دنیا مین
جہاں تک صرف ہوتی ہے یہ دولت بڑھتی جاتی ہے

نبھے گی کسطرح انکی طبیعت مین تلون ہے
خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہے

بڑا اندھیر ہے زلفین جو رخ پر لٹک آئین
چھپا جاتا ہے خورشید اور ظلمت بڑھتی جاتی ہے

غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہے
غضب کی جا ہے اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے

ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین وطن سے ہی
غریبوں کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہے

دہن کی شرح مین فکر رسا بھی ان دنوں کم ہے
دقیقہ یہ وہ ہے جسمین کہ دقت بڑھتی جاتی ہے

نباہ اسکا بہت دشوار ہے اب دیکھیے کیا ہو
وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہے

دکھایا یاسؔ کو مشق سخن نے رنگ یہ اپنا
خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہے

مرتا ہون مین جانکاہ جدائی کا الم ہے
وہ اب بھی نہ آئین مجھے غم ہے تو یہ غم ہے

قاتل یہ مرے قتل مین تاخیر ستم ہے
اک ہاتھ ادھر بھی تجھے ابرو کی قسم ہے

کیونکر نہ خدائی مین کرون فخر و مباہات
ہے ناز کی جا آج کی شب وصل صنم ہے

ہونا دہن تنگ کا ہے عین نہ ہونا
ہستی جسے کہتے ہین کمر کی وہ عدم ہے

جھک جھک کے گلے مجھسے ملی ہے جو دم ذبح
قاتل تری تلوار اسی وجہ سے خم ہے

پیری مین جھکا مین تو یہ جوہر کیے پیدا
خم میری کمر کا نہین تلوار کا خم ہے

مرجائینگے دیکھینگے جو موئے خط رخسار
سبزہ ترے گلزار کا عشاق کو سم ہے

پھرتے ہین اطفال جہان ساتھ ہین اسکے
لیلی ترے دیوانے کا کیا جاہ و حشم ہے

دیگا جو کوثر کے مجھے حشر مین ساغر
ساقی مرا فیاض ہے دریائے کرم ہے

سب جسم کی جان ہجر صنم مین نکل آئی
دیدار کی حسرت سی فقط آنکھون مین دم ہے

داغوں کا جو مخزن ہے تو گنجینۂ الفت
دل یاسؔ مرے پاس نہین ایک رقم ہے

شب فرقت مجھے جب وہ پریزاد آتا ہی
دل غمگین تڑپتا لب فریاد آتا ہی

سوئے مقتل جو وہ ترک ستم ایجاد آتا ہی
یہ ہر سو شور ہوتا ہی کہ لو جلاد آتا ہی

تڑپتا دیکھتا ہون مین کہین جو مرغ بسمل کو
دل بیتاب اپنا صاف مجکو یاد آتا ہی

غزل جب بھیجتا ہون لکھکے وصف چشم بدن اوسکو
مرے ہر شعر پہ ہو کر وہ نالسے صاد آتا ہی

نہین تصویر کھنچ سکتی مری خورشید طلعت کی
کبھی مانی خجل ہو کر کبھی بہزاد آتا ہی

تری کوچہ مین وہ بھی ٹھوکرین کھاتا ہی وقا
اوٹھا کر جو کہ ہر سون عشق کی افتاد آتا ہی

وہ نالے سنکے عاشق کے یہ فرماتے ہین لوگونسے
مری در پر یہ کیون کرتا ہوا فریاد آتا ہی

ہر اک کرتا ہے میری پیروی صحرای الفت مین
کبھی مجنون کبھی وامق کبھی فرہاد آتا ہی

چڑھی ہے آستین ابرو پہ بل ہے تیغ کھینچی ہے
بڑے تیور سے میرے قتل کو جلاد آتا ہی

نیا یہ سلسلہ کسکو پہنایا گیسوی جانان کا
لیے زنجیر کسکے واسطے حداد آتا ہی

اوڑاتا خاک صحرا مین جو مین دیوانہ جا نکلا
کہا مجنون نے لیلی سے مرا استاد آتا ہی

مجھے وہ دیکھکر رستے مین فرماتی ہین لوگونسے
ذرا دیکھو ہمارا عاشق ناشاد آتا ہی

فزون ہو جائگا سودا اگر مژگان سے کھٹکی
یہ پیری چھیڑنے کو نشتر فصاد آتا ہی

عدم مین بھی رواج اکثر ہے سودا کا یہ جو سن گل
گریبان چاک سے گلشن ایجاد آتا ہی

نہین اٹکھیلیون کی چال چلتا ہے وہ خوش قامت
ہماری خاک سے کرتا ہوا برباد آتا ہی

مرے دل کی پھنسانیکو وہ زلفین خمیدہ ہو گئین
گرفتاری بلبل کے لیے صیاد آتا ہی

گرفتاری محبت کی اسیری سے بھی زائد ہے
ہر اک گل کو سمجھ بلبل کہ یہ صیاد آتا ہی

کہون کیا ہجر بت مین یاس سے دلگیر گذرتی ہی
دعاے وصل کرتا ہون خدا ہی یاد آتا ہی

دل ملول مرا عاشقی کو کیا جانے
بتون کا عشق ہوا کسطرح خدا جانے

غم فراق کو مین جانون یا خدا جانے
جو میرے دل پہ گذرتی ہے کوئی کیا جانے

جو ملنے اوس سے یہ پوچھا کہ وصل کب ہوگا
تو کہنے لگے کہ کہانی ہے بولے مری بلا جانے

خدا کرے کہ چھٹے سختیون سے دل میرا
بھلا اسی مین ہے وہ بت اسے برا جانے

بشر کے واسطے اک روز فرض ہے مرنا
قضا جو آئے تو اوسکو بھی اک ادا جانے

کسی طرح تو مجھے سرخرو کرے الفت
خدا کرے کہ وہ مرے خون کو حنا جانے

نہ دلنشین ہوئی تو دل جو جانسے اوس ستمگر سے
وہ باوفا مجھے جانے کہ بیوفا جانے

فراق میں ملتا ہے وصل دلبر کا
سوا مرے کوئی اس غم کا کیا مزا جانے

مرے نصیبون کی للہ دیکھنا خوبی
مین اوسکا شکر کرون وہ ستم کلا جانے

جہان مین نہیں کا کیا اعتبار اے غافل
یہ چاہیے کہ اسے عاریت سرا جانے

ہی محبت حیدر سے مست ہون ای یاس
یہ نشہ مجھکو ہوا کسطرح خدا جانے +

کیا گرفتار ہون پر ایسی قید ہے صیاد کی
ہین قفس مین کہ وہ تیلیان فولاد کی

اوسکے کوچہ سے اوڑا کے لے گئی بیداد کی
اے صبا تو نے ہماری خاک کیون برباد کی

چپ ہون کیونکہ یہ مین بیداد پر صیاد کی
بلبل تصویر ہون عادت نہین فریاد کی

تشنہ جام شہادت ہمسے پیاسے رہگئے
کسقدر پیاسی ہے یہ تلوار ہے جلاد کی

فصل گل ہی مین یہ پہناتا ہے مجھکو بیڑیان
مجھسے یہ کڑیان نہ اوٹھینگی کبھی حداد کی

جسجگہ دیکھا اوجاڑا آشیان انسے مرا
باغبان مین ہوگئی خو اجکل صیاد کی

روز رکھتا ہے قفس مین لاکے گلہائے چمن
رہتی ہے مجپر عنایت اندنون صیاد کی

نالۂ عاشق نے اتنا تو اثر پیدا کیا
رہگئی دل تھام کر وہ سنکے جب فریاد کی

باغ مین ہوگا خرامان جبکہ وہ سرو سہی
خاک مین ملجائیگی یہ قد کشی شمشاد کی

سیکڑون تدبیرین کرتا ہے جلانے کی مری
کیجئے کس سے شکایت اوس ستم ایجاد کی

سنکے شیرین کی خبر سر پھوڑ کر وہ مرگیا
جان شیرین مفت ضایع ہوگئی فرہاد کی

اوسنے کی صحرا نوردی یہ پہاڑون مین رہا
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ ہے فرہاد کی

لاکھ ضبط نالہ کرتا ہون مگر رکتا نہین
کیا کرون مین مجھکو عادت ہوگئی فریاد کی

یاس پر رنج والم ہے یا علیؑ جلد آیئے
کیجئے اسکی مدد ہے یہ گھڑی امداد کی

شرم انجانے سے بہاگے چمن سے دور رہے
ہر ایک بزم سے ہر انجمن سے دور رہے

وطن مین اپنے رہے یا وطن سے دور رہے
کہان رہے جو تری انجمن سے دور رہے

نہ پائے جا وہ تری بزم مین جو عاشق ہو
ہزار حیف کہ بلبل چمن سے دور رہے

ادہر بھی لائی کو ہے بوئے زلف یار صبا
ذرا یہ مشک سے کہدو ختن سے دور رہے

تری ہی کوچے مین عاشق رہے تو بہتر ہے
نہ آشیانہ بلبل چمن سے دور رہے

نہ نکلنی خط تری رخ پر تو ہو عجیب بہار — یہ خارزار جو سیب ذقن سی دور رہے
پکارتا ہے یہ فصل بہار مین صیاد — اسیرین خیر ہی بلبل چمن سی دور رہے
خدا کے فضل سے عشق صنم ہوا ہمین — ہزار شکر کہ رنج و محن سی دور رہے
تمہاری چشم کی شوخی کبھی نہ جائیگی — یہ کسطرح ہو کہ وحشت ہرن سی دور رہے
نہ بعد مرگ بھی مجکو رہی کسی سے غبار — مرے کریم یہ دھبا کفن سی دور رہے
وہ آدمی نہین جسکا و مذاق شعر نہین — وہ بیخبر ہی جو اہل سخن سی دور رہے

تہلسی تجھے الفت گیسو مین بچکی ای یاس
خدا کے فضل سی قید رسن سی دور رہے

ہین پیش نظر ابرو دلبر کئی دن سے — آنکھون مین پھرا کرتے ہین خنجر کئی دن سے
ہی یاد تری زلف معنبر کئی دن سے — رہتی ہی بلا یہ مرے سر پر کئی دن سے
ہی یاد مری اوسکو مقرر کئی دن سے — ہچکی مجھے آتی ہے برابر کئی دن سے
گر یاد خدا ہے تو کبھی ذکر بتون کا — جھگڑے مین پڑا ہی دل مضطر کئی دن سے
بے قتل کیئے مجکو نچھوڑے گا وہ خنجر — ہی تاک مین ابروئے ستمگر کئی دن سے
سودا کسی گیسو کا مجھے ہوگا مقرر — دل کو خفقان رہتا ہی شب بھر کئی دن سے
آنکھون مین مری تیرہ و تاریک جہان ہے — دیکھا جو نہین وہ رخ انور کئی دن سے
ہی رقص کا شوق آجکل اوس شاہد ہی کو — رہتا ہی بپا فتنۂ محشر کئی دن سے
دوری ہی جو اوس آئنہ رخسار سے مجکو — رہتا ہی دل صاف مکدر کئی دن سے
یاد رخ و گیسو مین دل صاف ہی اپنا — حیران و پریشان و مکدر کئی دن سے
غل ہی کہ کسی عاشق بیکس نے قضا کی — ماتم ہی مرے مرنے کا گھر گھر کئی دن سے
فرقت ہے جو اوس ساقی گلفام سی مجکو — آنکھون کے چھلکتی ہین ساغر کئی دن سے
مشتاق ہی دل کوچۂ گیسوئے صنم کا — ظلمات کا جویا ہی سکندر کئی دن سے

ای یاس جنون ہے مجھے مژگان صنم کا
ڈوبا ہی مرے دلمین یہ نشتر کئی دن سے

اول عشق نے دکھلائے یہ انجام مجھے — قیس کی طرح کیا خلق مین بدنام مجھے
رنج دیتا ہے وہ گلرو سحر و شام مجھے — مفت اس دل نے کیا مورد آلام مجھے

عشق گیسوی صنم مین ہوا سرسام مجھے
یاس شدت ہوئی سودیکی سر شام مجھے

سیر گلشن مین جو بہا نرگسی انکہونکا خیال
چشم اعمی نظر آیا گل بادام مجھے

فصل گل آئی ہے آباد رہے میخانہ
ساقیا دیجیے گلرنگ کا اک جام مجھے

عشق اک قاتل عالم کا ہوا ای نصیب
دوستو آگیا لو موت کا پیغام مجھے

برج مہتاب ہے ای رشک قمر مہتابی
بام گردون نظر آتا ہے ترا بام مجھے

دل دکہا دیتا ہے کیفیت عالم مجھکو
لگیا بخت سے جمشید کا یہ جام مجھے

زلف کے ذکر مین یاد آئی صباح رخ کی
وہیان اس صبح کا آیا ہے سر شام مجھے

دن جو فرقت کا ڈہلا تیرہ ہوا حال مرا
لوگ کہنے لگے خورشید لب بام مجھے

یاس کہنے لگا مجنون کوئی فرہاد کوئی
یون کیا الفت محبوب نے بدنام مجھے

توجہ اونکی جو عشاق پر نہین نہ سہی
خدا کا خوف بتون کو اگر نہین نہ سہی

فراق یار مین گر چشم تر نہین نہ سہی
ہماری نخل تمنا مین ثمر نہین نہ سہی

بڑی بہلی شب فرقت گذر ہی جائیگی
ہمارے حال کی اونکو خبر نہین نہ سہی

فراق مین یہ اکیلا ہی دل لگی کو بہت
جو ساتھ اشک کی لخت جگر نہین نہ سہی

دہن تو باتو نسے ظاہر ہو بوسہ لینے کو
کمر جو آپکی پیش نظر نہین نہ سہی

اونہون نے پھیر دیا دل ہم اور کو دینگے
یہ نذر اونکو جو مد نظر نہین نہ سہی

قفس سے چہوڑ دے صیاد فصل گل آئی
پہونچ ہی جائینگے تا باغ پر نہین نہ سہی

کسیکی سانولی صورت سے دل لگا لینگے
کوئی حسین جو رشک قمر نہین نہ سہی

بگڑکے مجھسے چلو یار ہی کے پاس رہے
ادہر تو ہو جو مرا دل ادہر نہین نہ سہی

عبث نظر مین عزیزونکی مین کہٹکتا ہون
لحد تو ہے جو یہان میرا گھر نہین نہ سہی

یہ دل تو روز غرض سے لوٹتا ہے جاجاکر
جو بزم یار مین اپنا گذر نہین نہ سہی

تصور لب و دندان یار رہتا ہے
ہمارے پاس جو لعل و گہر نہین نہ سہی

نسیم ہے مری تربت پر آہین بھرنے کو
جو دل جلانے کو شمع سحر نہین نہ سہی

ہمارا دل تو بہلتا ہے شعر گوئی سے
جو اس زمانے مین قدر ہنر نہین نہ سہی

اونہین یہان کشش عشق کہینچ لائیگی

جو مری آہ مین اے یاس اثر نہین نہ سہی

یاس تم روٹھے تو اوسکی دل لگی ہو جائیگی
راز کہلجائیگا الفت سبکی ہی ہو جائیگی

حشر تو سکنا او کر ہوگا دلگی ہو جائیگی
ہجر مین ہمدم ہماری بیکسی ہو جائیگی

اے مسیحا شربت دیدار ہے میری دوا
تو جو آئیگا تو میری زندگی ہو جائیگی

عشق مین ناصح بہی واعظ بہی کرینگے دشمنی
یہ جگہ وہ ہے کہ نیکون مین بدی ہو جائیگی

ذکر اگر آجائیگا تیری قبائے تنگ کا
چاک گلشن مین ہر اک گل کی کلی ہو جائیگی

وصل مین عاشق پہ بہی کہلجائیگا راز کمر
جو چہپی ہے بات وہ اکدن کہلی ہو جائیگی

ہچکیان آئین جو فرقت مین سنبہلجائیگا دل
یاد دلبر سے طبیعت کو خوشی ہو جائیگی

مہربان ہے یار تو قابو مین ہے دل بہی مرا
وہ نگہ پہیریگا مجھکو بیخودی ہو جائیگی

آپ ہم پہر کو چلے آئین اگر کیا بات ہے
رنج ہوگا غیر کو میری خوشی ہو جائیگی

خشکی زاہد بہی مٹجائیگی آمد ہے بہار
دیکہنا یہ شاخ بہی اکدن ہری ہو جائیگی

میکشون نے اب تو شیشے مین اتارا ہے اسے
رفتہ رفتہ دختر رز بہی پری ہو جائیگی

یار کے جوڑے سے وابستہ ہین اک عالم کے دل
زلف اگر بکہری جہان مین برہمی ہو جائیگی

وقت بد مین چاہیے ہمراز ہو کوئی شریک
ہجر مین داغ جگر سے دلدہی ہو جائیگی

میرے گہر آئیگا اوسکا عزم بہی ہوگا اگر
راہزن میری مقدر کی بدی ہو جائیگی

دیکہنا صیاد خون اسکا دکہائیگا بہار
برگ گل بلبل کی گردن پر چہری ہو جائیگی

مہربان ہین وہ اگر کہنا نہ اسکا اعتبار
یاس یہ بہی چار دن کی چاندنی ہو جائیگی

دل نے رخ محبوب کی تصویر دکہائی
اس آئینے نے یار کی تصویر دکہائی

اون گیسوون کے عشق نے زنجیر دکہائی
سودائیون نے قید کی تدبیر دکہائی

کہتے ہین رضا جوئی اسے عشق بہی ہے
سر جہک گیا قاتل نے جو شمشیر دکہائی

سودے نے ٹہرنے نہ دیا ایک جگہ پر
وحشت نے مری گردش تقدیر دکہائی

پاتا ہون تصور مین بہی مہر اوسکا مین تاک
ہر روز نئی اک مجھے تصویر دکہائی

گل بوٹے مضامین کے جو شعرون مین لگائے
بلبل نے یہ رنگینی تحریر دکہائی

پامال جوانون کو جو کرتا ہے ظالم
دنیا نہین کیا اسے فلک پیر دکہائی

پہلے وہ کسی اور ہی کا سمجھا تہا قاصد
آزردہ ہوا جب مری تحریر کہائی
دل لیگیا پہلے کسی مہرو کی گلی مین
پہر آنکہ نے اک نور کی تصویر کہائی
بے نامہ و پیغام وہ خود آج چلے آئے
کچہ دل کی کشش نے مجہے تاثیر دکہائی
کب وصل مین سویا ہون جو اب ہجر مین جاگون
کیون آنکہ مجہے اے فلک پیر دکہائی

خجالت مین لکہے چند جو اشعار یہ تو نے
اے یاس مگر خوبی تحریر دکہائی

یاس یہ آزار الفت کی نشانی رہگئی
جسم سے جب سے لپٹکر ناتوانی رہگئی
دیکہنا ہونگے تو اضع طاقت و صبر و قرار
چند دن دلمین جو غم کی میہمانی رہگئی
عاشقون کو خوب ترسایا یہ وہ اپنا یا چال
کچہ دنون ہو بت تری بہی لن ترانی رہگئی
صورت تصویر ہون خاموش گویائی نہین
میرے حصے کی جہان مین بےزبانی رہگئی
کہو چکے عشق بتان مین طاقت و تاب و توان
اب ہماری یاس کہنے کو جوانی رہگئی
بنکے جوہر خون لپٹا دامن شمشیر مین
یاس قاتل کے ہماری یہ نشانی رہگئی
باغبان نے پہول توڑے جہولیان بہربہر کے جب
کیا پہڑک کر عندلیب بوستانی رہگئی
آنسوؤنکا تار بندہتے ہی بڑہا سودا اے زلف
دل تو خالی ہوگیا سر مین گرانی رہگئی
وصل مین بہی ہر گہڑی رہتا ہے دہڑکا ہجر کا
بنکے غم دلمین ہمارے شادمانی رہگئی
ساقیا یہ کیا جہلکے کچہ لوگ کچہ محروم ہین
آکے دور ہی مین شراب ارغوانی رہگئی
دیکہنے ہی کو کبہی آجائے شاید وہ مسیح
اس بہروسے پہ ہماری زندگانی رہگئی
گہلتے گہلتے عشق کے آزار مین مرجائینگے
چند دن کی اب ہماری زندگانی رہگئی
ہجر کا سامان ہوا تہا پر خدا نے خیر کی
آتے آتے یہ بلائے ناگہانی رہگئی

گالیونکے تار بندہ جاتے ہین کس بات پہ
یاس معشوقون کی اب یہ خوشبیانی رہگئی

کچہ ہین تباہ عشق مین کچہ مر کے گڑ گئے
آباد کتنے گہر ہوئے کتنے اوجڑ گئے
کیا تفرقے یہ اے فلک پیر پڑ گئے
وہ ہمسے روٹہہ بیٹہے ہم اونسے بچہڑ گئے
وہ بیخودی سے باغمین لپٹا جو سرو سے
ہم دیکہکر یہ حال خجالت سے گڑ گئے
شاید خیال غیر کا بہڑکا گیا ادسے
خلوت مین بہی جو یار کے تیور بگڑ گئے

ٹھہرنے سے قد کے ہوگئی عقل ساری سرو
جو شعبدہ نظر پڑا جو کوئی اور اکڑ گئے

روز ازل نہ ایک بھی پہونچا عشق میں
ہم اونسے دل لگا کے مصیبت میں پڑ گئے

کیا تاب و ید کو حضرت دل سنتے ہی نہیں
جتنا بنایا انکو یہ اونتے بگڑ گئے

مرجھائے پھول ٹوٹ گئے بلبلوں کے پر
فصل خزاں کی آ گئی گلشن اوجڑ گئے

دل ہی نیا جگر بھی اب اک جان رہ گئی
ویرانیوں میں یار کی ہم تو اوجڑ گئے

کیا اتنے دنوں حضور سے تنہا ہمیں خفا
ہمسے نصیب ہی تو ہمارے بگڑ گئے

اک سخت جان ہیں تھی کہ زندہ ہیں اب تلک
کوچے میں تیرے ایڑیاں کتنے رگڑ گئے

ہم اپنے دل کو آپ پھنساتے نہ زلف میں
تقدیر کا تھا یہ کہ جو یہ پیچ پڑ گئے

ثابت قدم ہیں ہم رہے میدان عشق میں
اس معرکے سے پاؤں عدو کے اوکھڑ گئے

دیکھو ہمیں کہ ظلم تمہارا ہو اٹھاتے ہیں
تم اک ذرا سی بات پہ ہمسے بگڑ گئے

بلبل کے حق میں ٹھہری بربادی چمن
دنیا ہوئی اوجاڑ جو دو پھول جھڑ گئے

وہ منہ چڑھا رہے ہیں تو میں کہہ رہا ہوں پاس
افسوس کیسے لوگوں کے چہرے بگڑ گئے

موت کا پیغام ہے ہمکو لڑائی آپ کی
جسم و جان میں فرق کر دیگی جدائی آپکی

کیجئے سامان رخصت لیجئے جلدی خبر
ہجر کے صدموں نے مارا ہے دہائی آپکی

بے گنہ مارا مجھے اور پھر نہیں پروا ذرا
بل نہیں ابرو پہ اللہ رے صفائی آپکی

چوڑیوں کے ساتھ پہنی ہیں جڑاؤ پٹڑیاں
کیا بھلی معلوم ہوتی ہے کلائی آپ کی

ہر اشارے میں دراتی عاشقوں کے دلمیں تیر
خون بھرا پیکان ہے انگشت حنائی آپکی

رکھیے زلفوں میں پھنساکر نہ پہلو میں جگہ
حضرت دل کیوں یہی تھی ہے رسائی آپکی

دیکھئے دنیا میں جسکو آپکا عاشق وہ ہے
اے صنم اب ہو گئی ساری خدائی آپکی

پائیچے ہاتھوں میں لیکر یوں نہ چلئے ناز سے
دیکھئے بیکل ہو جائے کلائی آپکی

وردیاں خو کا ادائی کی بنی ہیں اسے ہم
چادر مہتاب ہے گویا دلائی آپکی

ہر حسین میں اک نیا جلوہ نظر آیا مجھے
دیکھتا ہوں ہر جگہ قدرت نمائی آپکی

آج کی شب غیر کے پہلو میں بیشک آپ تھے
دل نے مجھکو یہ خبر ساری سنائی آپکی

آفتاب حشر کو دیکھا جو سینے حشر میں
یاد آئی صاف وہ رنگت طلائی آپکی

عاشقوں کو قتل کرکے مجھسے قاتل نے کہا
آئی سر نہ تجھ پے اب باری آپ کی

آپکو پہلے پہل دیکھا کیا دل پیشکش
اس سے بڑھکر اور کیا دین رونمائی آپکی

سیدہے ہوجاینگے عاشق دیکھکر ترچھی نظر
دل نکالیگی ہر اک کا کج ادائی آپکی

دیکھتے ہی اوس حسین کی کیون نہ خود رفتہ ہوئے
یاس کیا اب امان ہے پارسائی آپکی

اے پری رہنے کو تیرے شیشہ دل چاہیے
ایسی لیلی کے لیے ایسا ہی محمل چاہیے

صبح سے تا شام ہے رقص بسمل چاہیے
روز یہ جلسہ تری کوچے مین قاتل چاہیے

تیغ ابرو نے سراپا مجھکو زخمی کردیا
نوشدارو لب جان بخش قاتل چاہیے

امتحان قاتل کرے رکھ دینگے زیر تیغ سر
کھیلنا جانے کیا بات ہے دل چاہیے

ناگہاں جب دونوں پلکین تھم گیا طوفان اشک
ایسے دریا کے لیے ایسا ہی ساحل چاہیے

زندگی سے ہاتھ دہو کر ہو کسی پر شیفتہ
عشقبازی سہل ہے کچھ اسکو بھی دل چاہیے

سیکڑوں معشوق نکلے ہوں لیے داغ اے رشک ماہ
تیری الفت کے لیے ایسا ہی کامل چاہیے

ساتھ نعش قیس کے دیوانگان عشق ہوں
گریہ و شیون کی جا شور سلاسل چاہیے

جوشش سودا سے تن مین اوٹھتا ہے ابلہ
چھیڑنے کو نشتر مژگان قاتل چاہیے

میرے دلمین ہو تصور صحف رخ کا ترے
ایسے قرآن کے لیے ایسی ہی منزل چاہیے

ہم کرینگے آہ وہ دوڑینگے دل پکڑے ہوئے
اونسے ملنا بات کیا ہے جذبۂ دل چاہیے

یا علی کہہ یاس جب کوئی مہم درپیش ہو
نام حضرت کا زبان پر وقت مشکل چاہیے

یاس کو جب کثرت عصیاں پہ رقت آگئی
عیب پوشی کے لیے خالق کی رحمت آگئی

دلمین الفت کا مزا ہی بس طبیعت آگئی
سامنے جس وقت کوئی اچھی صورت آگئی

عشق چشم سرمگین سے جب ہوئے زار و نحیف
بوسہ سیب ذقن سے دلمین طاقت آگئی

عشق مین صدمے ہین ایذا ہے الم ہے رنج ہے
آگیا جب دل کسی پر اک قیامت آگئی

کردیا پامال سبزے کی طرح اوس شوخ نے
پاؤن کے نیچے اگر عاشق کی تربت آگئی

ملتے دلمین ہمارے کیسی ہی رنجش ہوئی
جب گلے سے آلگے وہ لپٹے محبت آگئی

شہر مین جسدم وہ خوش قامت خرامان ہوگیا
عاشقون پر اک قیامت سی قیامت آگئی

بولے وہ جھنجلا کے مینے بوسۂ رخ جب لیا
اسقدر گستاخیان کچھ تیری شامت آگئی

لے بلائین میرے گھر وہ بادشاہِ حسن آئے
یہ مثل سچ ہو گئی گھر بیٹھے دولت آگئی

دیکھکر زلف پریشان ہمکو سودا ہو گیا
آنکھ ملتے ہی کسی سے دلمین وحشت آگئی

مر رہو جو ہین اک ذرا سی بات پر اونکو بہت
غیر سے وہ ہنسکے بولے ہمکو غیرت آگئی

لیلی و مجنون کی تصویرین ہمین دیکھین جو ساتھ
یاد ہمکو اونکی صورت اپنی سیرت آگئی

ہو گیا تصویر گریہ مین فراق یار سے
جسنے دیکھی میری صورت اوسکو رقت آگئی

ساری دنیا ہو گئی ویران ہماری سامنے
یاد اے رشک پری جب تیری صحبت آگئی

ہجر مین دلکا تڑپنا ہمیہ تھا گویا عذاب
ایسے ضعف سے چھٹی مرنے سے راحت آگئی

خون میرا ملکے قاتل نے کہا ہر ایک سے
خوب میری ہاتھ مین مہندی کی رنگت آگئی

پہلے تو روئی مری تربت پہ پھر چپ ہو گئے
یاد اونکو اپنے عاشق کی وصیت آگئی

گھر سے جب اسکو نکالا گردش افلاک نے
ساتھ دینے کو تری وحشی کا غربت آگئی

دفن کرکے جب مجھے احباب سب جانے لگے
پاسبانی قبر کی کرنے کو حسرت آگئی

جھوٹ سچ کے یار جو کرنے لگا مجھسے گلے
یاس پھر میری زبانپر بھی شکایت آگئی

یہ چاہیے تھا سبکبار یونہی ہم گذر کرتے
مثال بوئے گل اس باغ سے سفر کرتے

جو کچھ دلون بھی توجہ یہ بت ادہر کرتے
تو اپنی عمر تعیش مین ہم بسر کرتے

تڑپ تڑپ کے ضرور آپ بھی بسر کرتے
ہمارے نالۂ دلکش جو کچھ اثر کرتے

یقین تھا کہ جہنم بھی سرد ہو جاتا
ہم اشک شرم سے دامن جو اپنا تر کرتے

کوئی کسیکا برے وقت مین شریک نہین
پڑی تھی نالون کو کیا جو انہین خبر کرتے

اوٹھ آئے بزم سے سنکر رقیب کی باتین
تمہاری خیر نہ تھی اسمین ہم جو شر کرتے

یقین ہے کہ عدم کا نشان ملجاتا
جو لوگ میرے تن زار پہ نظر کرتے

صراط بال سے باریک ہے یہ سنتے ہین
پڑی تھی کیا ہمین جو الفت کمر کرتے

وہ رشکِ بدر کسی شب اگر یہان آتا
تو منہ ہی دیکھکے اے یاس ہم سحر کرتے

ہوا تھا خلق یہ کونین کی بنیاد سے پہلے
بنا نور محمد عالم ایجاد سے پہلے

اولجھتی تہی طبیعت ہجر مین فریاد سے پہلے
خفا رہتے تھے ہم اپنے دل ناشاد سے پہلے

نہ ان جھگڑون مین پڑ باز آ محبت سے حسینون کی
یہی کہتے تھے ہم اپنے دل ناشاد سے پہلے

خبر پائی جو اپنے قتل کی دہشت سے دم نکلا
مری موت آئی استقبال کو جلاد سے پہلے

وہ عاشق ہو نہین قاتل امتحان کا نام پھر لینا
مرا سر کاٹ لے تو خنجر فولاد سے پہلے

کیا تھا قصد نالے کا کہ وہ بت خود چلا آیا
اثر تھا ہمین یہان پیدا ہوا فریاد سے پہلے

تمہاری جو قسمت مین ہوتی کیون مین پہنچاتا
مری تقدیر تھی اس تاک مین صیاد سے پہلے

محبت مین گلو نکلی گریہ و شیون سے کیا پایا
کوئی پوچھے تو اتنا بلبل ناشاد سے پہلے

مجازی سے حقیقت تک پہنچ جاتی ہین آخر کو
بتون کی یاد ہوتی ہے خدا کی یاد سے پہلے

بلا مین پڑتی ہین معشوق بھی مانند عاشق کے
گرے تھے چاہ مین یوسف مری افتاد سے پہلے

جنون ہوگا مجھے پھر آمد فصل بہاری ہے
گھڑا اب بیڑیان و مری کہو حداد سے پہلے

اوٹھائین ظلم کیا عشاق تو راحت کی خوگر ہین
کیے لطف و کرم کیون اے تو بیداد سے پہلے

یہ تھا لطف محبت عشق صادق کی یہ معنی تھے
سر اپنا پھوڑنا شیرین پہ تھا فرہاد سے پہلے

رہا کیا لطف جب ہم یار کو جا کر منا لائے
مزا تھا خود وہ آتا عاشق ناشاد سے پہلے

لڑکپن مین غضب وہ سرو قد کی شوخ یان ہین
لپٹتا آ ہی جاکر باغ مین شمشاد سے پہلے

ہمارا ذکر وہان ہونے کو ہے دیدی خبر دل نے
ہمین آنے لگی ہچکی کسی کی یاد سے پہلے

سراپا لکھ کے غزلون مین دکھایا اہل محفل کو
تری تصویر کھینچی یاس نے بہزاد سے پہلے

رفیق ہو کے رہی بعد مرگ بھی اپنی
بنی چراغ لحد یاس بیکسی اپنی

نئی طرح تری فرقت مین جی بہلتا ہے
جگر تڑپتا ہے ہوتی ہے دل لگی اپنی

طریق معرفت یار کوئی کیا جانے
کریگا خود دل گم گشتہ رہبری اپنی

جو آج رہ گئے کل جائینگے عدم کی طرف
لگی ہوئی ہے جہان مین رواروی اپنی

جگر کے داغ جو چمکے ہمین عرق آیا
خواص ہوپ کا رکھتی ہے روشنی اپنی

دکھا کے ابروے خمدار کیا ڈراتا ہے
گلے پہ پھیر دے قاتل ابھی چھری اپنی

گلے سے آپ وہ لپٹینگے ہم جو چھیڑینگے
کریگی وصل مین مست اونکو بیخودی اپنی

ہم اب کی مر ہی چکے تھے فراق دلبر مین
کہو کہ بچ گئے باقی تھی زندگی اپنی

ہماری چاہنے سے اور بھی ہوئے مائل
او نہیں بنا گئی معشوق عاشقی اپنی

وہ گھبرا گئے اتنا اثر بھی کافی ہے
یہی تڑپنے سے دلکی مراد تھی اپنی

نہ وصل یار ہوا ہجر ہی مین عمر کٹی
ہوئی نہ چار گھڑی بھی کبھی خوشی اپنی

اسی طریق پہ تھے قیس و وامق و فرہاد
یہ راہ عشق مین کرلے تو پیروی اپنی

ہم اپنی بات کرینگے جو ضد پہ آئینگے
وہ کیا دکھائینگے ہمکو ہٹا بھی اپنی

سحر کے ہوتے ہی یہ وصل مین تڑپتا ہے
سمجھتے ہین دل بیتاب کو گھڑی اپنی

شراب پی چکے اب میکدے سے جاتے ہین
سلام ستون کو ساقی کو بندگی اپنی

تڑپکے نالے نہ کھینچین تو آہین وہ کیونکر
اثر کرین جو نہ آہین تو ہے کمی اپنی

وہ غم نصیب ہین ہنستے ہی ہم لہو روئے
دہان زخم کے مانند ہے ہنسی اپنی

لگائے دل جو کسی سے یہی ہے اوسکی سزا
یہ شور کرتی ہے تربت پہ بیکسی اپنی

خدا کا شکر ہوا ہی پاس وہ ہوئی قائل
ہر اک سے کہتے ہین نیکی تری بدی اپنی

یاد سب کیفیت دور شباب آجائیگی
سامنے جب عہد پیری مین شراب آجائیگی

چوم لونگا خط شگون کو قسم قرآن کی
سامنے جسوقت اوس رخ کی کتاب آجائیگی

مین یہ سمجھونگا کہ جلتا ہے دل فرقت زدہ
وقت مے نوشی اگر بوئے کباب آجائیگی

تیغ ابرو سے نہ ہرگز قتل ہونے پائینگے
عاشقان زار کی آڑے نقاب آجائیگی

یاد آجائیگی میری خود بلا لیگا مجھے
کوئی ہچکی یار کو گر وقت خواب آجائیگی

پانی پانی شرم سے ہوجائیگا ابر بہار
جوش پر جسدم مری چشم پر آب آجائیگی

ہے یقین اے شیخ تو کچھ اور بھی لائیگا رنگ
ریش پر تیری جو سرخی خضاب آجائیگی

دیکھنا زلفونکے پھندے مین جو تو پڑ جائیگا
تیری شامت او دل خانہ خراب آجائیگی

ملکے گیسوئے معنبر سے اگر آئی صبا
تیری سودائی کو بوئے مشک ناب آجائیگی

میری چشم اشکفشان نے لیا جسدن خراج
سب تری دولت زمین مین اے سحاب آجائیگی

سمجھینگے عاشق کہ دیکھا آفتاب حشر کو
سامنے جب وہ جبین پر عتاب آجائیگی

ہم یہ سمجھینگے کہ شیشے مین تری ہے پری
سامنے جسوقت بوتل مین شراب آجائیگی

دل جو ٹوٹیگا خیال یار تڑپائیگا اور
خاک تسکین مجکو وقت اضطراب آجائیگی

سرخرو آپنے ہین شہیدو تمکو عاشق مرکبھی
میری خون سی خنجر قاتل پہ آب آجائیگی

جسم خاکی پر مرے کیا قبر مین ہوگا فشار
جب مدد کو پاس روح بوتراب آجائیگی

وحشت الفت گیسوی رسا کیا کم تھی
تیرے دیوانی کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی

شب مین وصل کی کیون یار سے کرتا جا کر
کھینچ لانے کو مری آہ رسا کیا کم تھی

اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی ہے
قید کرنے کو تری زلف دوتا کیا کم تھی

چاندنی کی مین شب وصل ہوس کیا کرتا
تیری تنویر رخ اے ماہ لقا کیا کم تھی

بادپا پر جو سوار آگئے ہین وہ سوی مزار
خاک عاشق کی اڑانی کو ہوا کیا کم تھی

قتل مین میرے ہوا ناز بھی اگرچہ شریک
ایک قتال جہان اونکی ادا کیا کم تھی

بیچ مین آ کے نسیم اور ور انداز ہوئی
رنگ بلبل کے اڑانی کو صبا کیا کم تھی

چشم فتان مین جو قاتل نے دیا ہے سرمہ
خون عاشق کے بہانے کو حنا کیا کم تھی

ذبح کرنے کے واسطے کیون آپ نے خنجر کھینچا
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی

کس لیے ہجر مین ہین سیر چمن کو جاتا ہے
داغہائے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی

وصل کا اک ادب عشق ہی مانع نہ ہوا
باز اس امر سے رکھنے کو حیا کیا کم تھی

ساقیا مے کے جو دو جام پلائے مجکو
ایک تیری نگہ ہوش ربا کیا کم تھی

کوچۂ یار مین لائی کشش عشق مجھے
ورنہ عالم مین مری رہنے کو جا کیا کم تھی

مست پہلے ہی سے ہین مری ہوس کیا ہے ہمین
نشہ کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی

کیون بھری آ کے مری سر مین ہوا سودے کی
چاک ہونے کو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

اپنی رحمت سے گنہ یاس کو بخشا دیئے
عدل کرتا تو اگر ایک خطا کیا کم تھی

بزم مین ہم جو پھری اونکی نظر دیکھینگے
اپنے نالون کا پھر اوسوقت اثر دیکھینگے

پاؤن اپنا رہ الفت مین بھی دہر دیکھینگے
زندگی ہے تو ہم ایک دو پہ مرد دیکھینگے

ہونگے دو چار کو دل تیر نظر سے زخمی
وہ جو ہر بار ادہر اور ادہر دیکھینگے

آپ کے دلمین نہ پائینگے اگر اپنی جگہ
پھر شکایت نہ ہو ہم بھی کوئی گھر دیکھینگے

تن پہ داغ ہمارا اونہین یاد آئے گا
کوئی پھولا جو وہ گلشن مین شجر دیکھینگے

ٹھوکرین کھائینگی یہ دزدیدہ نگاہین اونکی
دل چرا لینگے جو وہ ایک نظر دیکھینگے

آبرو خاک مین ملجائیگی ای ابر بہار
جوش تیرا جو مرے دیدۂ تر دیکھینگے

صاف جانینگے کہ ہی مال کسی ممسک کا
ہم کسی غنچہ کی مٹھی مین جو زر دیکھینگے

جو ہی موہوم وہ اورونکو بھی کھو دیتا ہی
ہوش گم ہونگے جو اوس کلکی کمر دیکھینگے

ہم بھی کوچۂ الفت مین نہ رکھینگے قدم
کچھ بھی اس راہ مین گر خوف و خطر دیکھینگے

اونسے ہم وصل کے اسوقت طلبگار ہونگے
اپنی آہونمین اگر کچھ بھی اثر دیکھینگے

چونک اوٹھتے ہین وہ آہونسے کران جہد کونسی
گریبان تیری ہم ای باد سحر دیکھینگے

نقص مجھمین جو کوئی ہو تو یہ ہی اونکا کمال
بھول جائینگے اگر داغ جگر دیکھینگے

سکۂ داغ جنون نذر کرین گے بڑھکر
تیری آمد جو ہم اے رشک قمر دیکھینگے

راہ پر بھول وہ وہ قبر کی سونی منزل
الحذر ہم یہ قیامت کا سفر دیکھینگے

اب زمانے کا ہی یہ رنگ عیاذاً باللہ
سب مٹائین گی جسے اہل ہنر دیکھینگے

داغ پر داغ پڑینگے دل غمدیدہ مین
جب تری شکل ہم ای رشک قمر دیکھینگے

اپنے سینے سے لگا لینگے وہ سرکاٹتے ہی
ایکدن ہم یہ محبت کا ثمر دیکھینگے

ضعف بڑھکر ہین ان دو ہی پہ ہیگا مطلب
یا دہن دیکھینگے ہم یا تو کمر دیکھینگے

یاد آجائیگا فرقت کی شبون کا رونا
تجھے گریان جو ہم ای شمع سحر دیکھینگے

جانینگے سینۂ پر داغ کسی عاشق کا
ہم سیہ بخت جو دنیا مین سپر دیکھینگے

ہی تمہارے لب رنگین سے محبت جنکو
وہ نہ بھولے سے بھی برگ گل تر دیکھینگے

نظر آئیگا بتون مین بھی خدا کا جلوہ
ہر جگہ عشق حقیقی کا اثر دیکھینگے

ہم یہ جانینگے کہ وہ لوٹ رہے ہین بسمل
جب تڑپتے ہوئے دل اور جگر دیکھینگے

شرمگین ہین وہ مری دلکی گستاخی سے
چار آنکھین نہ کرینگے نہ ادہر دیکھینگے

حشر کے دن کوئی دیکھے کہ نہ دیکھے تمکو
ہم نہین ماننے کے ایک نظر دیکھینگے

قتل ہونے کا ہمین شوق بڑھا ہے ایسا
یاس جب دیکھین گے ہم اونکی کمر دیکھینگے

کیا تھی طبع مری خوگر راحت ٹھہری
اور جور و ستم اوس شوخ کی عادت ٹھہری

یاد محبوب کوئی جان کی آفت ٹھہری
میری ہچکی نہ سحر تک شب فرقت ٹھہری

منہ لگانے سے رقیبونکے یہ معلوم ہوا
اب اونہین تد نظر میری اذیت ٹھہری

اثر جذب محبت سے چلے آئے جو وہ
اور تو کیا ہے یہ عاشق کی کرامت ٹھہری

جسکو دیکھو وہ ہوس ہی مین موا جاتا ہے
اونکا دیدار نہ ٹھہرا کوئی دولت ٹھہری

حشر کے دن کہین دیکھینگے تمہارا دیدار
قبر کی رات نہ ٹھہری شب فرقت ٹھہری

مجھسے دل لے لیا گھر اپنے بلا کر اوسنے
جسکو سمجھا تھا مین عورت وہ عداوت ٹھہری

ہر ادا اکا یہ اشارا ہے کہ دیدے دو مجھکو
جان ٹھہری نہ مری اونکی امانت ٹھہری

قیدی زلف رہا کرتا ہے فصل گل کو
دل وحشی کی اسیری کی یہ مدت ٹھہری

نعش پہ غش آگئے رہی صد دوری سے مجھسے
وہ گلے آکے جو لپٹے تو طبیعت ٹھہری

آمد و شد کا نہ ٹھہرا کوئی مانع جب اور
ضعف ٹھہرا مرا اوس گلکی نہ آفت ٹھہری

کبھی نالے کیے مینے کبھی وصلت کی دعا
نہ زبان میری سحر تک شب فرقت ٹھہری

حور آئی ہے جنان سے یہی سمجھا عاشق
آکے جب اونکی سواری سر تربت ٹھہری

وہ مرے پاس سے جائینگے تو پھر جان کہان
وصل کی صبح جہان سے مری رخصت ٹھہری

مر گیا ہجر مین مین لی نہ خبر ظالم نے
تیغ جلاد مری یار کی غفلت ٹھہری

وصل مین مجھسے لپٹ کر وہ یہ فرمانے لگے
اب تو تسکین ہوئی دل کو طبیعت ٹھہری

جب خرامان وہ ہوا حشر بپا ہونے لگا
یار کی ناز کی رفتار قیامت ٹھہری

آنکھ اگر بند ہوئی خواب مین بھی مین رو دیا
الفت چشم مین اک پل بھی نہ رقت ٹھہری

حشر کے دن مری آنکھونسے نکل آتا تو
تجھ پہ بخشش ٹھہری امی انتک ندامت ٹھہری

دیکھے وہ اک نظر لطف سے ہم نذر کرین
یار سے دل کی ہماری یہی قیمت ٹھہری

جیتے جی چین نہ آیا مجھے فرقت مین کبھی
دم مرا تن سے جو نکلا تو طبیعت ٹھہری

جب تصور کیا آغوش مین پایا اونکو
ہجر مین بھی یہ ملاقات کی صورت ٹھہری

سچ ہے سب بھاگتے ہین پاس سے دیوانے کے
دل وحشی مین نہ میرے کوئی حسرت ٹھہری

جب خیال آتا ہے تجکو مین یہین پاتا ہون
دل مرا کاہے کو ٹھہرا تری خلوت ٹھہری

وصل محبوب مین کام آگئی بیتابی دل
کوئی دم بھی نہ نکلتی ہوئی حسرت ٹھہری

شکوہ یار و نکاہی کا ای یاس نہین کچھ لیس دفن
بیکسی بھی تو نہ آکر سر تربت ٹھہری +

مخمس غزل وستاد الکل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم

اوس گلی کے آگے بتخانہ برہمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ بلبل نشیمن چھوڑ دے
بالیقین موسی تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
کوئی جاناں دیکھہ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہتِ گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھہ میں کسطرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث لیکن نہ قاتل دشمن چھوڑ دے
کسطرح سر کٹنے کو پائے تیغ افگن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہوا ہن ربا کسطرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہرائے تجھ اے بحرِ حسن
آشنائی کی جو لہرائے تجھ اے بحرِ حسن
خود ستائی کی جو لہرائے تجھے ای بحرِ حسن
خود نمائی کی جو لہرائے تجھے ای بحرِ حسن
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

کچھ نہیں پروا ہی مال و دولتِ عالم نہیں
یادگار اوسکا بھی بس رشک پریم کم نہیں
کرتے ہیں خواہاں نقد جاں بھی کب ہم نہیں
خاتم جم ہو جو اپنے پاس لے لے غم نہیں
پر نشانی کا جو چھلا ہے سو رہزن چھوڑ دے

وسیاں رہتی ہیں تجھہ زلف پریشاں نکلے عبث
پیش چشم اندھیرے ہیں گردون گردانکے عبث
داغ تو کھاتا ہے عشقِ روی جاناں نکلے عبث
ظلم سہتا ہے شبِ تاریک ہجراں نکلے عبث
بس دل ناداں خیالِ روی روشن چھوڑ دے

مرغ لسی گلشن میں ہیں کراب خوفِ خدا
طائرِ روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
اسے شیدا ہی یہ توجہ کی نظر کر تو ذرا
دام سے تن اور تن سے جان ہو جائے رہا
کر کے بسمل مجکو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعتا ہو جائے سب گلشن ابھی بیت الحزن
خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن
ہو لیجائے ہم صفیر نکلی ابھی سب انجمن
ہاتھہ میں اوس گل کو گر دیکھے چھڑی ز غ چمن
ہے یقین اے باغباں شاخِ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اوسکے صراحی اور ساغر دیکھلے
اک قیامت جانبِ ہو ہونٹ اپنے گھر دیکھلے
اور اوترے حلق سے صہبا کے اکثر دیکھلے
گردن اپنی اوس بت مہوش کی ہمگر دیکھلے
ہاتھہ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہے کسیکی عقل کو چکر کوئی گردش مین ہے
شیشہ کو شش مین کوئی دن بہر کوئی گردش مین ہے
کوئی شل پا تو شل سر کوئی گردش مین ہے
رشتۂ طول امل سی ہر کوئی گردش مین ہے
پائے آسائش اگر رشتے کو سوزن چہوڑ دے

کب وہ ہو زور آور و ضعیفانون سے جو ہو
نامور رہجائین وہمین پر نشانون سے جو ہو
کام تیر ولنسے نہ نکلے ان کمانون سے جو ہو
پہلوانون سے نہو ہم ناتوانون سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہی کہ تہمتن چہوڑ دے

کیونکر اوسکی نرگسی آنکھو نپر آجائے نہ پیار
اونچی ہوتی ہی نہین نظرین کہی کوئی ہزار
صاف وہ کہلاتی ہین نرگس کے غنچو نکی بہار
اوس پری کی شرمگین آنکھین ہین کیونکر ہون دوچار
دیکہکر مجکو نہ کیون پلکو نکی چلمن چہوڑ دے

رنگ دکہلائی ہین کیا کیا گنبد دوار نے
تنگ کر رکہا ہے مجکو اس دل بیمار نے
کیا ستایا ہے کسی کے عشق کے آزار نے
اندنون چہوڑا مری گہر کا جو آنا یار نے
تو بہی ای روحِ روان اب خانۂ تن چہوڑ دے

کب ہی پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
راستبازی آگئی حصے مین اسکے سربسر
قصد رکہتا ہو فلک کا یہ بہی مانند نظر
ہوگیا اوس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بہلا کیا اوسکا توسن چہوڑ دے

ہے روانی مین ہماری اشکباری کا اثر
چال مین گلگونکی ہے باد بہاری کا اثر
بیقراری مین ہو دلکی بیقراری کا اثر
ہوگیا اوس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بہلا کیا اوسکا توسن چہوڑ دے

جو ضرر کی بات ہو کب مانتے ہین عقلمند
گھٹکے یون رہنا نہ اسکا آئے گا مجکو پسند
ہی بہت نازک کہین دلکو نہ پہونچے کچھ گزند
ہیں مرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دلکی نظر بازی کو روزن چہوڑ دے

کیون انہین کرتا ہی تو ای بے ہنر جراح بند
رخنہ پڑ جائیگا یہ ہونگے اگر جراح بند
رہ نہین سکتی ہین دم بہر ایسے در جراح بند
میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دلکی نظر بازی کو روزن چہوڑ دے

دوستی کا پہلے مجہ وحشی کی دم بہرنے لگا
دیکہکر انداز وحشت پہر وہ کچھ ڈرنے لگا

سنسناتے ہین کر کر کے سر کو پائے تیر دہر سنے لگا
جیب مین چاک اپنے گریبان کی طرح کرنے لگا
قیس چلایا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہی جیتے ملینا کار کو
اک عریب آزاری آئی اس ستمگر پیب آزار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو
رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

پاس کی موزون کی ہی سر قد بالا کی وصف
وصف نرگس کے ہین چشم شوخ دلبر کی وصف
ہر جگہ باندھی ہین گلزار رخ زیبا کے وصف
یکقلم لکھی ہین ناسخ اوس گل رعنا کی وصف
جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

مخمس غزل جناب خواجہ حیدر علی آتش مغفور

فکر مین تیری ہی تہا جو عاشق بیچارہ تہا
وصل کا خواہان کبھی گہ در پئے نظارہ تہا
دیدہ تہا حیرت زدہ خود گم دل صدپارہ تہا
منتظر تہا وہ تو جستجو مین یہ آوارہ تہا
شیفتہ تیرا ہی تہا جو ثابت و سیارہ تہا

اک تمنا ہے تو اٹھ اٹھ آنسو رو چکی ہین
بس ہوس ہی آبرو سے ہاتھ دہو چکی ہین
آرزو ہی یہان دل حیران کو کہو چکی ہمین
ہر جو حسرت تو سراپا چشم ہونے کی ہین
حاصل اس آئینہ خانے مین فقط نظارہ تہا

تہا کبھی معشوق اپنا بھی کوئی مہر و صنم
کیون نہ یاد آئین وہ باتین کیون نہ ہو دلکو الم
دیکھکر یہ حال بہجاتا ہے اپنا اور غم
جب شب مہ مین چکور اوڑتا ہی مرجاتی ہین ہم
تیلیو نکا اپنے بھی تارہ کوئی رخسارہ تہا

جی جو بہرآتا تہا میرا دو رہی دلدار مین
جوش زن تہا خون دل کیا دیدۂ خوبار مین
تہا سمان منہ کی جہڑی کا آنسوؤنکے تار مین
کہو لکر دل جب مین روتا تہا فراق یار مین
چشم تر منبع تہی ہر موئے مژہ فوارہ تہا

کسکی چشم تر نے دی دریا کی اخضر کو شکست
خون دل کے قطروں سے ہر ایک گوہر کو شکست
آنسوؤن کی فوج سے ہوجو ئی لشکر کو شکست
سیل گریہ نے یہ کسکی دی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک دار گون نقارہ تہا

ہر جگہ ہوتی ہے انسان کی تواضع ای فلک
ہو گدا کی یا کہ سلطان کی تواضع ای فلک
سب ہی کو لازم ہے مہمان کی تواضع ای فلک
ایکشب تو وصل جانان کی تواضع ای فلک
چار دن مہمان تیرے گھر مین بیچارہ تھا

ہوش اوڑ ہی ایا سیہ کاری کا اپنی ہے بیان جب
مطمئن تھا الٰہی سے ہوا مین رند کب
بزم غم کسدن نہین مجکو ہوئی بزم طرب
روز و شب کی حال کا لکھتا تھا پرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری نوڑ ہی کا ہرکارہ تھا

ہین مجھو معلوم سارے عشقبازی کی طریق
ہین ہوا پیدا محبت کا لیے جام رحیق
ابتدا ہی سے مرے سودا او وحشت ہین رفیق
عہد طفلی سے جنون عشق کا تل ہے شفیق
شاخ نخل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا

وحشت دلکا بیان کرتا کسی سے مین تو کیا
کلفت دلکا بیان کرتا کسی سے مین تو کیا
صورت دلکا بیان کرتا کسی سے مین تو کیا
حالت دلکا بیان کرتا کسی سے مین تو کیا
عشق مین اک مصحف رخسار کی سیپارہ تھا

گو تعارف تھا بہت کچھ قیس مجنون سے ہمین
آگہی تھی خوب وحشت شیدا اونکو لسے ہمین
لیکن اب پایا گیا حال دگرگون سے ہمین
یہ ہوا اظہار انا لیلی مجنون سے ہمین
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

رات دن کی رنج و غم اپنی جدائی مین نہ پوچھہ
شدت درد و الم اپنی جدائی مین نہ پوچھہ
ہمیشہ جو گذری ستم اپنی جدائی مین نہ پوچھہ
حال اپنا ای صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھہ
سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

اوسطرف ناگہ جو سودا ای محبت لے گیا
اشتیاق قتل مجکو بعد مدت لے گیا
جلنے تھے جانباز سب پر گو ہی سبقت لیگیا
کوچۂ قاتل مین جب شوق شہادت لیگیا
سر نہ تھا گردن پہ اپنی بار صد پشتارہ تھا

شور تو کا شور کلمی کا وہ غل ہر بار کا
جمع تھین فوجین کی فوجین وقت تھا دربار کا
شادمانی کی خبر دیتا تھا غم مجھ زار کا
بیٹھنا سر سرے ماتم مین عزیز و یار کا
قلعۂ کنج لحد کی فتح کا نقارہ تھا

در پئے آزار ہی میری رہے یہ اہل کین
جسکو پہلو مین جگہ دی ٹھکیان ہی وشمنین

یاس نے راحت کسی کی ہاتھ سے پائی نہین
اہل عالم سے ہمیشہ آتش اندازین ہوئین
مردم دنیا نمک تھے مین دل صد پارہ تھا

مخمس غزل استادی جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مدظلہ العالی

گو مسیحا ہین وہ بن بنکے نکھرنے والے
جو کبھی ہین کہین جی سے گذرنے والے
بیٹھی پاتو لیے ہین زخم ونکی بھرنے والے
اونکے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے
ڈہونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے

گذری سر پہ کے محبت مین گذرنے والے
قتل ہونے سے جیے عشق مین مرنے والے
تھی عجب تیغ مین فن زیست کی بھرنے والے
مرحبا قتل ہین کرکے نکرنے والے
منہ سے کہتے نہین احسان کو کرنے والے

اوسکے ابرو و مژہ سے مین بہلا کیا ڈرتا
اسجگہ مرہم کا ذرا اثر کیا کرتا
یا تو جیتا ہین اس امید پہ اور یا مرتا
کون قاتل کی طرف سے مرے دلکو بھرتا
اوسکے تیرون ہی کی کچھ زخم تھے بھرنے والے

ہمنے ایسا تو زمانے مین نہ دیکھا جوبن
میرے نوخیز کا کیا حسن ہے اور کیا جوبن
مار ہی ڈالیگا دو ایک کو اونکا جوبن
یہی کرتا ہے اشارے سے کوئی اوٹھتا جوبن
یون اودہر سے ہین محل پاکے اوبھرنے والے

اس نصیحت کو ذرا کان لگا کر سن لو
بار یہ سر سے اوتر جائے سبکدوشی ہو
قتل کرتا نہین قاتل تو چلو جانے دو
کہتی ہے خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
جی کو یون مار نہین رکھتے ہین مرنے والے

ہے یقین آپ کے کہنے کا قسم کہاتا ہون
یہ نہین مانتا جو جو اسے سمجھاتا ہون
اپنے قابو مین مگر دلکو نہین پاتا ہون
بیقرار اور مین اوسوقت ہوا جاتا ہون
کون ہے آپ تسلی مری کرنے والے

ایسا دل سخت ہے اوسکا کہ نہین رحم ذرا
دل ہے تو ہے کہ تو پتھر کا کلیجا اوسکا
کوئی جی جائے کہ مرجائے نہین کچھ پروا
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی کتنے ہین اس کام کے کرنے والے

نکلا لاکھون مین نہ کوئی مجھ گنہگار ایسا
اور کچھ بن نہ پڑی ہمکو خموشی کے سوا
جسم تھرانے لگا خوف کی مارے اپنا
لاکھہ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے ڈر ڈر کر

کیا گنا ہونسے بری ہو گئے ڈرنیوالے

تجکو سمجھاتی ہین اچھا نہین یہ کام اے شوخ
آسمان نالۂ مظلوم کا ہی بام اے شوخ
نیک ہوگا نہ کبھی ظلم کا انجام اے شوخ
خود بھی باقی نہین نسل فلکا آرام اے شوخ

آہ سے خاک نشینونکی نہ ڈرنیوالے

امر دلخواہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
کس کڑی راہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
عشق مین چاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
امتحانگاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین

مجھسے تو پوچھتے کیا قصد ہی مرنے والے

تیر لگا ہو کسی کے لہو بہا کسی سے سوا
کوئی ابرو پہ گلا کاٹ کے مر جائیگا
زہر دیگا کسی عاشق کو یہ سبزہ رخ کا
ہر ادا کو تری بتلائینگے انداز قضا

جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے

ہم گنہگارونکے کہوئے گئے آکے ہوش
نہین معلوم یہ کس بات پر آیا تمہین جوش
غل مچانے نے تمھارے کیا ہم سبکو خموش
زاہد آتے ہی کرنے لگی مسجد مین خروش

یونہین شیخ اوٹھتی ہین اللہ سے ڈرنیوالے

گو نہین جور پہ مائل تری طبع عالی
خیر یہ بات بھی ہو جائے گی تجپر خالی
بے سبب غصہ سے رہتی نہین رخ پر لالی
کچھ ہوا ہی مرے کینے سے ترا دل خالی

اور پہر دینگے سلامت رہین پہرنیوالے

کب رہی تیری کمر تیغ سے قاتل خالی
نرہیگی کبھی مہمان سے یہ منزل خالی
مینے لیلی سے نہ دیکھا کبھی محمل خالی
کچھ ہوا ہی میرے کینے سے ترا دل خالی

اور پہر دینگے سلامت رہین پہرنیوالے

واقعی ہوتا ہی کب لطف و کرم تجھسے فلک
جانتی ہین کہ خوشی ملتی ہی کم تجھسے فلک
ہان اگر ہی تو ہی امید ستم تجھسے فلک
دائمی وصل کی خواہان نہین ہم تجھسے فلک

چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنے والے

مجھپہ لائیگا قیامت ترا قد دلجو
بعد مرنے کے نہ دی داغ مجھے اے مہرو

چین لونگا نہ ترے دیکھکے بکھرے گیسو   کھولکر بال پریشان نہ کر روح کو تو
ادھر سے سوگ کی پردے مین سنور نیوالے

باہم اس بات کا چرچا مری نالے کرلین   بام تک یار کے رستا مری نالے کرلین
میرے ہی قلب کو ٹھنڈا مری نالے کرلین   پہلے تاثیر تو پیدا مری نالے کرلین
عرش پر چیرہتے ہین کیا دلسی اوترنیوالے

تاؤ تابان یہ عجب وہ تہا کچہ روز وصال   ہجر جانان نے دیا آکے ہمین رنج کمال
پاس کو اوسکی شب تہا اہین باتو نکا خیال   چاندنی رات کی میلی نظر آتی تہی جلال
پہر رہے تجھے وہ نگاہو مین نکہرنیوالے

دیگر ایضاً

ہم سمجھے تجھے بنجوف ہو ڈرتا ہی نہین ہے   بیچین ہو ہاتھہ اسکا ٹھرتا ہی نہین ہے
حدسے مگر اپنی یہ گذرتا ہی نہین ہے   دل دست درازی کہین کرتا ہی نہین ہے
کمبخت و بیماری سے اوبھرتا ہی نہین ہے

کیا چاہتی ہو دالا کوئی مرتا ہی نہین ہے   دل رنج والم سے کبھی بہرتا ہی نہین ہے
کیا زلف مین شانہ کوئی کرتا ہی نہین ہے   کیا غمزدہ معشوق سنورتا ہی نہین ہے
عاشق کا کبھی سوگ اوترتا ہی نہین ہے

ہم دیکھتے ہین روز تمہارا یہی نقشا   ہر دردتمہارا ہمین حیران بناتا
خاص اوسپہ محبت کی نظر یہ نہین رہیا   جب آئنہ تم دیکھہ چکے غیر کو دیکھا
پیار اور کوئی کیا تمہین کرتا ہی نہین ہے

کچھہ ذہن مین یہ بات سماتی نہین یارب   موت انکو کبھی شکل دکھاتی نہین یارب
جان انکی وہ بہتر ہے کہ جاتی نہین یارب   کیا عشق بتان مین اجل آتی نہین یارب
مرتا ہو جو انپر کبھی مرتا ہی نہین ہے

اچھا نہین ہوتا کسی ہم سے یہ کہا تل +   بستر پہ تڑپتا ہے پڑا صورت بسمل
اس بات کا دیتا ہے پتا عاشقونکا دل   بہرتا ہی جو دم تیغ نگہ کا ترے قاتل
اوس زخم کو دیکھا ہو کہ بہرتا ہی نہین ہے

سوتے ہیں جو یہ چاند سی صورت نظر آئی
ہم تڑپا کیا تا صبح یہ نیند اوڑ گئی میری
بیچین میں رہتا ہوں نہیں سہان فہمیدگی
ہم خواب میں ڈرتی ہیں اک شخص کی ہٹکی
اسکا تو خیال اونکو گذرتا ہی نہیں ہے

مشتاق شہادت کی ہیں جو بت پہ پیرو
دھمکاتی ہو دکھلاکے غضب خنجر ابرو
اونکی تو تمنا ہے کہ ہو سینے پہ زانو
کیا اوسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے تو
مرنے سے محبت میں جو ڈرتا ہی نہیں ہے

عشاق نہ چاہا ہے کہ ذر عوض خون
ہوتا نہیں الیسو لیئے میسر عوض خون
دے شاید انہیں دو اوسیمر عوض خون
لیتا ہے کوئی دیکھیں تو کیونکر عوض خون
قاتل سے جو اپنا وہ مکرتا ہی نہیں ہے

پہ پہ کہیں ہنستے تو اسے نہیں دیکھے
دریافت کیا تھا یہ ہیں بزمیں وہ ہنستے
قربان حسینوں کی لبِ اس اولٹی سمجھ کے
پوچھا کہ کہاں جا کے ہو مہمان تو بولے
کیا گھر میں کوئی رہنے کو ٹکہرتا ہی نہیں ہے

گو ہیں وہی قدر زیبا کو ہو کچہ دخل
یا اور کسی قلب کے ایذا کو ہو کچہ دخل
یا شوق دل عاشق شیدا کو ہو کچہ دخل
جبتک نہ کسی دستِ تمنا کو ہو کچہ دخل
یہ یاد رہے سینہ ابھرتا ہی نہیں ہے

معشوق جو ہو لیتے ہیں یہی کام ہے انکا
منہ پھیر لیا جاتا ہے وا اسے کو جو دیکھا
اچھا ہے جو لب پر ہے نفرت ہی کا کلمہ
جیتے رہیں پھر وہ بیکے عاشق کو یہ کہنا
کیا جان غضب میں ہو کہ مرتا ہی نہیں ہے

بوسے کا سوال ایسی یہ تقصیر نہیں تھی
اس بات کے سنتے ہی خفا ہو گیا کوئی
بل پڑ گیا ابرو میں نگہ ہو گئی ترچھی
اتنا جو کہا چوم لوں منہ چڑہ گئی تیوری
غصہ مرے بانکے کا اوترتا ہی نہیں ہے

تاکہ وہی ہیں ستم و ظلم سے بانی
لکھی تھی جو کچہ ہجر میں تکلیف اوٹھانی
ایذا اٹھی دو قسمت ہی میں ای یاس جو گذری
کیوں منفعل جور شب وصل ہو کوئی
کچہ شکوہ جلال اسکا تو کرتا ہی نہیں ہے

تخمیس غزل اوستادی جناب میر نواب صاحب مونس مغفور لکھنوی اعلی اللہ مقامہ

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا
قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا
منہ میں تنکا تھا کہ گلچیں پئے بیداد آیا
کیا کہوں جھکڑ میں ہو کا گلشن اسپاد آیا
آشیاں بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

ہوئی وحشت تو سوئے باغ میں ناشاد آیا
نظر آنکھوں کو نہ یہاں بھی تو پریزاد آیا
دم اولجھنے لگا دل پہ ستم فریاد آیا
سلسلہ گیسوئے جانان کا مجھے یاد آیا
دوش پر دام جو ڈالے ہوئے صیاد آیا

کیا بتاؤں دل بیتاب نے صدمہ جو سہا
کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا بہا
رنگ بلبل بھی ہوئی کیا کبھی جو چمن میں رہا
وہ خراماں جو ہوا باغ میں سب نے یہ کہا
دیکھو طاؤس چمن بنکے پریزاد آیا

نزع میں ہو ہمیں یہ کاہش اوسے ہوگی جس
اور سنا بھی تو وہ بیدرد نہ آئیگا ادہر
کیا عجب نالۂ جانکاہ دکھائیں جو اثر
اسے اجل پھر ٹھیرا اور ٹھیر جا دم بھر
ہچکیاں آتی ہیں شاید میں اوسے یاد آیا

سلسلہ زلف کا سودا میں ہے اس وحشت کا
عشق رخسار ہوا مجکو سبب حیرت کا
زندگی خاک ہو جب ہو یہ جنوں الفت کا
قتل بھی خوب ہے سودا زدۂ الفت کا
مژدہ باد اے سر شوریدہ کہ جلاد آیا

ہجر کی تاب ہے عاشق کو نہ ہے تاب وصال
عشق لیلیٰ میں ہوا قیس حزیں کا کیا حال
یاد کیا ہوا اوسے جس پہ یہ گرے کوہ ملال
تلخی مرگ بھلا دی ہے جانان کا خیال
خواب میں بھی کبھی شیریں سے نہ فرہاد آیا

کیں قلم صانع قدرت نے عجب تصویریں
ایسی کھینچیں کسی نقاش نے کب تصویریں
خوبرویوں کی ملائی گئیں جب تصویریں
ہو گئیں گرد ترے سامنے سب تصویریں
جب کھنچوانے کو مرقع لیے بہزاد آیا

ہم صفیروں کی ہاں یاد بھی کی بلبل نے
باغباں کی طلب داد بھی کی بلبل نے
زندگی شاد بھی ناشاد بھی کی بلبل نے
چہچہے بھی کیے فریاد بھی کی بلبل نے

پر ترے دل میں کبھی رحم نہ صیاد آیا

بسکہ ارمان تھا اوسے آمد فصل گل کا
مست اسطرح ہوئی نشہ ہو جیسے مل کا
نہ رہا چین کا رہا ہوش نہ کچھ سنبل کا
قفس تنگ میں خون ہو گیا دل بلبل کا
ہاتھ میں دستۂ گل لیکے جو صیاد آیا

آنکھ کھلتے ہی قفس ہو گیا اب اپنا وطن
ہوش آیا تو اوٹھا کر ستم و رنج و محن
کیون نہ جاری ہو زبان پر مری شرم سخن
مجھسا حسرت زدہ ہوگا نہ کوئی مرغ چمن
شاخ گل تک بھی پہونچا تھا کہ صیاد آیا

وہ یہان رہتا ہے آباد خموشی ہے جسے
کبھی ہوتا نہیں برباد خموشی ہے جسے
اس چمن میں ہے وہی شاد خموشی ہے جسے
غم سے ہر جا ہے وہ آزاد خموشی ہے جسے
کی فغان باغ میں بلبل نے تو صیاد آیا

کس جگہ رنج و مصیبت نہیں مجھ وحشی کو
کبھی صید ہو نہ فراغت نہیں مجھ وحشی کو
کونسا دن ہے کہ وحشت نہیں مجھ وحشی کو
دشت غربت میں بھی راحت نہیں مجھ وحشی کو
اپنے سائے کو سمجھتا ہوں کہ صیاد آیا

نہیں معلوم کہ کسطرح وہ آیا مونس
کہیں مطلق نہ دکھائی دیا سایا مونس
یاس نے شعر یہ برجستہ سنایا مونس
بو تو پائی مگر اوس گل کو نہ پایا مونس
باغ میں تخت ہوا پر وہ پریزاد آیا

دیگر ایضاً

پھرے خراب نہ ہم آہ بے اثر کیطرح
نہ دلکا راز کھلا یار کی کمر کیطرح
تمام ہو گئے فرہاد پرجگر کیطرح
شہید عشق ہوئے قیس نامور کیطرح
جہان میں عیب بھی ہمنے کیا ہنر کیطرح

یہ چرخ پیر ہے مجکو لیے گہر کیطرح
مری نظر میں ہر اک نجم ہے شرر کیطرح
زوال مجکو ہے یہان مبدم قمر کیطرح
کچھ آج شام سے چہرہ ہے زرد سحر کیطرح
ڈھلا ہی جاتا ہوں فرقت میں دوپہر کیطرح

جو پھر دیدۂ تر میرا جوش کھائیگا
برس کے ابر خجالت بہت اوٹھائیگا

سرِ شکِ اشک سی طوفان سا ایک آئے گا
ہنسو نہ رونے پہ تم شہر ڈوب جائیگا
برس پڑونگا کسی دن جو ابرِ تر کیطرح

یہ شوق ہی کہ مگر ریہان کا بوسہ لین
پتا کہین نہین ملتا جہان کا بوسہ لین
نہان جو ہو تو بہلا لیا دہان کا بوسہ لین
بتا تو دیجیے صاحب کہان کا بوسہ لین
دہن بہی آپ کا ملتا نہین کمر کیطرح

ہر اک کو گجر وشتی سی نہ دو ملال ایجرخ
حنا کی طرح اگر انکو روند ڈال ایجرخ
جتائے دیتی ہین اچہی نہین یہ چال ایجرخ
سیاہ بختون کو یون باغ سے نکال ایجرخ
کہ چار پہول تو دامن مین ہون سپر کیطرح

کب آئے یار کا خط دیکہیے خدا جانے
خلاف وضع اسے سمجھے یا بُرا جانے
دیارِ عشق کا کیا کوئی راستا جانے
یہ ہے معاملہ عشق کوئی کیا جانے
مین آپ جاؤنگا خط لیکے نامہ بر کیطرح

تجہے ثبوت ہی جو کچہ ہے آرزو یارب
ہمیشہ ہے دُرِ مقصد کی جستجو یارب
نہین الم مجہے حافظ اگر ہے تو یارب
تمام خلق ہے خواہانِ ابرو یارب
چہپا لے مجہے صدفِ قبر مین گہر کیطرح

ہماری نشو نما کیا اس آسمان کے تلے
مثال سرو نہ باغِ جہان مین پہولے پہلے
کبہی خوشی رہے ہم گاہ غم سے ہاتھ ملے
نحیف و زار ہین کیا باغبان سے زور چلے
جہان بٹہا دیا وہان رہ گئے شجر کیطرح

تجہے جنون جو ہی دیکہی ہی کیا کوئی کاکل
چبہے ہین خار صفت یا کہ نشتر رگِ گل
کہ پیچ مین تجہے لایا ہی باغ مین سنبل
یہ بے سبب نہین نالو نہین یہ داہی بلبل
ترا جگر بہی ہے زخمی مری جگر کیطرح

وہ اُف بہی کرنے نہین دیتے ہین داہی بلبل
تو نہین نہین یہ ترا رنگ زرد اہی بلبل
جو دل دُکہی تو بہرے آہ سرد اہی بلبل
یہ بے سبب نہین نالو نہین یہ داہی بلبل
ترا جگر بہی ہے زخمی مرے جگر کیطرح

ابہی تو مُردہ ہی جبین اٹہو منہ سے تم جو کہو
تمہارے کہنے مین پیان ہین جو کہو وہی ہو
جنون کی جان تو ابرو کی اک اشارہ نہین لو
تم اس جہان مین وہ بلقیس ہو کہ خط جو لکہو

تو سر پہ رکہی سلیمان ہما کے پر کیطرح

یہ ہیچ بات ہے زہد دل جو کہے اسکو نبات — کہان یہ اوسمین اثر ہین کہان یہ اوسمین صفات
دوا انہی ہے سبنے مجکو ہی عجب کی یہ بات — یہ بوسہ لب شیرین ذکی ہے تلخ حیات
کہ بند بند کو باندہے ہون نیشکر کیطرح

یہ چاہتی ہین وطن سے ہمین بہی ہو تجربا ب — خط آگئے آپکا ایجان خبر ملے ہمین ٹہیک
وہان کے جلسو مین ہم بہی جن یار آکسترایا — بلا تو بہیجیے دوری ہے آپ کے نزدیک
ابہی بہیجتی ہین ہم ڈاک مین خبر کیطرح

کہین وہ کیا جو ادہائی ہہا مین ہنسے جہر — ہنسے زرا بہی جو اکدن تو روئے صورت ابر
بہانہ کے آئے سی کچہ دلکو آگیا ہے صبر — خدا رکہے تجہے آباد خلق مین اے قمر
کہ سوکے پاؤنکو پہیلا کے اپنے گہر کیطرح

نہ کی کسی نے کبہی یاد خلق مین اے قمر — ہوا یہ دل نہ کبہی شاد خلق مین سے قمر
ہمیشہ ہم رہے برباد خلق مین اے قمر — خدا رکہے تجہے آباد خلق مین اے قمر
کہ سوکے پاؤنکو پہیلا کے اپنے گہر کیطرح

مجہے دکہا نہ محبت مین بار بار آنکہین — یہ شوق دید مین رہتی ہین بیقرار آنکہین
جو میرے جسم مین ایجان ہین ہزار آنکہین — تجہی کو دیکہو نگا جبتک ہین برقرار آنکہین
مری نظر نہ پہریگی تری نظر کیطرح

چمن کے جتنے حسین ہین غرور ہی گل کو — جواب دینے کی عادت نہین کسی گل کو
پسند کرتے ہین اہل وفا تحمل کو — فغان سے فائدہ کیا عشق گل مین بلبل کو
اوٹہائے داغ تو دلپر مرے جگر کیطرح

وہ کم ہین صدمہ و آلام جو نہون اسکو — ہوا تہا عشق کسیکا کبہی نہ یون اسکو
بہلا نہ بیخبری پہر ہو پاس کیون اسکو — یہ محو عشق ہے مونس کہ اندنون اسکو
خبر کسی کی نہین طفل بے خبر کیطرح

مخمس غزل نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رامپور خلد آشیان

نگاہ آنکہ سے اے یار ماہرو نکلے — کہ میرے سینے سے دل ہر جستجو نکلے

تری تلاش مین جو چاہو چار سو نکلے
ہجوم شوق مین جیب لگی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبے کا الٹون وہان بھی تو نکلے

سنا ہی لوگون سے سودیکی میرے شدت کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو
خود اپنی آنکھ سے دیکھینگے آکے صورت کو
وہ آتی ہین مرے گھر امتحان وحشت کو
خدا نکردہ کہین جیب مین رفو نکلے

تجھی کو دیکھون مین نزع آہ بھرتے وقت
توہی ہو سامنے تنہائین ہی وترتے وقت
توہی ہو پیش نظر جان سے گذرتے وقت
یہی ہی خواہش دل ہر گھڑی کہ مرتے وقت
تڑپ تڑپ کے یہ دم تیری روبرو نکلے

یہ آرزو ہی کہ رو ہو ترا مرے رو پر
کہان نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر
جبین جبین پہ ابرو ہو یار ابرو پہ
مچلکے سر تو کبھی رکھدے میری زانو پہ
کہ کچھ تو اس تری بیکس کی آرزو نکلے

زرا کمک مری اے خالق صمد کرنا
کچھ اسکے ساتھ ہی اے آہ تو بھی کد کرنا
کوئی عدو ہو اگر راہ مین تو رد کرنا
چلا ہون اوسطرف اے جذب دل مدد کرنا
کہ گھر سے وہ بھی زرا بہر جستجو نکلے

بجا ہی غصہ مرا اپنے قلب مضطر پہ
کہین یہ راز نہ کھلجائے میرے دلبر پہ
یہ لایا چاہتا ہے مفت کی بلا سر پہ
خدا سے حور کی خواہش ہی یار کے در پہ
ستم ہی ہو اگر اسدم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھائیگا کون بت آکر
اذان کے پردہ مین کرتے ہین نالے چلا کر
دلون کو کر دیا بسمل سمجھون کے تڑپا کر
حرم مین کسکی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرنے کو زاہد بے وضو نکلے

فراق دوست مین جی کھونیوالون کو دینا
ضرور اشکونسے منہ دھونیوالون کو دینا
غم و ملال مین خوش ہونے والونکو دینا
زرا زرا سا سبھی رونے والون کو دینا
جو میری آنکھونسے دل کا کبھی لہو نکلے

نزیب کھلگئی حضرت کے سب خدائی پر
ہنسے تھے یاس کی بھی طاعت ریائی پہ
غرور تھا بس اسی زہد و پارسائی پہ
کہین تو ناز تھے لو آپ پارسائی پہ

تمہارے گہر مین تو موی کے کئی سبو نکلے

مخمس غزل منشی مرتضی خان پرویز مرحوم لکھنوی

ہم جو وحشت مین ذلیل و خوار ہین | دشت مین گہ جانب کہسار ہین
ای گریبان چند تیری تار ہین | کب یہان دست جنون بیکار ہین
اپنی ہاتھون در پی آزار ہین

عشق مین اوس ابروی خمدار کے | ہون قرین مین منزل دشوار کے
مر گیا گر ہجر مین اوس یار کے | درد و غم رنج و الم مجہ زار کے
بس یہی دو چار ماتم دار ہین

گو نہین راحت مکان دہر مین | گل ہین لیکن بوستان دہر مین
بیٹہتے ہین ہم بتان دہر مین | آبروی عاشقان دہر مین
آپکے آگے ذلیل و خوار ہین

ہین گلو نکلے یا عیش دشمن چراغ | جلتی ہین لاگی دلکی ساری داغ
چرخ پر ہی مہر کا پہونچا دماغ | کون شعلہ رو چلا ہی سوی باغ
جو مثال شمع روشن خار ہین

آہ آتشبار کی سوزش یہ ہے | عشق کی آزار کی سوزش یہ ہے
ہان دل بیمار کی سوزش یہ ہے | داغ ہجر یار کی سوزش یہ ہے
شمع سان جلتی کفن کے تار ہین

ہر جگہ دست طلب پہیلا نہین | صاف کہدیتی ہین کچہ پروا نہین
اور میخانہ کبہی دیکہا نہین | ہمکو ای ساقی تری پروا نہین
ہم مئی الفت سے یہان سرشار ہین

عشق ابرو کا نہ منہ سی نام لو | ہان نہ ان تیغون کا ہرگز دم بہرو
اک اشارہ مین جگر پر پہونچی جو | کیون دل عاشق نہ ٹکڑی ٹکڑی ہو
نیمچے یہ ابروی خمدار ہین

کیون نہ میسر ہو نام کا مالا جبین یا | کیون نہ میسر منہ سی ہر دم نام یار

ساتھ میرے کیون نہ وحشت مین رہین — قیس و فرہاد خرین اس عشق مین

دلسے میرے عاشقیہ بردار ہین

ہی ہمارا کو نسا صحرا نہ پوچھیہ — کسقدر ہی حال وحشت کا نہ پوچھیہ

ہمکو ہی کیا آجکل سودا نہ پوچھیہ — اے جنون کچھ حالِ دشت و بیابان نہ پوچھیہ

مست ہین ور کار خود ہشیار ہین

ایک ہین پیش قضا شاہ و گدا — اس سفر سین آپ نہین ممکن روا

ہی جرس کی رات دن آتی صدا — غافلو اوٹھو چلو بیٹھے ہو کیا

رہرو ملکِ عدم تیار ہین

موسمِ گل آرزوئے یار ہین — چشم نرگس جستجوئے یار ہین

عالمِ گلشن ہی کوئے یار ہین — انتظار گفتگوئے یار ہین

بلبلین کہولے لبِ منقار ہین

زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا — پہر لبونکی یادنے چپ کر دیا

دلمین ہی درداب ہ کے عشق کا — اے مسیحا پوچہتا ہے حال کیا

تیری آنکہون کی قسم بیمار ہین

اسکو اندیشہ نہین ہر دو نیر کچہ — مرنے سے ڈرتا نہین ہو نیر کچہ

یاس کو دہر کا نہین پر و نیر کچہ — خوف برزخ کا نہین پرو نیر کچہ

ہم غلام حیدر کرار ہین

قطعہ تاریخ

بجکیدہ کلک گہر سلک محقق بیمثال جناب استادی ملاذی حکیم میر ضامن علی صاحب

جلال لکھنوی دام ظلہ العالی

طبع گردید چہ مجموعہ اشعار انیک — لبسخن مژدہ بار باب سخن ہست نوید

مصرع سال رقم کرد چنین کلک جلال — یاس دارد بہ قبول سخن از حق امید

۱۳۰۶ھ

قطعات تاریخ

از تراوش قلم اعجاز رقم اوستاد عدیم النظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکہنوی اوستاد نواب رامپور خلد آشیان

دیوان سارا ہی چمن مصرع ہین نسرین و سمن — کس گلزمین مین ہی کہین گل کوئی اس بو باس کا
درخواست جب مجہسی ہوئی تاریخ امیر اسکی کہی — کیا بیبدل دیوان ہی ذاکر حسین یاس کا

۱۳۰۶ھ

ایضاً

واہ ای یاس تری فکر کی رنگینی سے — دامن شوق کو کیا کیا گل مقصود ملے
ہر کلی باغ مین کہتی ہے چٹک کر تاریخ — شجر یاس مین اب پہول تمنا کے کہلے

۱۳۰۶ھ

از نتائج افکار دربار سخنور دلپذیر منشی اشرف علی صاحب اشرف لکہنوی

کیا ہی چہپا ہے یاس کا دیوان اندنون — ہے فیضیاب لطف مضامین سی ہر کوئی
کی فکر بہر سال تو آئی صدائے غیب — اشرف کلام شاعر روشن بیان یہی

۱۳۰۶ھ

از نتیجۂ فکر نقاد شاعر والاشان جناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب انجم لکہنوی شاگرد رشید جناب منشی مظفر علیخان بہادر آسیر مرحوم و شاگرد سابق میر مونس مغفور

چہپا حضرت یاس کا جب کلام — تو بر آئی امید برنا و پیر
لکہی مینے انجم یہ تاریخ طبع — یہ دیوان اول چہپا بے نظیر

۱۳۰۶ھ

از ریختۂ کلک معنی سلک ادرم جناب میر محمد زکی صاحب الم لکہنوی شاگرد رشید حضرت مونس مغفور اعلی اللہ مقامہ

ذکر دیوانگی قیس کہین ۔۔۔ ہے کہین ذکر اداے لیلی
ذکر غمزہ و نکا حسینونکے کہین ۔۔۔ ہے کسی جا پہ بیان شوخی
سارا دیوان خدا کی قدرت ۔۔۔ طبع نازک کی ہین فکرین اچھی
فکر تاریخ جو تھی مجکو اثیم ۔۔۔ لیلی نظم دل آرا لکھی

۱۳۰۶ھ

از نتیجۂ فکر سید انور حسین عرف سید مہدی بہادر آمید سلمہ لکھنوی خلف اصغر
مصنف شاگرد حضرت جلال مدظلہ

شد طبع عجیب کلام رنگین ۔۔۔ درگلشن عالم است شہرت
آمید نوشت عیسوی سال ۔۔۔ شاداب گلے زباغ الفت

۱۸۸۹ء

از نتائج طبع سلیس جناب ولایت حسین خانصاحب برجیس لکھنوی میر منشی نواب
فخر الملک بہادر شاگرد رشید حضرت نفیس دام برکاتہ

نہایت ہی دلچسپ ہے نظم یاس ۔۔۔ زبان ہے کہ قفل سخن کی کلید
یہ ہین دوست اور ہمنوا بھائی مرے ۔۔۔ از بسکہ ہین یہ نیکبخت وسعید
تلمذ تھا مونس سے پہلے ہمین ۔۔۔ فن شاعری مین یہ ہین اب وحید
جلال سخنور سے شورہ ہے اب ۔۔۔ ہین تلمیذ انکے بھی اکثر رشید
خبر طبع کی جب ہوئی مشتہر ۔۔۔ تو بس ہو گئی قدر دانون کو عید
یہی دہیان آیا نہ کی فکر گر ۔۔۔ تو بیشک محبت سے ہے یہ بعید
لکہا سال تاریخ برجیس نے ۔۔۔ چھپا نسخۂ عشق افزا جدید

۱۳۰۶ھ

از نتائج فکر سلیم جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی ڈپٹی انسپکٹر
مدارس ریاست رامپور

زہے رفعت فکر ذاکر حسین ۔۔۔ زمین سخن جس سے ہے آسمان
بلاغت فصاحت مین یکتا ہے وہ ۔۔۔ رہا ندان و باریک بین نکتہ دان
بہت خوب دیوان اردو چھپا ۔۔۔ پکار اوٹھے حسنت شیرین زبان

* بسبب ایک خاندان کی شاگردی کے نہ اکیلا اوستاد کی شاگردی ہوا ۱۲

ہر اک بیت نشتر زن اہل درد
کہی ہمنے تسلیم تاریخ سال

سراپا پسند دل شاعران
کلام سخن فہم شیوا بیان

۱۳۰۶ھ

از چکیدۂ کلک گوہر سلک جناب سید علی عبد القادر شمس القادری عرف شاہ مرشد علی صاحب جمال و عاصی حنفی البغدادی اصلاً و المیدنی پوری مولداً شاگرد رشید حضرت جلال مدظلہ

دیکھین اہل طبع حسن طبع نظم درد مند
خوشنما لکھ طبع کا سال اے جمال خوشبیان

جلوہ افگن ہے جلال استاد کا فیضان آج
دیکھتا ذاکر حسین یاس کا دیوان آج

۱۳۰۶ھ

ایضاً

طبع یاس لکھنوی نے کی وہ نظم درد مند
روزمرہ کیا ہی عمدہ کیا ہی اچھی بول چال
اے جمال خوشبیان یون مصرع تاریخ لکھ

ہو گیا جس سے زباندانی کا شہرہ چارسو
کیا ہی مضمون کیا ہی معنی کیا ہی طرز گفتگو
کیا بیان نظم زیبا کیا زبان لکھنؤ

۱۳۰۶ھ

ایضاً

پہلا دیوان نام ہے جسکا کہ نظم درد مند
طبع سے اسکی طبیعت وارونکی آئی مراد
عاصی حسرت زدہ نے لکھد یا یون سال طبع

حضرت ذاکر حسین یاس کا بے اشتباہ
آیہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ہے گواہ
یاس کی امید نکلی اب چھپی یہ نظم واہ

۱۳۰۶ھ

از نتایج افکار گہربار سخنور ہنر پرور سید محمد صاحب جوہر لکھنوی شاگرد حضرت مشتاق

گشت دیوان یاس چون مطبوع
حاسد از رشک انچنان بگداخت
فکر تاریخ کرد چون جوہر
سال طبعش نوشت بے سر جہد

ہر ادیب جہان مؤدب شد
کہ دلش خون شد و مرکب شد
جام امید او لبالب شد
بچۂ نادر زبان مرتب شد

۱۳۰۶ھ

چھپ چکا جب یہ دیوان نادر لکھی تاریخ اوسکی آلم نے	ہو گیا یاس کا بول بالا نظم عمدہ ہے دیوان اعلی ۱۳۰۶ھ

ایضاً

غضب کا ہر شعر دلستان ہے۔ ستم کی رنگینی بیان ہے
یہ بندش صاف سے عیان ہے۔ کلام خوش فکر و نکتہ دان ہے
کہین یہ ہے طرز شاعرانہ۔ کسی جگہ لطفِ عاشقانہ
وہ ہر غزل نادر زمانہ۔ ثنا مین عاجز مری زبان ہے
رہے دُرِ آبدار مضمون۔ نہ ہے عروج و وقار مضمون
مدام جسمین بہارِ مضمون۔ یہی وہ گلزار بے خزان ہے
عیان تاریخ تھا جو ہر آن۔ آلم نے بیساختہ کہا ہان
جناب یاس حزین یہ دیوان۔ مرقعِ یاس عاشقان ہے
۱۳۰۶ھ

ایضاً

دیوان عجب رنگ کا ہی یاس کیا نظم کی عیسوی تاریخ کی جب فکر آلم نے	شاداب و شگفتہ گلِ مضمون کا چمن ہی دل بول اوٹھا جلوۂ خورشیدِ سخن ہی ۱۸۸۹ء

ایضاً

نظم فرمایا عجب دیوان جناب یاس نے طبع کی تاریخ کی ہر فکر اگر تجھ کو آلم	محو اک شعر پر کیونکر ہو ہر شیخ و شاب سال سمبت لکہ سخن ہے بینظیر ولاجواب سمبت ۱۹۴۶

از نتائج افکار سخنور و سخندان جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد حضرت جلال مدظلہ

ہو گیا طبع یاس کا دیوان اوج فکر سخن کا کیا کہنا	ذوق افزای جان محزون ہی چست بندش ہی شوخ مضمون ہی

معنی ترکیب مین پنہان
ہر غزل سحر ہے کہ افسون ہے
استعارہ محاورہ تشبیہ
آپ خوبی پر اپنی مفتون ہے
سلک گوہر ہو کیون نہ ہر مصرع
لفظ لفظ اسکا در مکنون ہے
عاشقانہ خیالِ نازک پر
لیلیٰ حسن طبع مفتون ہے
لکھدو احسان مصرعِ تاریخ
کیا کلام انتخاب و موزون ہے
۱۳۰۶ھ

از تراوشِ طبع نقاد جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی شاگرد حضرت مشتاق

تعالی اللہ چہ دیوان یاس گفتند
کہ در اشعار او اشعارِ معنیست
دلش گنج جواہر از مضامین
بیانش گوہر اسرار معنیست
پئے تاریخ سال طبع اعجاز
بگفتا غنچۂ گلزار معنیست
۱۳۰۶ھ

ایضاً

بشد کلام چو در دفتر جہان مطبوع
بر از جواہر امید گشت دامن یاس
برآمد آرزو خوشہ چین مزرع دہر
بگشت جمع بصد تازگی چو خرمن یاس
بماند نقش سم او بصفحۂ عالم
بدشت فکر چو جولان نمود توسن یاس
نوشت بہر سر انجام سال او اعجاز
گل مراد شگفتہ چہ شد بہ گلشن یاس
۱۸۸۹ء

از نتیجہ طبع بے نظیر منشی محمد سعید صاحب اثر مچھلی شہری شاگرد مصنف

شدہ طبع دیوان استاد من
بشائستہ عنوان بطرز نکو
بسے جستجو آسمان کردہ است
نیابد چنین شاعر نغز گو
ندا ہست اگر فکر سالش اثر
سراپا مضامین نامی بگو
۱۳۰۶ھ

ایضاً

چھپ کیا خوب کلام استاد
کیون نہو اہل جہان کو خوشی
ہر غزل مین ہے ادا بندی خوب
اللہ اللہ وہ حسن معنی

ایضاً

اللہ اللہ یاس کیا سحر البیان ہی بیمثال
لفظ ہی ہر ایک جادو حرف ہی ہر اک طلسم
آئے ہر مضمون کے سننے سے تن بیجان مین جان
ہوچکا مطبوع جسدم یہ طلسم دلفریب
ہوگئے بیدل سحر نے دی یہ صدا ای سرفراز

وہ کہا دیوان کہ ہین تسخیر جسکے ذی کمال
سحر ہی ہر ایک مصرع شعر ہے افسون جہال
ہوا اثر سے جسکے سحر سامری کو انفعال
سحر سے مینے کیا تاریخ کا اسکی سوال
یاس کا دیوان نہین ہی دفتر سحر حلال
۱۳۰۶ھ

ایضاً

یہ دیوان دلکش ہی جسکا کلام
ثناخوان سرور تخلص ہے یاس
فصیح زمان شاعر خوش بیان
سن طبع دیوان کی ای سرفراز
صدا دی یہ ہاتف نے از روی داد

کہ ہی پسر ذاکر حسین اونکا نام
کہ صدہا کہی مرثیے اور سلام
کہ ہر شعر ہے دلفریب انام
جو کی فکر مینے بشوق تمام
کہ دیوان ہی مقبول ہر خاص عام
۱۳۰۶ھ

از نتائج افکار دربار شفیقی جناب سید جعفر حسینخان عرف منہے مرزا صاحب سنجی لکھنوی شاگرد رشید جناب عشق مغفور و میر نفیس صاحب دام برکاتہ

شاعر خوش کلام آغا یاس
مرثیے بھی کہے ہین غزلین بھی
ہے ضیا بخش انکی ہر تصنیف
ہے ہر اک عیب سے جو پاک کلام
پہلا دیوان یہ جو چھپوایا
گل مضمون نے وہ دکہائی بہار
سن ہجری مین کی رقم تاریخ

دلسے ہین ذاکر حسین و حسن
خوب حاصل ہے شاعری کا فن
شہرون شہرون مین نام ہی روشن
کہب گئے دلمین حاسد بدظن
ہوا سرسبز شاعری کا چمن
ہر غزل سے خجل ہوا گلشن
ہے سخی بس یہ بوستان سخن
۱۳۰۶

از نتیجہ فکر ہنرور میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد مصنف

ہزار شکر ہوا چھپ کے مشتہر یہ کلام
دعائیہ کہی تاریخ منتجمہ یہ سحر

بلند ہے ہنر و نام یاس حق آگاہ
ہو شان نظم سوا اور سوا جلال و جاہ
۱۳۰۶ھ

ایضاً

کلام یاس کا ہو کیون نہ جا بجا شہرہ
خدا کے فضل سے دیوان دلپسند چھپا
بگوش ہوش سُن اور لکھہ یہ اے سحر تاریخ
ندائے غیب ہے اب نظم دردمند چھپا ۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر رنگین منشی محمد رشید صاحب سہیل برادر خلیفہ مہپلی شہری شاگرد جناب احسان

جناب یاس کا دیوان ہوا طبع
ملیگا اب مذاق نکتہ سنجی
کہے دیتا ہے ہر مصرع غزل کا
خیال نازک اچھا فکر اچھی
بھری ہین لاکھون مضمون پیچیدہ
کہون کیونکر نہ گنج حسن و معنی
پڑھے گا جو کوئی مسرور ہو گا
کلی کھلجائیگی افسردہ دل کی
سہیل اب تم بھی لکھدو بکتا ہے
کلام ریختہ تاریخ اسکی ۱۳۰۶

از نتائج فکر نقاد سخنور رشیدہ زبان جناب نواب محمد سجاد علیخان صاحب ضبط لکھنوی سلالہ خاندان نواب سالار جنگ بہادر مغفور

چھپا جب یہ دیوان بصد زیب و زین
ہوا شاد قلب پر ارمان یاس
ہوئی ضبط مجکو بھی از حد خوشی
جو سرسبز دیکھا یہ بستان یاس
اوٹھا یاس سے دل لکھا سال طبع
چھپا دفتر عشق دیوان یاس ۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر شاعر ذی مرتبت کریم الدین صاحب عشرت مدرس اول مدرسہ چارسدہ ضلع پشاور شاگرد مصنف

طبع گردید این کلام یاس
ہر کہ بشنید شد بدل خواہان
فکر تاریخ ہست اگر عشرت
با عجیب و غریب سالش دان ۱۳۰۶ھ

ایضاً

چھپ چکی جب یہ کتاب لاجواب
جو کہ تھی احباب او سدم آس پاس
جمع کرکے سبکو عشرت نے کہا
ہے بہت مرغوب یہ دیوان یاس ۱۳۰۶

از نتائج افکار سخنور بہنر پرور جناب میر سید علی صاحب فکر لکھنوی ملازم سرکار نظام دکن خلد اللہ ملکہ شاگرد جناب آشک لکھنوی

بعد حمد خدا و نعت رسول
فکر کر آل طاہرین کی ثنا
ہے یہ دیوان عشق کا مجمع
مترادف ہین عشق اور ولا

از نتیجۂ فکر نفیس منشی محمد مبین صاحب جلیس مچھلی شہری مالک بہار سخن شاگرد مصنف

مبارک مبارک بصد انتظار — شده طبع دیوان استاد ما
خوشا وقت با دو مسرت و زیب — گل باغ معنی شگفت از ہوا
زمانہ ندیدہ چنین باکمال — ادیب و سخنور بفضل خدا
زباندان و خوش فکر و نازک خیال — فصیح اللسان ہمہ صحیح دفا
ندارد نظیرے بملک سخن — ہمیشہ ست کافی برائے ثنا
بمدح رخ دوست روشن بیان — بوصف لب یار شیریں نما
معانی او لطف بخش جہان — مضامین او دلکش و دلربا
بذکر قد و زلف عالی دماغ — بمضمون غم شمع بزم عزا
خوشش اسلوب بندش مرصع کلام — تکلف کند نعرۂ مرحبا
خیالات نازک معانی بلند — زہے صفحہ روشن کہ مہر سما
فلک سر فرو کرد از انفعال — زہے اوج فکر متین رسا
جہان مست از نغمۂ دلپسند — خوشا بلبل طبع رنگین نوا
جلیس از پئے سال کردم چو فکر — گرامی بہ نظم آمد ندا

۱۳۰۶ھ

ایضاً

چو استاد من میرزا ذاکر حسین — بسلک غزل در معنی بسفت
پئے سال تاریخ ہاتف جلیس — زہے عالم آرا مضامین بگفت

۱۳۰۶ھ

از نتیجۂ طبع سلیس حمایت حسین خانصاحب حبیب سلمہ خلف جناب ولایت حسین خانصاحب برجیس

ہے جو دیوان یاس مخزن عشق — مجمع خوبی و ادا ہے طبع
سال تاریخ چاہیئے کہنا — کہ مصنف نے خود کیا ہے طبع
سر بیت سے لکھدے اے حبیب — نسخۂ عاشقی ہوا ہے طبع

۱۳۰۶ھ

از نتایج افکار گہربار سخنور نکتہ دان جناب نواب محمد مرزا خانصاحب حشیم لکھنوی
شاگرد رشید حضرت جلال مدظلہ

اے خوشا دیوان کہ داد از نام نظم در و مشد — جملہ مضمونش دوای درد فی وسواس شد
شد زبان و کام شیرین از مذاق لفظہا — در معانی فرحت افزون فی صدر الناس شد
سال طبع آن چو پرسیدہ حشیم گفتا سروش — گوہر او شعر پیدا از کلام یاس شد
۱۳۰۶ھ

ایضاً

دیوان لاجواب چو گردید زیب طبع — در وصف اوست جملہ زباندان ہنرشناس
ارباب علم و اہل ہنر و مدح خوان جنین — گویند نعمتیست کہ واجب بر و سپاس
ہر حرف و لفظ چون مہ خورنقطہ کوکب است — در شعر نور مطلع خورشید بے قیاس
این مصرع ای حشیم پئے تاریخ کن رقم — مطلوب طبع و جان سخنور کلام یاس
۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر سخندان سلطان علیخانصاحب حشر لکھنوی شاگرد حضرت جلال مدظلہ

ہو چکا طبع یاس کا جو کلام — خوش ہوئے اوسکو پڑہ کے اہل زبان
کیا ہی تاریخ حشر نے یہ کہی — بے بدل بے نظیر ہے دیوان
۱۳۰۶ھ

از تراوش فکر سخنور عالی طبیعت نواب مرزا احمد حسینخانصاحب رفعت لکھنوی
شاگرد حضرت جلال مدظلہ

واہ کیا بر درد یہ دیوان لکھا یاس نے — بھر دئے جسمین سراپا حسرت و ارمان وصل
کیا ہی رفعت نے سنین طبع برجستہ کہے — ہے کلام یاس گویا حسرت و ارمان وصل
۱۳۰۶ھ

چکیدہ قلم جادو رقم شاعر بے ہمتا جناب نواب بندہ علیخانصاحب بیا لکھنوی
شاگرد رشید نواب محمد حسنخانصاحب رشید مغفور

جب کلام جناب یاس فصیح — طبع ہونے لگا بصد حسرت
لکھا یہ سال طبع زیبا نے — یہی دیوان ہے دفتر الفت
۱۳۰۶ھ

ریختہ کلک گہر سلک جناب نواب سید سرفراز علیخان بہادر سرفراز رئیس اعظم
دکن شاگرد رشید حضرت آلس دام برکاتہم

اک مرقع ہے یاس کا دیوان — کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے
سرفراز اسکے طبع کی تاریخ — لکھدو یہ مخزن فصاحت ہے
۱۳۰۶ھ

بعد ازان لکھہ بطرز نو تاریخ	کہ کہین اہل فہم صلّ علےٰ
حضرت یاس کے بموجب حکم	کہی تاریخ ہینے اسکی ولا
گر مسلسل عدد لکھین اسکے	سال ہوا انطباع کا پیدا ۱۳۰۶ھ

از نتیجہ طبع شاعر معجز بیان جناب منشی محمد فیروز شاہ خانصاحب فیروز رامپوری اڈیٹر رسالہ چودہوین صدی

آج فیروز وہ کلام چھپا	کہ ہے مشتاق جسکا ایک جہان
ہے یہ تاریخ اوسکے چھپنے کی	دلربا شوخ یاس کا دیوان ۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر سید یوسف حسین عرف علی بہادر قیاس سلمہ خلف اکبر مصنف و شاگرد حضرت جلال مدظلہ

چھپ گیا دیوان والد شکر ہے	دیکھنے کا ہے ہر اک کو اشتیاق
بہر سال طبع لکھدی اے قیاس	کیا ہے یہ دیوان رنگین باذاق ۱۳۰۶ھ

ایضاً

وہ چھپا دیوان یاس باکمال	ہو گیا نام نکو جس سے بلند
فکر سال عیسوی گر ہے قیاس	لکھدے ہے بیمثل نظم دلبند

ریختہ قلم شاعر بیمثال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال لکھنوی خلف حضرت جلال مدظلہ

اولین دیوان جناب یاس کا	چھپکے بر لایا امید خاص و عام
شوق سب کو اوسکے جلوہ کا ہوا	دید کے طالب ہوئے شاعر تمام
خوب ڈھونڈا مصرع سال اے کمال	ہر سخنور کا ہے دلجو یہ کلام ۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر شاعر عالیخاندان جناب نواب سید علیخانصاحب کاشف طباطبائی لکھنوی شاگرد نواب یوسف حسینخانصاحب یوسف

دلچسپ و دلاویز ہے یہ یاس کا دیوان	ہین غنچہ صفت جس سے شگفتہ دل احباب
ہر مطلع پرسوز مین آتش کا اثر ہے	سیماب صفت جس سے کہ دل ہوتا ہے بیتاب
ہر شعر ہے دشمن کے لیے شیر نیستان	اس بیشہ مین پھر زہرہ حاسد ہو نہ کیون آب
مصرع کوئی کم شیر کے ناخن سے نہین ہے	اغیار جو دیکھین تو بہے چشم سے خوناب

تاریخ قلم نے یہ لکھی جد میں شفقت ❊ دیوان ہے یا بحر سخن کا دُرِ نایاب

قلم جواہر رقم عالیشان والا دودمان جناب نواب محمد عباس علیخان بہادر محمد لکھنوی خلاصۂ خاندان شاہی ۱۳۰۶ھ

طبع شد دیوانِ یاس خوشبیان ❊ باہزاران کوشش و تائید حق

نسبت ہر مصرع چو قد مہوشان ❊ صفحۂ تصویر گشتہ ہر ورق

ہمسر فردوسی و رشک کلیم ❊ یادگار شاعران باسبق

از رماح نطق و شمشیر زبان ❊ کردہ در ملکِ سخن نظم و نسق

در رقم کلکِ محمد سالِ طبع ❊ بحر مواج مضامین ادق

۱۳۰۶ھ

ایضاً

طبع شد دیوان یاس باکمال ❊ ذاکر و مداح شاہِ کربلا

ای محمد سال چون جستم ز عقل ❊ گفت ہاتف ثمرۂ فکر رسا

۱۳۰۶

از تراوش کلک معنی سلک عالیشان جناب نواب محمد باقر علیخان بہادر مشتاق لکھنوی سلالۂ دودمان نواب سالار جنگ بہادر مغفور

آن یاس کہ شاعر اند و خوش فکر و فصیح ❊ ما را بجہان شفیق ہستند و حبیب

خوش ساختہ اند یک مجلد از شعر ❊ ہر مصرع او بہ بستن فکر است جریب

آن مسکن شاہدان حسن معنی است ❊ ہر بیت نگر یکی اطاق است غریب

مشتاق چو خواستم سالِ طبعش ❊ از غیب رسید آنچہ بودیم نصیب

بہزاد خرد نقش بزد با دل صاف ❊ تصویر فراق و وصل محبوب و حبیب

۱۳۰۶ھ

از نتائج افکار گہربار سخنور مشتاق جناب خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب مذاق آنریری مجسٹریٹ و تعلقدار ریاست پریانوان

حضرتِ یاس کا کلام چھپا ❊ ہے یہ دیوان یا چمن نادر

فکر تاریخ ہے مذاق اگر ❊ لکھدو کیا شاہد سخن نادر

۱۳۰۶

از نتیجۂ فکر صائب ادیب اریب لوذعی المعی عالم علوم عقلیہ و فلسفیہ شاعر یکتا جناب مرزا محمد ہادی صاحب مرزا لکھنوی متخلص بہ رسالہ اشراق و پروفیسر عربی و فارسی کرسچن کالج لکھنؤ

سید ہمارے حضرت ذاکر حسین یاس ❊ سرسبز جنکے فیض سے ہے شعر کی زمین

دیوان وہ انکا چھپکے ہوا ہے جو مشتہر
تاریخ طبع خامۂ قمرؔ نے یہ لکھی

ہر سو سے ہے بلند صدائے صد آفرین
دیوانِ یاسؔ مطلعِ اشعارِ دلنشین

از نتائج افکار بلاغت انتما جناب منشی ڈھنپت رائی صاحب محققؔ مختار سرکار
ابد قرار نواب وحید الدولہ عضد الملک میرزا مہدی حسینخان بہادر اسد جنگ دام اقبالہ

در صنعت بینات

از کلامِ یاسؔ چون دیوانِ دل طبع شد
سالِ طبعش شد محققؔ ہجری اندر بینات

گوست در لطف و بلاغت لپسند خاص و عام
گوہر افشان طبع شد دیوانِ یاسؔ خوش کلام
۱۳۱۶ھ

ایضاً در صنعت زبر و بینات

گشت این نسخۂ نایاب و عجائب چون طبع
سالش اندر زبر و بینہ جستم زین وجہ
اے محققؔ پئے تاریخ مسیحی ناگاہ

مژدہ بر جاست کہ مرغوب کلامِ یاس است
کہ دل افزا و خوش اسلوب کلامِ یاس است
گفت دل - ز بدل خوب کلامِ یاس است
۱۸۸۹ع

ایضاً در صنعت نادر

دیوان طبع یاسؔ مطبوع چو گشت
در صنعت نادر اے محققؔ سمبت

در وصف و ثنائی او زبانم قاصر
گفتم کہ - کلام بے نظیر و نادر
سمبت ۱۹۴۶

بینات	ک	ل	ا	م	ب	ے	ن	ظ		
	بست	سی	یک	چہل	دو	دہ	پنجاہ	نہصد	۸۲۹	۱۹۴۶
	۴۶۲	۷۰	۳۰	۳۸	۱۰	۹	۶۱	۱۴۹		
	ی	ر	و	ن	ا	د	ر	+	۱۱۱۷	
	دہ	دوصد	شش	پنجاہ	یک	چہار	دوصد	+		
	۹	۱۰۴	۶۰۰	۶۱	۳۰	۲۰۹	۱۰۴	+		

ایضاً بقاعدۂ جمل

چو شد طبع این کلام عمدۂ یاسؔ
محققؔ در جمل بنوشت سمبت

کہ توصیف و ثنایش بیقیاس است
لطیف و خوبتر دیوانِ یاس است
سمبت ۱۹۴۶

* اگر چہ سنہ ۱۳۰۷ ہجری کا خیال رہا ہے، اسی وجہ سے اسی سنہ میں تاریخ فرمائی -

از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد نظیر صاحب متقال شاگرد و خویش حضرت جلال مدظلہ

دیوان جناب یاس نامی — ہی مجمع حسن منظر عشق
پڑھنے سے ہو دلمین عشق پیدا — ہر شعر ہے اسکا رہبر عشق
یون لکھدی متقال طبع کا سال — کیا ہے یہ کلام دفتر عشق
۱۳۰۶ھ

از نتائج افکار سخندان نواب سید کاظم حسینخان بہادر مجنون ساکن قصبہ ٹکاری شاگرد مصنف

سیر وا کر حسین صاحب نے — پہلا دیوان اپنا چھپوایا
مرے اُستاد کا چھپا تھا کلام — کیون نہ تاریخ اوسکی مین کہتا
یاس مین تھا مرا دل مضطر — ہاتف غیب نے جو دی یہ ندا
سہہ تاریخ طبع اے مجنون — لکھدے دیوان یہی بےنظیر کیا
۱۳۰۶ھ

از گہر ریزی قلم اعجاز رقم عالم علوم معقول و منقول سخنور معنی پرور جناب مولوی میر علی حیدر صاحب نظم لکھنوی طباطبائی پروفیسر عربی نظام کالج

ہر شعر سے حسن خوشنمائی نکلے — ہر لفظ سے لطف نکتہ دانی نکلے
انجم چھپے نہین یہ اشعار تمام — پتھر سے چشمۂ معانی نکلے
۱۳۰۶ھ

چکیدہ کلک گوہر سلک جناب سید اصغر حسین صاحب ناجی حیدرآبادی ملازم سرکار نواب فخر الملک بہادر

ہی رشک چمن آج دیوان یاس — بہت بہتر و خوب چھپایا اسے
کہا طبع ناجی نے یہ سال طبع — بطرز خوش اسلوب چھپایا اسے
۱۳۰۶ھ

ایضاً

چھپ گیا وہ دفتر دلکش جناب یاس کا — جسکی ہی ہر اک غزل غیرت دہ بدر منیر
جب ہوئی ناجی کو پیدا فکر سال طبع کی — دی ندا ہاتف نے چھپایا کیا کلام بےنظیر
۱۳۰۶ھ

ایضاً

جب کلام یاس صاحب چھپ چکا — دیکھکر سب نے کہا کیا خوب ہی
فکر ناجی نے جو کی تاریخ کی — بولا ہاتف۔ واہ کیا مرغوب ہی
۱۳۰۶ھ

ایضاً

بہین عنایات خلاق عالم ۔۔۔ شدہ طبع منظوم یاس سخنور
زہاتف چو پرسید تاریخ ناجی ۔۔۔ بگفتا بگو ۔ دفتر روح پرور

۱۳۰۶ھ

ایضاً

ہوا مطبوع دیوان یاس کا جب ۔۔۔ ہوئے خوش دیکھکر احباب کیا کیا
قلم سے شاخ گل کی اوسکی تاریخ ۔۔۔ لکھی ناجی نے باغ روح افزا

۱۳۰۶ھ

ایضاً

زہے نسخۂ الفت یاس خوشخو ۔۔۔ عجب دلکش است و عجب دلربائے
چو آن طبع شد عیسوی سال ناجی ۔۔۔ رقم کرد ۔ بستان نغمہ سرائے

۱۸۸۹ع

از نتیجہ فکر شاعر معنی پرور منشی محمد عبد الرحمن خانصاحب نیر وکیل رہلی ضلع ساگر شاگرد مصنف

حضرت یاس کا چھپا وہ کلام ۔۔۔ دل تو کیا جسکو سنکے پھڑکی روح
لکھدے تاریخ طبع اسے نیر ۔۔۔ سخن استاد کا چھپا ممدوح

۱۳۰۶ھ

ایضاً

چھپا ہے کلام آجکل استاد کا میرے ۔۔۔ عرفی کی طرح جو کہ ہیں مشہور زمانہ
نیر یہ لکھو طبع کی تاریخ مسیحی ۔۔۔ استاد کا دیوان بھی ہے منظور زمانہ

۱۸۸۹ع

از نتائج افکار شاعر نازک خیال جناب مرزا مرتضی حسین صاحب وصال لکھنوی شاگرد حضرت جلال مدظلہ

مرے مہربان ہیں جو ذاکر حسین ۔۔۔ سخندان سخن فہم معنے شناس
کلام انکا مشہور ہے دور دور ۔۔۔ یہ دیوان ہے ہر سخنور کے پاس
ملا طبع دیوان کا سال امروصال ۔۔۔ چھپا دلستان خوب دیوان یاس

۱۳۰۶ھ

ایضاً

کیون نہو دلکش وہ دیوان حسین ہو ۔۔۔ ذکر اشک گرم و آہ سرد عشق
ہے یہ اس دیوان کے چھپنے کا سال ۔۔۔ نالۂ عشاق حزن و درد عشق

۱۳۰۶ھ

از نتیجۂ فکر ماہر رموز سخن سید عاشق حسن صاحب وصل لکھنوی شاگرد جناب شاد معفرد یہ پیر و میر

زہی دیوان یاس ای وصل مطبوع جہان شد آن — مضامین خوش نفیس بہ از گلہائے زیبندہ
بصوری معنوی سال مسیحی زور قم کلکم — ہزار و ہشت صد ہشتاد و نہ اجزائے زیبندہ

۱۸۸۹ع

از نتائج افکار سخندان و سخنور نواب مرزا علیخان صاحب ہنر لکھنوی شاگرد حضرت مشتاق

حضرت یاس جو ہین عالم مین — اونکے سے مضبوط ہین ارکان سخن
اونکے قبضے مین ہی ملک مضمون — ہے بجا گر کہون سلطان سخن
جب ہوا طبع یہ دیوان اونکا — روح سحبان ہوئی قربان سخن
پایہ ہے اسکے مضامین کا بلند — آسمان سے ہے سوا شان سخن
بامزہ ہے یہ کلام نمکین — پایہ ہے ایک نمکدان سخن
قدر کرتے ہین سب اہل کمال — ہے یہ تاج سر شاہان سخن
قابل دید نہ کیونکر ہو بھلا — ہے یہ تازہ گل بستان سخن
دل حاسد ہو نہ کیونکر زخمی — ہے یہی خنجر بران سخن
اے ہنر مصرع تاریخ یہ لکھ — بس یہ ہے لعل بدخشان سخن

۱۸۸۹ع

خاکسار احقر الناس ذاکر حسین یاس لکھنوی مصنف دیوان ہذا

مرا پہلا دیوان پہل جو تھا — ہوا اوسکے چھپنے کا اب انتظام
ہوئی فکر تاریخ کی جو مجھے — لکھا - نذر احباب میرا کلام

۱۳۰۶ھ

ایضاً

شکر خدائے ذو المنن - چھپ گیا کیا مرا سخن
ہے یہ بہار پر چمن - لطف اوٹھائین قدردان
فکر مین سال طبع کی - زمزمہ سنج یون ہی یاس
سبز ہے ایک بوستان - قابل دید دوستان

۱۳۰۶ھ

تمت

غلطنامہ دیوان یاس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۲۰	مرکز	مرکر	۱۴۳	۱۲	ناقہ پر	ناقہ پہ
۱۰	۳	حُسن بر	حسن پر	//	۲۴	ضراحیون	صراحیون
//	۱۵	پھلے	پھیلے	۱۴۷	۲	ہتکریون	ہتھکڑیون
۱۱	۱	لیجیے	کھنچیے	//	۴	ہوگی	ہوگی
۱۵	۲	لیتین	کہتین	۱۵۴	۱	لالی	لائی
۱۶	۱۷	مین ہی	ہی مین	//	۱۴	دو ہین	دوریکھین
۲۰	۶	روانِ	روان	۱۵۸	۸	پیاسک	پیاساتک
۲۷	۸	مرے	میرے	۱۶۹	۱۱	ابروکا	ابروونکا
۳	۲	لیلی کا	لیلی سے	۱۶۲	۳	ملا وو میرے ہونٹونسے	ملا کو میری ہونٹونسی
۴۴	۹	بنی	بینی	۱۹۲	۱۴	سرمین	سرمین
۴۵	۳	مرا	میرا	//	۲۰	گانہونکے	گالیون سے
۵۲	۵	ابروکے	ابروونکے	۲۰۰	۲۴	یارونکا ہی کا	یارون ہی کا
۶	۲۳	کرو	کہو	۲۰۳	+	۱۰۳	۲۰۳
۵۳	۱	دلکو ہی	دل ہی کو	۲۰۴	+	۱۰۴	۲۰۴
//	۸	ابروکا	ابروونکا	۲۰۵	+	۱۰۵	۲۰۵
۵۹	۱	ڈوزون	وزدون	۲۰۶	+	۱۰۶	۲۰۶
۶۱	۲۳	حاسجہان	جانِ جہان	۲۰۷	+	۱۰۷	۲۰۷
۶۲	۴	ثریا	ثریّا	۲۰۸	+	۱۰۸	۲۰۸
۸۷	۱	چھیرتے ہی شب	چھیرتے ہی آشب	//	۱۰	یہ ہین	یوہین
۸۵	۴	ملنے	ملنے	//	۱۱	جہاسکے	جاتی
۹۰	۳	پھر	پھر	//	۱۷	ابہا	اچھا
//	//	جبتبا مین	جب مین	//	۲۲	اوٹھانی	اوٹھائی
//	//	بسمل	بسمل	//	۲۴	جعفر	جور
//	۲۴	ہر کوئی صا	کوئی کیا ہمسا	۲۱۳	۱۰	نقد	تو
۹۱	//	ستم	ستم	//	۲۴	غرور تھا اس کی ہد	غرور تھا اسی رندی
۹۵	۱۹	مین	ہمین			پارسائی پر	پرنوائی پہ
۱۰۹	۱۳	کرلی	کرتی	۲۱۶	۱۷	از سرِشتہ	سرشتہ
۱۱۱	۱۴	مری سینے پر	مری آشفتہ سے پر	۲۱۸	۲۰	چھپ کیا	چھپ گیا
۱۲۲	۶	دماغ آشفتہ	دماغ آشفتہ	۲۲۰	۳	از چکیدہ	چکیدہ
۱۲۸	۷	گون	کون	//	۱۴	رحمہ اللہ ہے	رحمۃ اللہ ہے
//	۸	آئینے	آئینگے	۲۲۳	۲	ہیشال	پیشال
۱۳۱	۱۲	تری تفون	تری زلفون	۲۲۶	//	ریشہ	سخت
۱۳۲	۱۵	مرا سینہ	میرا سینہ	۲۲۸	۱۱	بنظیرکر	بنظیر ہو
//	۱۹	کوسن	کوسون	۲۳۳	//	بامزہ	یا مزہ
۱۳۳	۳	پرگئی	پڑگئی				

ناظرین مہربانی فرماکر پہلے موافق اس غلطنامہ کے دیوان درست فرمالیں - یائے معروف و مجہول کو غلطنامہ میں داخل نہیں کیا کیونکہ میرے نزدیک یہ [illegible] ی حسین ہے [illegible] یاس کی غلطی

عمدہ اور جدید کتابین

آئینۂ ایمان

جناب مفتی طالب حسن مرحوم برادر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی نے یہ رسالہ ایمان اور مسائل اعتقادیہ مین نہایت تصحیح و تحقیق سے لکھا تھا - اب اونکے انتقال کے بعد چھپا ہے - نہایت آسان اور سلیس اردو مین ہے - ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس رسالے کو پیش نظر رکھے - قیمت فی جلد ۲/

دیوان صغیر

یہ دیوان حضرت شاہ صغیر مرحوم لکھنوی کا ہے - حضرت صغیر رشک مرحوم کے ارشد تلامذہ مین تھے - مرحوم نے اپنی بابرکت اور طولانی زندگی صرف شعر و سخن کے نذر کر دی تھی - اردو نظم کے لیے غالباً اس سے زیادہ مفید کوئی ترکیب نہین ہے کہ اگلے سخنوران کا کلام نئے طبع آزمائی کرنے والے اونکیا کی مدد کے لیے شایع کیا جائے - قیمت مع محصول .. .. .. عصہ/

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے - اور قابل دید ہے - قیمت فی جلد ۲/

البرٹ بل

یہ ڈراما جو دراصل ہندوستان کی پہلی پولیٹکل اردو تصنیف ہے ضرور اس قابل ہے کہ ہر مہذب ہاتھ مین اور ہر شخص کی میز پر اسکی ایک کاپی ہو - قیمت فی جلد ۳/

صبح امید

موجودہ اسلام کی دلسوز تصویر دیکھنا ہو تو یہ مثنوی مصنفہ مولوی شبلی صاحب نعمانی پروفیسر مدرسۃ العلوم مسلمانان دیکھیے - نیچرل نظم مین اسلام کی حالت دکھائی گئی ہے - عام ملک نے اس مثنوی کو بڑے شوق سے لیا اور پسند کیا ہے - قیمت مجلد - ۴/

صبح خندان

ایشیائی شاعری - عاشقانہ قصہ حسن و عشق کا جھگڑا - میر حسن کی بحر مصنفہ جناب محمد امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی - اسکی تعریف لکھنے کی ضرورت نہین - اسکے مصنف ہندوستان مین خاتمہ مثنوی لکھنے مین فرد ہین - قیمت فی جلد - ۱/

جس کتاب کی درخواست آئے مع قیمت یا باجازت ویلیو پے ایبل - ویلیو پے ایبل کی حالت مین درخواست کے ساتھ ٹکٹ ۲ فیس منی آرڈر ساتھ آنا چاہیے کیونکہ فیس منی آرڈر پہلے دینا ہوتی ہے - المشتہر محمد نثار حسین نثار مہتمم قومی پریس پیام یار - لکھنو چوک

پیام یار

جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ عشاق کا قفل معشوقانہ اداؤن کا مرقع - وہ چھاسا پرچہ جسکو ملک نے زبان اردو کی حسن خوبی کے پہچاننے کا حکمی پیمانہ تسلیم کر لیا ہے - وہی جسے پیام یار کہتے ہین - قیمت عام سے ایکروپیہ سالانہ مع محصول ڈاک - رؤسا سے پانچ روپیہ سالانہ - بغیر وصول قیمت سالانہ پیشگی ہرگز کسی کے نام جاری نہین ہوتا - ایک نمبر بطور نمونہ ڈھائی آنہ وصول ہونے پر قومی پریس لکھنو چوک سے ماہوار نہایت حسن و خوبی کے ساتھ شایع ہوتا ہے - درخواستین مع قیمت بذریعہ منی آرڈر یا باجازت ویلیو پے ایبل محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس و کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار کے نام آنا چاہییں ۔

اشتہار

یہ دیوان مصنف نے خود زرکے
روپیہ سے چھپوایا ہے اور آپ ہی محنت
سے صحت بھی کی ہے لہذا کوئی صاحب حسب اکٹ پریس
چھاپنے کا قصد نفرمائیں جملہ حقوق اسکے محفوظ ہین جس قدر
جلدین مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین۔

قیمت حسب تفصیل ہے

معمولی کاغذ ---------- عـه ۱ر مع محصول ڈاک

عمدہ کاغذ ---------- عـه ر =

المشتہر
سید یوسف حسین
قیاس۔ لکھنؤ۔
میدان ایلچ خان